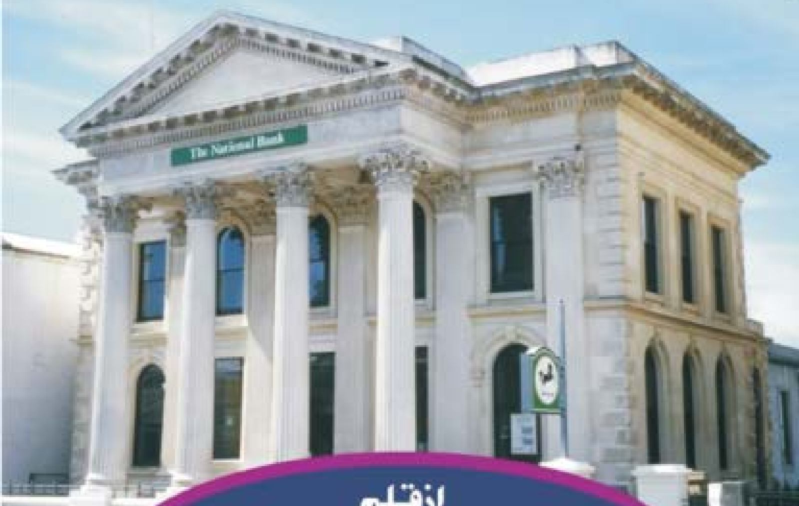
# بینک کے مسائل

## فقہ اسلامی کی روشنی میں




ازقلم

**مفتی محمد عامر کانپوری**

(استاذ جامعہ محمودیہ اشرف العلوم اشرف آباد، جاجمؤ، کانپور)

ناشر

**مکتبہ دارالعلوم کانپور**

نزد مسجد عائشہ کے. ڈی. اے. کالونی، جاجمؤ، کانپور

فون: 8052649149

# بینک کے مسائل

## فقہ اسلامی کی روشنی میں

اس کتاب میں مروجہ بینکنگ کے اسلامی اصول، مروجہ بینک کے مختلف کارڈ کی شرعی وفقہی حیثیت، بینک سے جاری ہونے والی اسکیم کا شرعی متبادل صورت، بینک ڈیپازٹس کی اقسام، اس سے ملنے والے نفع کا شرعی حکم، اوراق تجاریہ کی شرعی حیثیت، مروجہ واسلامی بینک کے درمیان باہمی فرق اور بینک کے حوالے سے درپیش آمدہ مسائل کو حقائق ودلائل کے ساتھ مرتب انداز میں سپرد قرطاس کیا گیا ہے۔

مفتی محمد عامر کانپوری

استاذ جامعہ محمودیہ اشرف العلوم، اشرف آباد جاجمؤ، کانپور

ناشر

**مکتبہ دارالعلوم کانپور**

نزد مسجد عائشہ کے ڈی اے کالونی کانپور

نزد اشرف آباد جاجمؤ کانپور

# تفصیلات


نام کتاب: ---------------- بینک کے مسائل فقہ اسلامی کی روشنی میں

مرتب: -------------------- محمد عامر کانپوری

ناشر: ---------------------- مکتبہ دارالعلوم کانپور

------------------------------ نزد مسجد عائشہ جاج مؤ کانپور، یوپی انڈیا

صفحات: ------------------ ۱۳۲

سن اشاعت: --------------- ۲۰۱۹

کمپوزنگ: ----------------- عبدالباقی قاسمی

رابطہ نمبر: ------------------9721648175

قیمت: --------------------- ۱۵۰


## ملنے کے پتے

| | | |
|---|---|---|
| مکتبہ الحرمین دیوبند | ☆ | مکتبہ احسان لکھنؤ |
| مکتبہ امدادیہ سہارن پور | ☆ | مکہ مسجد کے ڈی اے کالونی جاجمؤ کانپور |
| ابوبکر مسجد جاجمؤ کانپور | ☆ | مسجد عائشہ جاجمؤ کانپور |
| کتب خانہ نعیمیہ دیوبند | ☆ | زمزم بکڈپو دیوبند |
| فیصل پبلی کیشنز دیوبند | ☆ | دارالکتاب دیوبند |

## مکتبہ دارالعلوم کانپور

نزد مسجد عائشہ جاج مئو کانپور، یوپی، انڈیا

# فہرست

# پیش لفظ

## حضرت اقدس مفسّر قرآن مفتی اقبال احمد صاحب قاسمی دامت برکاتہم

## سابق معین مدرس دارالعلوم دیوبند از ہر ہند

**نحمد و نصلی علیٰ رسوله الکریم**

موجودہ معاشی دنیا میں کسی بھی قابلِ ذکر تجارت کے لئے بینک ایک ناگزیر صورت بن گئے ہیں اور بینکوں کا مروجہ نظام سرتاپیر ربوٰ یا شبہ ربوا کے اردگرد گھومتا ہے۔ اس لئے کسی بڑے تاجر کا سودی معاملات کے بغیر اپنی تجارت کا بیڑہ پار لگانا مشکل ہوگیا ہے۔ حدیث پاک میں بھی اس کی پیش گوئی موجود ہے کہ قربِ قیامت میں سودی وبا اتنی عام ہوجائے گی کہ اگر کوئی صریح سود سے بچ بھی گیا، تو سود کے شبہ اور اس کے دھوئیں سے بچ پانا مشکل ہوگا، آج وہی وقت ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اب جبکہ بینک کے معاملات سے مَفرّ نہیں، تو ضرورت ہے کہ ہم بینکوں کے نظام سے متعارف بھی ہوں اور اس سے متعلق مسائل سے بھی واقف ہوں اور حتی الامکان ناجائز امور سے بچتے ہوئے اس کے جائز متبادل پر عمل کریں، یہ ہر ایک مسلمان کی ضرورت ہے۔ اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے عزیز محترم مولانا مفتی محمد عامر کانپوری نے ایک قیمتی رسالہ ''بینک کے مسائل'' کے عنوان سے ترتیب دیا ہے، جس میں بینک سے متعلق اہم معلومات بھی ہیں اور مسائل کا ایک ذخیرہ بھی ہے، جس کا مطالعہ فائدہ سے خالی نہیں، اللہ پاک موصوف کے اس رسالہ کو بھی دیگر رسائل کی طرح قبولِ عام عطا فرمائے۔ اس رسالہ کی تالیف پر ہم ان کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اللہ پاک مزید مفید خدمات کی توفیق سرفراز فرمائے۔ آمین۔

# ادائے شکر

## حضرت اقدس مولانا شکیل احمد صاحب قاسمی کانپوری

### امام وخطیب عیدگاہ ومسجد چوک صرافہ مسٹن روڈ کانپور

**باسمہ سبحانہ وتعالیٰ**

**حامداً ومُصلّیًا:**

موجودہ دور کے جدید معاشی نظام میں بینکوں کے ذریعہ کاروباری لین دین کرنا اس حدتک ضروری ہوگیا ہے کہ اب اُس کے بغیر کاروبار کرنا تقریباً ناممکن ہے۔اسی کے ساتھ ہی بھی ایک حقیقت ہے کہ مروجہ بینکوں کا سارانظام سود کے لین دین کے ساتھ جڑا ہوا ہے، جبکہ سود کواللہ پاک نے قرآن کریم میں صراحت کے ساتھ حرام قرار دیا ہےاوررسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث مبارکہ میں سخت وعیدیں اس کے لین دین پرارشاد فرمائی ہیں، جن کی بناپرسود کے لین دین سے بچنا ہرمسلمان کیلئے لازم ہے؛ ایسی صورت میں عام مسلمانوں کیلئے راہِ عمل کیا ہونا چاہئے، جس پر چل کراُن کی کاروباری ضرورت بھی پوری ہوجائے اوروہ حرام لین دین کے وبال سے بھی بچ جائیں۔

زیرِنظرکتاب میں نوجوان فاضل مفتی محمد عامر صاحب، زیدعلمہ نے فقہ اسلامی کی روشنی میں اِس سوال کا شرعی جواب دینے کی اچھی کوشش کی ہے؛ موصوف محترم نےاِس کتاب میں بینکوں میں کئے جانے والے معاملات کا تفصیلی تعارف کرانے کے ساتھ اُن معاملات کا شرعی حکم بتایا ہے؛ دعاء ہے کہ اللہ پاک اُن کی مساعیِ جمیلہ کو بارآور بنائے۔آمین۔

# مقدمہ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

نَحمَدہ وَنُصَلِّی عَلیٰ رَسُولِہ الکَرِیم

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات، دستورزندگی اور منشور کارواں ہے، جس میں تجارت، معیشت سمیت زندگی کے تمام شعبوں کے حوالے سے مکمل رہنمائی، حوصلہ افزائی موجود ہے۔ اسلام تجارت کے ان طور طریقوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، جس میں بائع اور مشتری دونوں میں سے کسی کو بھی دھوکہ نہ ہو، اور ایسے طریقوں سے منع کرتا ہے، جس میں کسی کے دھوکہ، فریب یا فراڈ ہونے کا اندیشہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے تجارت کے جن جن طریقوں سے منع کیا ہے، ان میں خسارہ، دھوکہ اور فراڈ کا خدشہ پایا جاتا ہے۔ اسلام کے عظیم الشان تجارتی اصول درحقیقت ہمارے فائدے کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔

اسلام کا یہی نظریہ بینک کے موجودہ نظام کے بارے میں بھی ہے، بینک کے جہاں فائدے ہیں، وہیں اس کے نقصانات بھی ہیں، اس معنی کر کے کہ مال کی حفاظت لین دین میں آسانی، حساب و کتاب میں آسانی۔ اور نقصان اس معنی کر کے ہے کہ بینک کا اپنی رقم کے لئے چکر لگانا، رقم جمع کرنے کے لئے لائن میں لگنا، بعض دفع اکاؤنٹ سے رقم کٹ جانا اس کے لئے دوڑ دھوپ اور کبھی کیش کی سخت ضرورت ہوتی ہے؛ لیکن بعض دفعہ بینک کا سرور ڈاؤن ہوتا ہے یا بینک بند ہوتا ہے، جس کی وجہ سے دوسرے سے وقتی طور پر قرض لینا پڑتا ہے۔ یہ نفع ونقصان ہر انسان کے ساتھ لگا رہتا ہے۔

دنیاوی زندگی میں کسی انسان کو اس سے چھٹکارہ بھی نہیں؛ لیکن اسلام نے اس سلسلے میں نہ تو پوری آزادی دی اور نہ ہی پوری طرح جکڑ کر رکھا، بلکہ درمیانی راہ نکالی اور کچھ حدود متعین کئے، جس کو آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

اسلام انفرادی ملکیت کو تسلیم کرتا ہے اور اس بات کا قائل نہیں ہے کہ جابرانہ نظام

کے تحت دولت کے تمام وسائل براہ راست حکومت کی ملکیت میں آجائیں، مگر وہ اس بات کو بھی پسند نہیں کرتا کہ سرمایہ دارانہ نظام کے مزاج کے مطابق دولت چند ہاتھوں میں مرتکز ہوکر رہ جائے اور امیروں اور غریبوں کے درمیان فاصلہ بڑھتا جائے؛ بلکہ وہ انفرادی ملکیت کے ساتھ ساتھ دولت کی زیادہ سے زیادہ تقسیم چاہتا ہے۔ اسی لیے زکوٰۃ کا نظام مقرر ہے، جو ڈھائی فیصد سے لیکر دس فیصد تک اور معدنی ذخائر میں بیس فیصد تک واجب ہے۔ اسی طرح میراث کا نظام ہے، اس لئے اسلام نے سود کے بجائے مضاربت اور شرکت کی صورت رکھی ہے، تاکہ نفع سرمایہ کار و محنت کار دونوں پر تقسیم ہو۔

اس کتاب میں بینک کے حوالے سے جو طریقے، اسکیمیں، کارڈ اور معاملات رائج ہیں ان کو تفصیل کے ساتھ ابواب وار اور ترتیب وار بیان کیا گیا ہے اور بینک کے حوالے سے جو مسائل درپیش آتے ہیں، مثلاً بینک کی ملازمت، بینک سے ضرورت پر قرض لینا، اپنی جمع شدہ رقم پر نفع کا لینا اور اس طرح بہت سے دیگر مسائل کو اپنے اکابر کی مختلف کتابوں وفتاوؤں سے جمع کیا ہے، تاکہ بینک کے سلسلے میں کسی کو بھی کوئی مسائل درپیش ہو، اس کو اس کتاب میں مل جائے۔

اس کتاب میں انہی مسائل کو ترجیح دی ہے، جس پر اکثر علماء کا اتفاق ہے، جدت پسندی سے بھی گریز کیا ہے اور قدامت پسندی کے دامن کو بھی نہیں چھوڑا ہے؛ بلکہ اپنے اکابر دیوبند بالفاظ دیگر اہل سنت والجماعت اور جمہور امت کے اقوال اور ان کے فتاوٰں کو پیش نظر رکھا ہے۔ نیز اس کتاب کو آٹھ ابواب پر تقسیم کیا ہے، پہلے باب میں قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور صحابہ کرامؓ کے اقوال کو بیان کیا ہے جو سود کی لعنت کے سلسلے میں ہیں اور اسی باب میں سود کے معنی اور سود کے دینی ودنیاوی نقصانات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ دوسرے باب میں بینک ڈیپازٹس کی اقسام کو بیان کیا گیا ہے۔ تیسرے باب میں بینکوں سے ملنے والا نفع اور ان بینکوں سے قرض لینے کے احکام کے سلسلے میں ہے۔ چوتھے باب میں بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام کے بارے میں ہے۔

پانچویں باب میں چیک سے معاملات کرنے کے بیان میں ہے۔ چھٹے باب میں مروجہ بینک اوراسلامی بینک کے درمیان باہمی فرق کے سلسلے میں ہے۔ساتویں باب میں بینک سے جاری ہونے والی اسکیموں کے احکام کے بارے میں ہے۔جب کہ آٹھویں باب میں بینک کے حوالے سے مختلف مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

آخر میں راقم اپنے تمام اساتذہ کرام اور دیگر علماء عظام اوردوست واحباب جنہوں نے اس کام کے سلسلے میں کسی بھی طرح کا تعاون کیا اورحوصلہ افزائی کی اللہ تعالیٰ ان سب کوجزائے خیرعطافرمائے اوراس کام کو بندہ اوراس کےتمام اساتذہ کرام، بالخصوص اپنے والدین، بھائیوں اورسب اعزہ واقارب کے دنیاوآخرت کی صلاح وفلاح کاذریعہ بنائے اوراپنی بارگاہ میں قبول فرماکرامت مسلمہ کی نشأۃ ثانیہ میں کارآمد،معاون اوربارآور فرمائے۔آمین ثم آمین۔

محمد عامر کانپوری

استاد جامعہ محمودیہ اشرف العلوم اشرف آباد جاجموٴ کانپور

۱۸؍رجب المرجب ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۵؍مارچ ۲۰۱۹ء بروزمنگل

# انتساب

خاکسار اپنی اس محنت اور علمی کاوش کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ، تمام اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین، تمام تابعین، فقہاء عظام، تمام اساتذہ کرام، اپنے والدین جن کے صدقہ طفیل لکھنے، پڑھنے کا کچھ شعور وآگہی پیدا ہوئی کی طرف منسوب کرنا خوش قسمتی سمجھتا ہے۔

یہ علمی تحفہ اس مادر علمی ازہر الہند دارالعلوم دیوبند کی آغوشِ تربیت کا ثمرہ، جس کی علمی وعملی کاوشیں اطراف عالم میں گونجتی ہے۔ نیز جامعہ محمودیہ اشرف العلوم اشرف آباد جاجمؤ کانپور کے مرہونِ منت ہے۔ لہٰذا ان دونوں اداروں کی طرف منسوب کرنا بھی باعث سعادت، فلاح وبہبود سمجھتا ہے۔

# پہلا باب

## (سود کے نقصانات، وعیدیں اور تعریف کے سلسلے میں)

سود ایسی دھوکہ کی زنجیر ہے کہ جس کے چنگل میں آنے کے بعد نکلنا مشکل ہوتا ہے، اگر نکلتا بھی ہے تو کنگال ہو کر نکلتا ہے، اسی وجہ سے قرآن اور حدیث میں سود کے لین دین پر سخت وعیدیں آئی ہیں، قرآن کریم نے سود کو قطعی حرام قرار دیا ہے۔ قرآن کریم نے اس کو اتنا سنگین گناہ قرار دیا ہے کہ کسی اور گناہ کو اتنا سنگین گناہ قرار نہیں دیا، شراب نوشی، خنزیر کھانا، زنا کاری، بدکاری وغیرہ کے لیے قرآن کریم میں ایسی سخت وعید نہیں آئی جو سود کے لیے آئی ہے؛ کیوں کہ اس کا انجام بڑا اتنا خطرناک ہے، حقیقت شناس انسان کا دل ودماغ دہل جائے گا۔ چنانچہ قرآن کریم نے متعدد جگہ فرمایا:

(۱) ”یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبَا اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ. فَاِنْ لَمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ“.

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سود کا جو حصہ بھی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو! اگر تمہارے اندر ایمان ہے۔ اگر تم سود کو نہیں چھوڑو گے، تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو!۔ (سورۃ البقرۃ)

(۲) نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ” وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا “.

ترجمہ: اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے۔ (سورۃ البقرۃ)

(۳) کہیں ارشاد فرمایا: ”اَلَّذِیْنَ یَأْکُلُوْنَ الرِّبَا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطَانُ مِنَ الْمَسِّ“.

ترجمہ:۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ قیامت کے روز اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے، جس کو شیطان نے چھو کر مجنوں بنا دیا ہو۔ (سورۃ البقرۃ)

(۴)سورۃ آل عمران میں ارشاد ہے:''یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَأْکُلُوْا الرِّبَا اَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوْا اللّٰهَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ''.

ترجمہ:اے ایمان والو!سود در سود کر کے نہ کھاؤ!اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تم فلاح پاؤ!۔

(سورۃ آل عمران)

(۵)اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:''یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَیُرْبِی الصَّدَقَاتِ''

ترجمہ:۔اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی سود کے سلسلے میں سخت وعیدیں آئی ہیں، کچھ احادیث پیش خدمت ہے:

(۱)عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ''آكِلَ الرِّبَا وَمُؤْكِلَه وَكَاتِبَه وَشَاهِدَيْه وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ''.

ترجمہ:حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپؓ نے فرمایا:حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے،سود دینے والے،سودی دستاویز لکھنے والے اورسود کی گواہی دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔اور ارشاد فرمایا:یہ سب لوگ گناہ میں برابر ہیں۔ (صحیح مسلم کتاب المساقات وسنن ابن ماجہ)

(۲)عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بن حَنْظَلَةَ غَسِيْلِ الملائِكَةِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''دِرْهَمُ الرِّبَا يَاكُلُه الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلاثِيْنَ زَنْيَةً''.

ترجمہ:حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما(جن کے والد حضرت حنظلہ غسیل ملائکہ ہیں)سے روایت ہے،آپ نے فرمایا:حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جانتے بوجھتے سود کا ایک درہم کھانا،چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے۔

(مسند امام احمد، مسند الأنصار رضی اللّٰہ عنهم)

اور امام بیہقیؒ کی شعب الایمان میں ان الفاظ کا اضافہ ہے:

"مَنْ نَبَتَ لَحْمُه مِنَ السُّحْتِ فَالنَّارُ أَوْلٰی بِه"۔

ترجمہ: جس کا گوشت حرام غذا سے پرورش پایا ہو وہ جہنم ہی کے زیادہ لائق ہے۔

(شعب الایمان للبیہقی)

(۳)قَالَ رَسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَسَلَّم :"الرِّبَا سَبْعُوْنَ جُزْءً ا أَیْسَرُهَا أَنْ یَنْکَحَ الرَّجُلُ أُمَّه"۔

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سود کے ستر درجے ہیں، اور ان میں سب سے ہلکا درجہ اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کرنے کے برابر ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، باب الربا)

(۴) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر سود کی حرمت کا اعلان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: (آج کے دن) جاہلیت کا سود چھوڑ دیا گیا اور سب سے پہلا سود جو میں چھوڑتا ہوں وہ ہمارے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا سود ہے۔ وہ سب کا سب ختم کر دیا گیا ہے، چوں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سود کی حرمت سے قبل لوگوں کو سود پر قرض دیا کرتے تھے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کے دن میں اُن کا سود جو دوسرے لوگوں کے ذمہ ہے وہ ختم کرتا ہوں۔ (صحیح مسلم باب حجۃ النبی)

(۵) حضور اکرم صلی اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو! صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ سات بڑے گناہ کون سے ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (۱) شرک کرنا (۲) جادو کرنا (۳) کسی شخص کو ناحق قتل کرنا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کے مال کو ہڑپنا (۶) کفار کے ساتھ جنگ کی صورت میں میدان سے بھاگنا ہے (۷) پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔ (بخاری)

اسی طرح صحابہؓ وتابعینؒ کے اقوال اور سخت وعیدیں سود کی خباثت پر ملاحظہ فرمائیں:

(۱) مشہور صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص سود چھوڑنے پر تیار نہ ہو، تو خلیفۂ وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سے توبہ کرائے اور باز نہ

آنے کی صورت میں اس کی گردن اڑادے!۔ (تفسیر ابن کثیر)

(۲) رومیوں کے خلاف ایک معرکہ میں حضرت معاویہؓ کی زیر قیادت حضرت عبادہ بن الصامتؓ بھی شریک تھے۔ لشکر کے گزر ایک ایسے علاقہ سے ہوا جہاں کے لوگ چاندی کی ڈلیوں کا تبادلہ سونے کے دیناروں کے عوض کمی بیشی کے ساتھ کرتے تھے۔ حضرت عبادہ ابن الصامتؓ نے یہ دیکھ کر وہاں کے لوگوں سے کہا کہ یہ سود ہے اور تم لوگ سود کھاتے ہو، جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ امیر لشکر حضرت معاویہؓ نے یہ بات سنی، تو ان سے اختلاف کیا اور فرمایا: میرا خیال ہے کہ اس طرح نقد تبادلے میں سود نہیں ہے، اور سود صرف ادھار تبادلے کی صورت میں بنتا ہے۔ حضرت عبادۃ بن الصامتؓ یہ بات سن کر ناراض ہو گئے سخت کی حالت میں فرمایا: ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنا رہا ہوں اور آپ اس کے بارے میں اپنے خیال کا اظہار کر رہے ہیں؟ بخدا یہاں سے جانے کے بعد میں کسی ایسے علاقے میں نہیں رہوں گا جہاں آپ کی امارت ہو''۔ چنانچہ واپس جانے کے بعد حضرت عبادۃ بن الصامتؓ کی ملاقات حضرت عمر بن الخطابؓ سے ہوئی ان کو پوار حال بتایا اور اپنی قسم کا بھی ذکر کیا۔ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطابؓ نے ان کو واپس جانے کا حکم دیا اور فرمایا: ایسے علاقع میں خیر و برکت باقی نہیں رہتی جسے آپ جیسے حضرات چھوڑ کر آجائیں۔ اس کے ساتھ ہی امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطابؓ نے امیر شام حضرت معاویہؓ کے نام خط لکھا کہ حضرت عبادۃ بن الصامتؓ شام میں ہی رہیں گے۔ لیکن آپ کی امارت ان پر لاگو نہیں ہوگی۔ اور سود کے بارے میں جو مسئلہ انہوں نے بتایا ہے وہی صحیح ہے۔ لوگوں کو اسی پر عمل کرائیں۔ (ابن ماجہؒ)

تمام مکاتب فکر کے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ عصر حاضر میں بینک سے قرض لینے کا رائج طریقہ اور جمع شدہ رقم پر (**Interest**) کی رقم حاصل کرنا یہ سب وہی سود ہے جس کی قرآن وحدیث میں وعیدیں آئی ہیں۔ عصر حاضر کی پوری دنیا کے علماء پر مشتمل اہم تنظیم مجمع الفقہ الاسلامی کی اس موضوع پر متعدد میٹنگوں میں اس کے حرام ہونے کا ہی

فیصلہ ہوا ہے۔ برصغیر کے جمہور علماء بھی اس کے حرام ہونے پر متفق ہیں۔ مصری علماء جو عموماً آزاد خیال سمجھتے ہیں وہ بھی بینک سے موجودہ راج نظام کے تحت قرض لینے اور جمع شدہ رقم پر انٹرسٹ (Interest) کی رقم کے عدمِ جواز پر متفق ہیں۔ پوری دنیا میں کسی بھی مکتب فکر کے دارالافتاء نے بینک سے قرض لینے کے رائج طریقہ اور جمع شدہ رقم پر (Interest) کی رقم کو ذاتی استعمال میں لینے کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا ہے۔

لٰہذا ہر شخص کو چاہیئے کہ مذکورہ بالا آیات قرآنیہ اوراحادیث مبارکہ، صحابہؓ وتابعینؒ کے اقوال اور علماء ومفتیان حضرات کے فتاوے کو پیش نظر رکھتے ہوئے متاع دین ودنیا کو سود کی دھوکہ، دجل وفریب اوراس کی لعنت سے محفوظ رکھے! اوراس سنگین جرم میں کسی اعتبار سے ہرگز شریک ومددگار نہ بنے۔

## (سود کیا ہے؟)

سود کیا ہے؟ وزن کی جانے والی یا کسی پیمانے سے ناپے جانی والی ایک جنس کی چیزیں اور روپے وغیرہ میں دو آدمیوں کا اس طرح معاملہ کرنا کہ ایک کو عوض کچھ زائد دینا پڑتا ہو ربا اور سود کہلاتا ہے، جس کو انگریزی میں (Interest) یا (Vsury) بھی کہتے ہیں۔

قرآن کریم میں لفظ ''ربوٰ'' کے ذریعہ جس چیز کو حرام قرار دیا گیا ہے اس کا ترجمہ اردو میں ''سود'' سے کیا جاتا ہے، مگر ''ربوٰ'' عام مفہوم رکھتا ہے اور مروجہ سود بھی اسی کی ایک قسم یا فرد کی حیثیت میں ہے۔

قرآن کریم، سنت نبویہ اور آثار صحابہؓ اور اجماعت امت نے قرض پر طے کر کے لی جانے والی ہر زیادتی کو ''ربوا'' قرار دیا ہے، خواہ وہ سود مفرد ہو یا مرکب۔ مروجہ سود ایک معین مقدار روپیہ متعین میعاد کے ادھار دے کر معین شرح کے ساتھ نفع یا زیادتی لینے کا نام ہے''۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو: (جواہر الفقہ ۴/ ۵۳۳۔ اسلام اور جدید معاشی مسائل رج ۴/ ۲۲۶۔ فتاویٰ بینات علامہ بنوری ٹاؤن۔ ج ۴/ م ۹)

# عصر حاضر میں ہم بینک اور سود کے بارے میں کیا کریں؟

(۱) اگر کوئی شخص بینک سے قرض لینے یا جمع شدہ رقم پر سود کے جائز ہونے کو کہے، تو پوری دنیا کے علماء کے موقف کو سامنے رکھ کر اس سے بچیں۔

(۲) اس بات کو اچھی طرح ذہن میں رکھیں کہ علماء کرام نے قرآن وحدیث کی روشنی میں بینک سے قرض لینے اور بینک میں جمع شدہ رقم پر **Interest** کی رقم کے حرام ہونے کا فیصلہ آپ سے دشمنی نکالنے کے لیے نہیں، بلکہ آپ کے حق میں کیا ہے، کیوں کہ قرآن وحدیث میں سود کو بہت بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے، شراب نوشی، خنزیر کھانے اور زنا کاری کے لئے قرآن کریم میں وہ الفاظ استعمال نہیں کئے گئے، جو سود کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے استعمال کئے ہیں۔

(۳) جس نبی کے امتی ہونے پر ہم فخر کرتے ہیں اس نے سود لینے اور دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے، نیز شک وشبہ والی چیزوں سے بھی بچنے کی تعلیم دی ہے۔

(۴) بینک سے قرضہ لینے سے بالکل بچیں، دنیاوی ضرورتوں کو بینک سے قرضہ لیے بغیر پورا کریں، کچھ دشواریاں، پریشانیاں آئیں، تو اس پر صبر کریں۔

(۵) اگر آپ کی رقم بینک میں جمع ہے، تو اس پر جو سود مل رہا ہے، اس کو خود استعمال کیے بغیر عام رفاہی کاموں میں لگادیں یا ایسے غربا ومساکین یا یتیم بچوں میں بانٹ دیں، جو کمانے سے عاجز ہیں۔

(۶) اگر کوئی شخص ایسے ملک میں ہے، جہاں واقعی سود سے بچنے کی کوئی شکل نہیں ہے، تو اپنی وسعت کے مطابق سودی نظام سے بچیں، ہمیشہ اس سے چھٹکارہ کی فکر رکھیں اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہیں۔

(۷) سود کے مال سے نہ بچنے والوں سے درخواست ہے کہ سود کھانا بہت بڑا گناہ ہے، اس لیے کم از کم سود کی رقم کو اپنی ذاتی مصارف میں استعمال نہ کریں، بلکہ اس سے

حکومت کی جانب سے عائد کردہ انکم ٹیکس ادا کریں۔

(۸) اگر کسی بینک یا کمپنی میں صرف سود پر قرضہ دینے کا کاروبار ہے، کوئی دوسرا کام نہیں ہے، تو ایسی کمپنی یا بینک میں ملازمت کرنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر کسی بینک میں سود پر قرضہ کے علاوہ جائز کام بھی ہوتے ہیں، مثلاً بینک میں رقم جمع کرنا وغیرہ تو ایسے بینک میں ملازمت کرنا حرام نہیں ہے، البتہ بچنا چاہئے۔

(۹) اگر کوئی شخص سونے کے پرانے زیورات بیچ کر سونے کے نئے زیورات خریدنا چاہتا ہے تو اس کو چاہئے کہ دونوں کی الگ الگ قیمت لگوا کر اس پر قبضہ کرے اور قبضہ کرائے، نئے سونے کے بدلے پرانے سونے اور ادھار دینا جائز نہیں ہے، کیوں کہ ایہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔

## سود کے نقصانات

(۱) دنیا کی بڑی بڑی اقتصادی شخصیات کے مطابق موجودہ سودی نظام سے صرف اور صرف سرمایہ داروں کو ہی فائدہ پہنچتا ہے، اور کم سرمایہ والے غربت کے زنجیر میں پھنستے چلے جاتے ہیں۔

(۲) سودی رقم دیکھنے میں پہاڑ کی طرح نظر آتا ہے، لیکن حقیقت میں رائی کے دانہ کے مانند ہوتا ہے، مثلاً: آپ کی جمع شدہ رقم پر تین ماہ بعد اضافی رقم جو ملتی ہے وہ ہوتی ہی کتنی ہے، پھر تین ماہ بعد اس رقم کی جو آپ کو تین ماہ بعد ملی ہے گھٹ جاتی ہے، مہنگائی آگے بڑھ چکی ہوتی ہے، بینک نے تو رقم آپ کو تین ماہ پہلے کی ویلیو کے اعتبار سے دی ہے گویا کہ ایک روپیہ ویلیو چیز کو دس روپے ویلیو میں خرچ کر دیا، لاکھ درجہ بہتر تھا کہ اپنا سرمایہ مضاربت؛ شرکت کے بنیاد پر لگاتے اور نفع موجودہ وقت کے اعتبار سے لیتے۔

(۳) سودی کاروبار کرنے والے کبھی بڑھتے نہیں، بظاہر آپ کو دکھے گا کہ وہ ترقی کی راہ پر گامزن ہیں، لیکن حقیقت میں وہ معاشی بحران کی طرف کھچے چلے جارہے ہیں، اسی

لئے سودی بنا ید پر جتنی بھی فیکٹریاں ، کارخانے اور گھرانے آباد اور ترقی کی راہ پر پروان چڑھتے ہیں، ان کی ہلاکت و بربادی کا سبب بھی یہی سودی رقم بنتی ہیں، گھر ویران ہوجاتے ہیں، فیکٹریاں، کارخانے نیست ونابود ہوجاتے ہیں، اخوت وبھائی چارگی کا خوں بہادیا جاتا ہے اور اختلاف وانتشار ہر سمت سے رونما ہونے لگتے ہیں۔

(۴) سودی نظام اقتصادی، اخلاقی، سماجی اور دینی واخروی ہر حیثیت سے انتہائی نقصان دہ ہے، جسے صیہونی مفکرین اوران کے تلامذہ نے انتہائی ہوشیاری سے عالمی اقتصادی میں داخل اور پوری دنیا میں نافذ کردیا ہے، اور یہ باور کرانے کی کوشش کررہے ہیں کہ یہ انتہائی مفید نظام ہے، جبکہ اس کی وجہ سے تیسری دنیا کی حکومتیں ہر روز غریب سے غریب تر ہوتی جارہی ہیں اور روز بروز ان کے مسائل اور مشکلات میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، جبکہ بڑی حکومتوں کی دولت اور سرمایہ میں اسی نظام کی وجہ سے روزانہ اضافہ ہوتا جاتا ہے، اور وہ مالدار سے مالدارتر ہوتی جاتی ہیں۔

(۵) سودخواہ کسی غریب ونادار سے لیا جائے یا کسی امیر اور سرمایہ دار سے، یہ ایک ایسی لعنت ہے، جس سے نہ صرف معاشی استحصال، مفت خوری، حرص وطمع، خودغرضی، شقاوت وسنگدلی، مفاد پرستی، زر پرستی اور بخل جیسی اخلاقی قباحتیں جنم لیتی ہیں، بلکہ معاشی اور اقتصادی تباہ کاریوں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے، اس لیے دین اسلام اس سے کسی صورت میں برداشت نہیں کرتا۔

# دوسرا باب

## بینک ڈپازٹس کی اقسام

موجودہ بینکوں کے عرف میں بینک ڈیپازٹس کی چار قسمیں ہیں، اور اسلامک بینکوں کے عرف میں تین قسمیں ہیں، (۱) کرنٹ اکاؤنٹ (۲) فکس ڈیپازٹ (۳) سیونگ اکاؤنٹ، یہ تین قسمیں دونوں بینکوں (اسلامی اور غیر اسلامی) میں پائی جاتی ہے۔ (۴) لاکرز، یہ موجودہ بینکوں میں پائی جاتی ہے۔

اب ان میں سے ہر ایک کی فقہی حیثیت ملاحظہ فرمائیں:

### (۱) کرنٹ اکاؤنٹ (Current Account) جاری کھاتہ:

اس اکاؤنٹ میں رقم رکھوانے والے افراد کو یہ اختیار رہتا ہے کہ وہ جب چاہے اپنی رقم بینک سے نکال لے، جب چاہے، جتنی چاہے (کم سے کم رقم چھوڑے رہنے کی شرط کے ساتھ) نکال سکتا ہے۔ اور بینک اس کا پابند ہوتا ہے کہ اس کے مطالبہ کو فی الفور پورا کرے۔ اور اکاؤنٹ ہولڈر کو اس بات کا پابند بھی نہیں ہوتا کہ بینک سے رقم نکلوانے سے پہلے بینک کو پیشگی اطلاع دے۔ اور بینک، اس قسم کے اکاؤنٹ ہولڈر کو، کوئی نفع یا سود نہیں دیتا، بلکہ بینک اپنی خدمت کی فیس کا مطالبہ کر لیتی ہے۔

**اس کی فقھی حیثیت اور شرعی احکام:** کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھی جانے والی رقم فقہی اعتبار سے قرض ہے امانت نہیں؛ کیوں کہ امانت میں بلا تعدی مال ہلاک ہو جائے، تو شریک (یعنی مودی) پر ضمان نہیں آئے گا؛ لیکن جو لوگ بینکوں میں رقم رکھواتے ہیں وہ کبھی بھی یہ نہیں چاہیں گے کہ ہماری رقم پر بینک کا قبضہ قبضہ امانت ہو، بلکہ وہ تو چاہیں گے کہ یہ رقم بینک کے ذمے "مضمون" ہو، کیوں کہ اگر عوام کو کسی بینک کے بارے میں یہ معلوم ہو جائے کہ بینک سے اگر رقم غائب ہوگئی، تو بینک اس کو رقم واپس نہیں کریگا، تو

کوئی بھی انسان اس بینک میں اپنی رقم رکھنا گوارا نہیں کریگا۔ (۱)

**اس کے شرعی احکام:** جہاں اسلامی بینکنگ کی سہولت نہ ہو، وہاں مروجہ بینکوں میں اس طرح کے اکاؤنٹ کھلوانا، اور رقم رکھنا جائز ہے؛ کیوں کہ رقم کے تبادلہ اور اس کی حفاظت کے لیے یہ ایک ضرورت ہے اور بعض دفعہ حساب وکتاب، لیز روغیرہ میں سہولت ہوتی ہے۔ جیسے: تاجروں کے لین دین اور ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی وغیرہ۔ (۲)

## سیونگ اکاؤنٹ (Saving Account) بچت کھاتہ:۔

اس اکاؤنٹ میں رقم رکھوانے والے افراد کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں ہوتی؛ لیکن اکاؤنٹ ہولڈر قواعد اور ضوابط کے تحت ہی اپنی رقم نکلوا سکتا ہے۔ لہٰذا پوری رقم ایک ساتھ نہیں نکال سکتا، اگر اس کی رقم اس لمٹ سے زیادہ ہے، جو بینک نے پرڈے مقرر کی ہے اور بینک اس کاؤنٹ ہولڈر کو کچھ رقم بطور منافع بھی دیتا ہے، البتہ اس کا منافع فکس ڈیپازٹ کے مقابلے میں اس کا نفع کم ہوتا ہے۔

**اس کی فقھی حیثیت:** سیونگ اکاؤنٹ میں رکھی جانے والی رقم فقہی اعتبار سے بینک کے ذمہ قرض ہوتی ہے۔ (۳)

**اس کی شرعی حیثیت:** جہاں تک سیونگ اکاؤنٹ میں رقم جمع کرنے کا تعلق ہے، تو بینک چونکہ اکاؤنٹ ہولڈر کو اس کی جمع شدہ رقم پر منافع دیتا ہے اور یہ بات طے ہے کہ ان اکاؤنٹ میں رکھی جانے والی رقوم بالاتفاق ''قرض'' ہوتی ہیں، لہٰذا بینک اکاؤنٹ ہولڈر کو اصلی رقم جو زیادہ رقم ادا کرے گا وہ صراحتاً سود ہوگی، جس کے جائز ہونے کی کوئی صورت نہیں، لہٰذا کسی مسلمان کے لیے مندرجہ بالا اکاؤنٹ میں رقم رکھوانا جائز نہیں۔ (۴)

كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رِبٰوا (طحاوی شریف) کے تحت داخل ہے۔

(۱) فقہ [illegible] (۲) [illegible] (۳) فقہی [illegible] (۴) [illegible]

## (۳) فکس ڈیپازٹ (Fixed Deposite)

## ایک متعینہ وقت تک جمع کھاتہ:

یہ وہ اکاؤنٹ ہوتا ہے، جس میں طے شدہ مدت کے لئے زیادہ نفع حاصل کرنے کی غرض سے رقم جمع کی جاتی ہے۔ اور رقم رکھوانے والے شخص کو اس معینہ مدت سے پہلے رقم نکلوانے کا اختیار نہیں ہوتا، اور عام حالت میں یہ مدت ۳ ماہ سے لیکر ۱۰ سال تک ہوتی ہے۔ اور بینک ''اکاؤنٹ ہولڈر'' کو مارکیٹ کے حالات کے مطابق مختلف ٹرم کے اعتبار سے مختلف تناسب سے نفع دیتا ہے، جو سود ہوتا ہے اور یہ نفع سیونگ اکاؤنٹ سے زیادہ ہوتا ہے۔

**اس کی فقہی حیثیت**: اس اکاؤنٹ میں بھی رکھی جانے والی رقم بینک کے ذمہ قرض ہوتی ہے۔ (۱)

**اس کی شرعی حیثیت**: جہاں تک فکس ڈیپازٹ میں رقم رکھنے کا تعلق ہے، تو ان کا اکاؤنٹ میں رقم رکھنا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ ان صورتوں میں قرض پر نفع حاصل کیا جاتا ہے، جو سود ہے، نیز خود بینک بھی ان لوگوں سے سود حاصل کرتا ہے جنہیں اس نے قرض دیا ہے اور وہی سودی رقم اپنے قرض دہندوں (کھاتہ داروں) میں تقسیم کرتا ہے، البتہ بعض ایسی صورتیں مستثنیٰ ہیں، جو قانوناً مجبوری کے درجہ میں ہیں، مثلاً تجارتی کمپنیوں کے شروع کرنے یا تجارتی سامان ایکسپورٹ کرنے کے لئے حکومت کی طرف سے رقم کا کچھ حصہ ڈپازٹ کرانا ضروری ہوتا ہے۔ (۲)

## (۴) لاکرز (Lockers) حفاظتی بوکس:

یہ وہ اکاؤنٹ ہے، جس میں ایک شخص بینک کے اندر کسی مخصوص تجوری کو کرایہ پر لیتا ہے اور اس تجوری میں وہ خود اپنی قیمتی چیزیں رکھتا ہے، مثلاً سونا، چاندی، نقدی وغیرہ۔ اور اس رقم سے بینک کا کوئی تعلق نہیں ہوتا؛ بلکہ بینک کے ملازمین کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا

(۱) فقہی مقالات [illegible] (۲) [illegible]

ہے کہ اس تجوری کے اندر کیا رکھا ہے۔

**اس کی فقہی حیثیت:** اس میں کوئی شک نہیں کہ اس اکاؤنٹ میں رقم رکھنے کے لیے تجوری کو بینک سے کرایہ پر حاصل کرتا ہے اور دونوں کے درمیان کرایہ داری کا معاملہ طے ہوتا ہے۔ اور کرایہ داری کے معاہدے کے بعد وہ ''لاکرز'' بینک کے پاس ہی بطور امانت کے موجود رہتا ہے، اس کی حفاظت کی ذمہ داری بینک کے ذمہ ہوگی، لہٰذا اس پر ''امانت'' کے احکام نافذ ہوں گے۔

**شرعی احکام:** اس طرح کے اکاؤنٹ مین رقم رکھنا جائز ہے۔ (۱)

# تیسرا باب

## (بینک سے نفع اور قرض لینے کے سلسلے میں)

**سوال:** کیا ان بینکوں سے ملنے والا نفع، اور ان بینکوں سے قرض لینا جائز ہے؟

**جواب:** جہاں اسلامی بینک کی سہولت موجود نہ ہو، وہاں مروجہ بینکوں میں رقم رکھنا جائز ہے؟ کیوں کہ رقم کی حفاظت، حساب وکتاب اور دیگر معاملات کے لیے یعنی گیس بک کرانے کیلئے وغیرہ یہ ایک ضرورت ہے؛ لیکن بینک اس پر جو منافع دے، اس منافع کو اپنی ضروریات میں صرف کرنا جائز نہیں، بلکہ بلانیت ثواب کسی فقیر پر صدقہ کر دے یا کسی نیک کام میں خرچ کر دے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ موجودہ دور میں عام اسلامی حکومتوں پر مغربی مما لک ہی کا تسلط اور کنٹرول ہے۔ اور ان کے کنٹرول کے اہم عوامل اور مقاصد میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے مسلم مما لک کی دولت کو یا تو غصب کر لیا ہے یا مسلم مما لک نے ان مغربی مما لک سے، جو قرض لیا ہے، اس قرض پر سود کی صورت میں مسلمانوں کا مال حاصل کر لیا ہے۔ دوسری طرف مسلمانوں نے جو بڑی رقمیں ان بینکوں میں رکھوائی ہیں، ان رقموں

---

(۱) [illegible]

پر بھی ان کا قبضہ ہے، اوراس رقم کو وہ اپنی ضروریات میں صرف کرتے ہیں، بلکہ اس رقم کو مسلمانوں ہی کے خلاف سیاسی اور جنگی اسکیموں اورہتھیاروں کو پورا کرنے کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ لہٰذا اگر مسلمان اپنی رقم پر ملنے والے سود کو وہاں چھوڑ دیں، تو اس کے ذریعے ان کفار کو تقویت ہوگی۔ بہر حال یہ ہمارے بڑے علماء کرام کا رجحان ہے، کوئی حتمی فیصلہ نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (۱)

اوران بینکوں سے قرض لینا جائز نہیں؛ کیونکہ یہ قرض پر سود وصول کرتے ہیں اور جیسے سود لینا حرام ہے، اسی طرح سود دینا بھی حرام ہے، البتہ بہت مجبور شخص کے لئے اس کی گنجائش ہے کچھ شرائط کے ساتھ، مجبور شخص سے مراد یہ ہے: (۱) اس کے پاس اپنے علاج کے لئے پیسے نہ ہوں۔ (۲) خورد و نوش کے لئے پیسے نہ ہوں۔ (۳) بے روزگار ہو اور بنیادی روزگار کے لئے قرض کی ضرورت ہو۔ (۴) ذاتی مکان نہ ہو، طویل مدت تک کرایہ ادا کرنے کی استطاعت نہ ہو اور صرف بقدر ضرورت مکان حاصل کرنا چاہتا ہو۔

## یہ صورتیں بھی اسی وقت مجبوری کے زمرے میں آئیں گی جب مندرجہ ذیل شرائط پائی جائیں:

(۱) کوئی اسلامی بینک وہاں موجود نہ ہو۔ (۲) موجود تو ہو، لیکن قرضہ دینے کی استطاعت میں نہ ہو۔ (۳) اس کے پاس اپنی بنیادوں اور سخت ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کوئی ایسی جائیداد نہ ہو، جس کو فروخت کر کے ضرورت پوری کی جا سکے (۴) بقدر ضرورت قرض لیا جائے، مثال کے طور پر دو کمروں کے فلیٹ کی عمارت سے اس کا کام چل سکتا ہو، تو اس سے وسیع عمارت سودی قرض کے ذریعہ حاصل کرنا درست نہیں۔ (۵) اپنی پوری حالات کسی معتمد و مستند مفتی کو بتا کر اس سے اجازت نہ لے لی جائے اور وہ مفتی اس کو اجازت نہ دیدے۔

(۱) الفقہ المعاصرۃ، ص ۳۰/ص ۲۵۔ مختلف مقالہ نگار/ اسلامک بینکنگ۔

# بینک کے قرض سے ضرورت کے بنا پر گاڑی خریدنے کی جائز اور ناجائز صورتیں

موجودہ دور میں ٹرک، ٹریکٹر، بس کار وغیرہ کی خریداری کا یہ طریقہ عام طور سے رائج ہے، اگر کسی کو گاڑی وغیرہ کی ضرورت ہوئی ہے، تو استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے از خود کمپنی سے نہیں خرید سکتا؛ کیوں کہ اس میں ایک بھاری رقم ادا کرنی پڑتی ہے یا کہیں سے وہ اتنی بڑی رقم ایک مشت ادا بھی کرتا ہے تو انکم ٹیکس کی رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں۔ تو اس سلسلے میں تین صورتیں سامنے آتی ہیں۔ ایک شکل ناجائز اور دو شکلیں جائز کی۔

**(ناجائز شکل)** ایک آدمی کو پچاس ہزار روپے میں کمپنی سے ایک گاڑی خریدنا ہے اور وہ رقم بینک از خود کمپنی کو ادا کرتا ہے، اور وہ آدمی اس گاڑی کا مالک بن جاتا ہے، پھر بینک خریدار سے ہر ماہ اپنے ضابطے کے مطابق اپنا قرض وصول کرتا ہے نفع کے ساتھ جو بھی **6x/7+** فیصد آپس میں معاہدہ ہوا ہو۔ یہ صورت بالکل ناجائز اور حرام ہے۔ (کُلُّ قَرْضٍ جَدُّ نَفْعًا حَرَامٌ) کے تحت داخل ہو کر۔

**(جائز شکل)** جواز کی بہتر اور آسان شکل یہ ہے کہ بینک خریدار کے ساتھ اپنے کسی آدمی کو بھی کمپنی بھیج دے اور وہی کمپنی سے پچاس ہزار میں خرید لے، تو یہ گاڑی بینک کی ہو جائے گی، پھر بینک اس رقم پر اضافہ کر کے مثلاً پچپن ہزار میں خریدار کو بیچ دے اور بعد میں بینک قسط وار خریدار سے پچپن ہزار وصول کرتا رہے، تو یہ شکل بیع مرابحہ کے دائرہ میں داخل ہو جائے گی۔ اس شرط کے ساتھ کہ تاخیر کی صورت میں بینک طے شدہ نفع پر اضافہ نہیں کرے گا۔

"المرابحة بمثل الثمن الاول وزيادة ربع جائز"

(شامی ج/ ۵/ ص/ ۱۶۲)

(۳) جائز شکل وکالت) جواز کی ایک شکل یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بینک کسی شخص کو خریدنے کے لئے اپنا وکیل بنائے اور پھر یہ وہ شخص مثلاً پچاس ہزار روپے میں کمپنی سے

گاڑی خرید کر بینک کے حوالہ کردے، اس کے بعد بینک اس شخص کو پچپن ہزار روپے میں فروخت کردے اور یہ شخص بینک کے طے شدہ معاملہ کے مطابق وار پچپن ہزار روپے ادا کرتا رہے تو اس طرح کا معاملہ جائز اور درست ہے۔

## فائنس کا حکم

سوال (۸۷۵۰): کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: زید ایک گاڑی فائنس کرانا چاہتا ہے، جس میں زید کو اس وقت گاڑی کی قیمت میں سے ۳۵؍ فیصد رقم جمع کرنی ہوگی اور باقی ۶۵؍ فیصد رقم ۶؍ فیصد بیان کی در سے چار سال میں قسط وار ادا کرنی ہوگی۔ اور زید اس گاڑی کو کرایہ پر چلائے گا اور جو رقم آمد ہوگی وہ اور اس میں کچھ اور رقم اپنے پال سے ڈال کر قسط جمع کرے گا۔ اور اگر ایسا نہیں کرتا ہے تو گورنمنٹ کو اتنی رقم کے ٹیکس کے کاغذات اور معلومات چاہئے کہ اتنی رقم کہاں سے آئی اور اس کا ٹیکس جمع کیا یا نہیں؟ تو اس طرح گاڑی فائنن کرانا درست ہے یا نہیں؟ جو اس سے آمد ہوگی وہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: انور خوشید نئی بستی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** اس میں جواز اور عدم جواز کا مدار تحریری معاہدہ پر ہے۔ اور تحریری معاہدہ اس طرح لکھا جائے، مثلاً گاڑی کی قیمت ۲؍ لاکھ لکھی گئی ہے اور قسطوار ادائیگی میں ڈھائی لاکھ کردیا گیا اور پچاس ہزار بیاج لکھا گای، تو اس طرح جائز نہیں، اس کو پچاس ہزار سود دینا لازم ہے، جو باعث لعنت ہے۔ اور اگر تحریری معاہدہ اس طرح لکھا جائے کہ گاڑی کی کل ادائیگی ڈھائی لاکھ روپئے ہے، جس کی قسط باندھ دی گئی ہے، جس کی ادائیگی دو سال میں ہوگی، تو یہ جائز اور درست ہے، چاہے گاڑی کی قیمت ۲؍ لاکھ ہی کیوں نہ ہو، ایسی صورت میں یہ سمجھا جائے گا کہ گاڑی ڈھائی لاکھ میں ملی۔ (مستفاد:

انوار رحمت ۲۱۲، ایضاح النوادر ۱/۱۰۹)

البيــع مـع تأجيل الثمن وتقسيطه صحيح. الى يلزم أن تكون المدة معـلـومة فى البيع بالتأجيل والتقسيط اذا عقد البيع على تأجيل الثمن الى كـذا يـوما أو شهرا. (شرح المجلة، رستم مكتبه اتحاد ۱/ ۱۲۴. ۱۲۵، رقم المادة: ۲۴۵. ۲۴۶)

البيـع لأجـل أو بـالتـقسيـط أجـاز الشـافعية والحنفية والمـالكية والـحنـابلة والجمهور بيع الشيء فى الحال لأجل أو بالتقسيط بأكثر من ثـمـنه النقدى اذاكان العقد مستقلا بهذاالنحو، ولم يكن فى جهالة بصفقة أو بيـعة مـن سفقتين أو بيعتين . جاز البيع ، وان ذكر فى المساومة سعران سـعـر لـلـنـقـد وسـعر للتقسيط ، ثم تم البيع فى نهاية المساومة تقسيطا. (الـفـقه الاسلامي وأدلته،بدى انٹر نيشنل ديوبند ۴/ ۲۴۲، دارالفكر ۵/ ۳۴۶۱فقط والله سبحانه وتعالىٰ اعلم.

## قسطوں پرسواری یا سامان کی خریداری

سوال (۸۷۵۲): کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: قسطوں پر سواری یا سامان لینے کی شرعی حکم کیا ہے، جب کہ ایسا کرنے میں بظاہر سود کی شکل نظر آتی ہے؟

المستفتی: زوار احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قسطوں پر سواری اور سامان کی بیع اس شرط پر جائز ہے کہ اس میں سود کا معاملہ نہ ہو اور کتنی قسطوں میں اور کتنی مدت میں رقم ادا کرے گا اس کو بھی متعین کرلیا جائے اور جتنی مقدار تمام قسطوں کی بیع کی ہے، خریداری کے وقت

میں اسی کی مقدار کی رقم متعین کرلی جائے، مثلاً اگر دو سال میں کل ادائیگی دو لاکھ روپئے کی ہوتی ہے، تو شروع ہی سے گاڑی اور سامان کی قیمت دو لاکھ لگائی جائے اور وقت پر قیمت ادا کرنے کی کوشش کی جائے بس یہی صورت بیع بالتقسیط کی صحیح ہے، باقی تمام شکلیں ناجائز ہیں۔

البیع مع تأجیل الثمن وتقسیطه صحیح. (شرح المجلة، رستم مکتبه اتحاد ۱/ ۱۲۴ رقم المادة: ۲۴۵)

البیع لأجل أو بالتقسیط أجاز الشافعیة والحنفیة والمالکیة والحنابلة والجمهور بیع الشيء في الحال لأجل أو بالتقسیط بأکثر من ثمنه النقدی اذا کان العقد مستقلا بهذاالنحو، ولم یکن في جهالة بصفقة أو بیعة من سفقتین أو بیعتین . جاز البیع، وان ذکر في المساومة سعران سعر للنقد وسعر للتقسیط، ثم تم البیع في نهایة المساومة تقسیطا. (الفقه الاسلامي وأدلته، بدی انٹر نیشنل دیوبند ۴/ ۲۴۲، دارالفکر ۵/ ۳۴۶۱) فقط واللّٰه سبحانه وتعالیٰ اعلم.

## قیمت بڑھا کر قسطوار ادھار بیچنا

سوال (۸۵۷۸): کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: قسطوں پر زیادہ رقم دے کر کوئی چیز خرید سکتے ہیں، جب کہ نقد پر کم قیمت لگ رہی ہو؟

المستفتی: محمد زوار مال پوری، جے پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قسطوں پر خریداری کے وقت اگر تمام قسطیں متعین ہوجائیں اور ہر ایک قسط کی مقدار بھی معلوم ہوجائے اور ادائے گی کی مدت بھی متعین

ہو جائے، تو اس طرح قسطوں پر خریداری شرعاً جائز ہے، چاہے نقد کے مقابلہ میں قسطوں کی شکل میں رقم کی مقدار کتنی ہی بڑھ جائے اس کی وجہ سے شرعی طور پر خریداری میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔ (مستفاد: امداد الفتاوی ۳/۰۲)

البیع مع تاجیل الثمن وتقسیطه صحیح ... یلزم أن تکون المدة معلومة فی البیع بالتأجیل والتقسیط. (شرح المجلة رستم، مکتبه اتحاد ۱/ ۴۲۱-۵۲۱، رقم المادة: ۲۴۵-۲۴۶، مجلة الأحکام العدلیة، کراچی ۱/ ۵۰، رقم المادة: ۲۴۵-۲۴۶)

ولو لم یکن الأجل مشروطا فی العقد، لکنه منجم معتاد کعادة بعض البلاد یشترون بنقد ویسلمون الثمن بعد شهر، إما جملة أو منجما قیل: لا بد من بیانه؛ لأن المعروف کالمشروط. (عنایة مع الفتح، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، کوئٹه ۶/ ۴۳۱، دارالفکر ۶/ ۵۰۹، زکریا ۶/ ۴۶۹) فقط واللّٰه سبحانه وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفاعنہ

سوال: ایک ایپ ہے ''ایزی پیسہ''، جس کے انسٹال کرنے پر "150" والا پیکج "80" روپے میں ہو جاتا ہے، اسی طرح ایزی لوڈ کرنے پر پچاس فی صد خرچ ہوتے ہیں۔ اس سے مذکورہ فوائد حاصل کرنا کیسا ہے؟

جواب: ''ایزی پیسہ اکاؤنٹ'' ایک ایسی سہولت ہے جس میں آپ اپنی جمع کردہ رقوم سے کئی قسم کی سہولیات حاصل کر سکتے ہیں، مثلاً: بلوں کی ادائیگی، یا رقوم کا تبادلہ، موبائل وغیرہ میں بیلنس کا استعمال وغیرہ۔ نیز تحقیق کرنے پر یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ان کی پشت پر ایک بینک ہوتا ہے، financing -telenor micro bank، یہ بھی ایک قسم کا بینک ہی ہے کہ جس میں عام طور پر چھوٹے سرمایہ داروں کی رقوم سود پر رکھی جاتی ہیں اور اس میں سے چھوٹے کاروباروں کے

لیے سود پر قرض بھی دیا جاتا ہے۔

**اس کی فقہی حیثیت**: یہ ہے کہ اس اکاؤنٹ میں جمع کردہ رقم قرض ہے، اور چوں کہ قرض دے کر اس سے کسی بھی قسم کا نفع اٹھانا جائز نہیں ہے؛ اس لیے اس قرض کے بدلے کمپنی کی طرف سے دی جانے والی سہولیات وصول کرنا اوران کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے، لہذا کمپنی اکاؤنٹ ہولڈر کو اس مخصوص رقم جمع کرانے کی شرط پر یومیہ فری منٹس اور میسیجز وغیرہ کی سہولت فراہم کرتی ہے یا رقم کی منتقلی پر ڈسکاؤنٹ وغیرہ دیتی ہے تو ان کا استعمال جائز نہیں ہوگا، اس لیے کہ اس اکاؤنٹ میں رقم رکھوانا درحقیقت قرض ہے، اور قرض دینا تو فی نفسہ جائز ہے، لیکن کمپنی اس پر جو مشروط منافع دیتی ہے، یہ شرعاً ناجائز ہے؛ اس لیے کہ قرض پر شرط لگا کر نفع کے لین دین کو نبی کریم ﷺ نے سود قرار دیا ہے۔ (مصنف بن اُبی شیبہ، رقم:۲۰۶۹۰) نیز چوں کہ اس میں مذکورہ اکاؤنٹ کھلوانا ناجائز معاملے کیساتھ مشروط ہے؛ اس لیے یہ اکاؤنٹ کھلوانا یا کھولنا بھی جائز نہیں ہوگا۔ اگر کوئی ''ایزی پیسہ اکاؤنٹ'' کھلوا چکا ہو تو اس کے لیے یہ حکم ہے کہ وہ صرف اپنی جمع کردہ رقم واپس لے سکتا ہے، یا صرف جمع کردہ رقم کے برابر استفادہ کرسکتا ہے، اس رقم پر ملنے والے اضافی فوائد حاصل کرنا اس کے لیے جائز نہیں ہوں گے۔ فقط واللہ اعلم

**نوٹ**: ہماری معلومات کے مطابق ''ایزی پیسہ اکاؤنٹ'' اور ''ایزی پیسہ ایپ'' کا طریقہ کار یک ساں ہے، اگر ''ایزی پیسہ ایپ'' کی شرائط وضوابط میں فرق ہو تو دوبارہ وضاحت تفصیلاً ارسال کر کے جواب معلوم کرسکتے ہیں۔

## بینک میں اے سی درست کرنے کی ملازمت کرنا

سوال: میرے ایک جاننے والے کا کام یہ ہے کہ بینک کے اے سی وفرنیچر ٹھیک کروانا (اس کام کی تنخواہ بینک دیتا ہے)۔ اور دوسرا بھائی یہ کام کرتا ہے کہ کسی نے

پیمنٹ بھیجی وہ جمع کرانا یا کسی پارٹی کو دینی ہو تو اسے پہنچانا، اور دوسرے بینکوں میں جا کر یہ دیکھنا کہ کام کیسا ہو رہا ہے؟ اور کام سکھانا۔ باقی پیسوں یا چیک کی لین دین نہیں کرتا، ان کی تنخواہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر دونوں بینک کے ملازم ہیں تو ان کی ملازمت حلال نہیں اور اگر ملازم نہیں ہیں تو اجرت میں کراہت ہے۔ فقط واللہ اعلم

## بینک کی پینشن کا حکم

جواب: صورتِ مسئولہ میں بینک سے پینشن لینا شرعاً جائز نہیں، لہذا والدہ کو اَدب، محبت اور حکمت کے ساتھ مسئلہ سمجھا دیں، یا کسی ایسے ذریعے سے سمجھا دیں جن کی بات وہ سمجھتی ہوں۔ تاہم اگر وہ سمجھنے سے قاصر ہوں تو پھر دو صورتیں ہیں:

(۱) اگر آپ دونوں بھائی مل کر اپنی آمدن میں سے 8400 روپے والدہ کو دے سکتے ہیں تو اس صورت میں بینک سے پینشن وصول کر کے والدہ کو دینے کے بجائے 8400 روپے آپ دونوں جمع کر کے والدہ کو دے دیا کریں، اور انہیں نہ بتائیں کہ آپ نے بینک سے پینشن وصول نہیں کی ہے۔

(۲) اگر آپ دونوں کی استطاعت نہیں ہے، یا ایسی صورت ہے کہ آپ والدہ سے اس معاملے کو مخفی نہیں رکھ سکتے تو پھر ایسی صورت میں آپ کے ذمے والدہ کی وصول کردہ پینشن کے بدلے صدقہ کرنا نہیں ہے، ہر عاقل بالغ انسان کو اللہ تعالیٰ نے مکلّف بنایا ہے، وہ اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے، اگر والدہ محبت واَدب سے دینی مسئلہ سمجھانے کے باوجود نہ سمجھیں، اور نہ آپ کو اپنی طرف سے خدمت کرنے کا موقع دیں اور پینشن لینے پر اصرار کریں تو آپ دونوں بھائی پینشن کی وصولی میں ان کے معاون نہ بنیں، بلکہ جس قدر ہو سکے حلال مال سے ان کی خدمت کرتے رہیں، اور ان کے لیے دعا کرتے رہیں، امید ہے کہ عنداللہ آپ کا مؤاخذہ نہیں ہوگا۔

واضح رہے کہ جس طرح بینک میں پیسے جمع کر کے ان پر سود حاصل کرنا حرام ہے، اسی طرح بینک میں ملازمت کر کے اس سے تنخواہ حاصل کرنا بھی ناجائز ہے، اس لیے کہ اس میں سودی معاملات میں معاونت ہے جو قرآن وسنت کی روشنی میں سود کی طرح حرام ہے، نیز بینک ملازمین کی تنخواہ بھی مالِ حرام سے دی جاتی ہے۔ لہٰذا سوال میں ذکر کردہ صاحب کی بات درست نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

## بینک کے جرمانہ میں سودی رقم دینا

سوال (۹۰۲۹): کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بینک میں کھاتہ دار کا اگر بیلنس زیرو یا ایک ہزار سے کم رہ جائے، تو بینک زیرو بیلنس کے جرمانہ میں اس کے اکاؤنٹ سے کچھ رقم کاٹ لیتی ہے، تو کیا کھاتہ دار اس جرمانہ کے بدلے میں بینک سے ملنے والی سودی رقم دے سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد فراست علی، سرائے ترین
عائشہ مسجد سنبھل (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

**الجواب وباللّٰہ التوفیق:** بینک نے کھاتہ دار کے کھاتے سے جو روپیہ جبراً لیا ہے، بینک سے ملنے والی سودی رقم سے اتنا ہی پیسہ اس کے لئے وصول کرلینا جائز ہے اور یہ سمجھ کر کے وصول کرے کہ جو پیسہ ہمارا جبراً وصول کرلیا ہے، ہم وہی پیسہ بینک سے اسی راستہ سے وصول کررہے ہیں؛ لہٰذا حاصل یہ نکلے گا کہ نہ آپ نے بینک سے لیا اور نہ ہی بینک نے آپ سے لیا؛ بلکہ برابر سرابر ہوگیا۔

قال في الخانية: رجل له علی رجل دراهم، وفظفر بدراهم مديونه كان له أن يأخذ الدراهم إن لم يكن دراهمه أجود ولم يكن مؤجلا. (شرح الحموی

# چوتھا باب

## بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام

زمانہ کی برق رفتاری نے تجارت کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا، تجارت کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا۔ ایک انسان دنیا کے ایک کونہ میں بیٹھ کر دوسرے کونہ سے لین دین کا معاملہ بڑی آسانی کے ساتھ کرسکتا ہے۔ اور مختلف مقاصد کے لیے بہ کثرت اسفار کیے جاتے ہیں؛ لیکن دور دراز سفر میں جانے کے لیے اپنے ساتھ بڑی رقم ساتھ رکھنا ایک دشوار کن عمل ہے۔ راستے کے خطرات اور حفاظت کے پیش نظر لوگ اس بات پر مجبور ہوئے کہ کوئی ایسی راہ نکالی جائے کہ یہ دشوار کن مراحل درپیش نہ آئیں اور بہ سہولت ایک ملک سے دوسرے ملک میں بسنے والے شخص کو رقم ادا کیا جاسکے۔ اسی پس منظر کو دیکھتے ہوئے بینکوں نے مختلف ایسے کارڈ جاری کیے ہیں، جن کے ذریعہ رقم اپنے ساتھ لے جانے کی ضرورت نہ ہو۔ یہ کارڈ ہمیں جو سہولتیں فراہم کرتے ہیں۔ وہ یہ ہیں:

(۱) ایک ملک سے دوسرے ملک کا سفر کرنے کی صورت میں مختلف ملکوں کی کرنسیاں لے جانی نہیں پڑتیں، بلکہ ہر ملک میں اُس ملک کی کرنسی حاصل کی جاسکتی ہے۔

(۲) کارڈ کے ذریعہ ہی انٹرنیٹ کے واسطہ سے خرید وفروخت کی جاسکتی ہے۔

(۳) کارڈ کا پاسورڈ، کارڈ ہولڈر کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہوتا، اس لیے چوری اور دھوکہ کا اس میں امکان نہیں رہتا۔

(۴) کارڈ ہولڈر کو خریداری کرنے کے لیے رقم نکالنے کے لیے بینک نہیں جانا پڑتا اور چیک جمع کرکے اس کی رقم لینے کیلئے انتظار نہیں کرنا پڑتا۔

(۵) خریداری وغیرہ کے لیے اس سے چیک نہیں دینا پڑتا۔

(۶) کارڈ ہولڈر کو بینک کے ذریعہ ادائیگی کی تاریخ تک انٹرسٹ فری کریڈٹ ملتا ہے۔

(۷) عام طور پر خریداری پر دوکان دار کے ذریعہ کارڈ ہولڈر کو ڈسکاؤنٹ دیا جاتا ہے۔

(۸) کارڈ ہولڈر کو اضافی فوائد مثلاً مفت انشورنس، بونس پوائنٹ اور تحائف حاصل ہوتے ہیں۔

تجارتی اداروں کو حاصل ہونے والے فوائد:

(۱) دوکان داروں کو رقم وصول کرنا، اس کی گنتی کرنا اور اس سے بینک میں جمع کرانا نہیں پڑتا لہٰذا وقت کی بچت بھی ہوتی ہے اور بینک کو رقم منتقل کرنے میں پیش آنے والے خدشات وخطرات سے بچاؤ بھی ہوتا ہے۔

(۲) کارڈ قبول کرنے سے ان کی فروخت کا دائرہ بڑھتا ہے۔

(۳) جس رقم کا سامان وہ فروخت کر رہا ہے اس کی وصولیابی یقینی ہوتی ہے۔

(۴) جب کریڈٹ (ادھار) کی سہولت ہوتی ہے اور ڈسکاؤنٹ مل رہا ہے، تو خریدار زیادہ سے زیادہ خریداری کرتے ہیں، اس طرح یہ سامان کی فروخت بڑھانے کا بھی ذریعہ ہے۔ [1]

## بینک کو حاصل ہونے والے فوائد:

(۱) کسٹمر کو بار بار بینک آنے کی ضرورت نہیں ہوتی، لہٰذا بینک کے عملے کو ان کی خدمات فراہم نہیں کرنا پڑتی، عملے کو کام کم کرنا پڑتا ہے۔

(۲) بینک ادائیگی کے لئے رکھی جانے والی رقم میں کمی کر سکتے ہیں۔

(۳) جاری کیئے جانے والے چیک کی تعداد میں نقد قابل قدر کمی ہوتی ہے لہٰذا ان چیکوں کو وصول کرنا اور ان پر رقم کی ادائیگی وغیرہ کا کام بھی کم ہو جاتا ہے۔

(۴) بینک مختلف اسکیمیں، مختلف کارڈ وغیرہ کی تشہیر کر کے اپنے کسٹمر کا دائرہ بڑھا سکتے ہیں۔

(۵) فیس کی شکل میں اور سود کی شکل میں اضافی رقوم حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔

## بینک سے جاری ہونے والے کارڈ عموماً تین طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) ڈیبٹ کارڈ (۲) چارج کارڈ (۳) کریڈٹ کارڈ۔

(۱) [illegible] ص ۸۸

(۱) ڈیبٹ کارڈ (**Debit Card**): بینک یہ کارڈ اسی شخص کو دیتا ہے جس کا کھاتہ بینک میں موجود ہو۔ (۲) جتنا اس نے بینک میں جمع کیا ہے اتنا ہی وہ رقم نکال سکتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ (۳) اس کارڈ کے ذریعہ نقد رقم نکالی جاسکتی ہے۔ اور سامان بھی خرید ا جاسکتا ہے مثلاً پٹرول کی بھروائی، دیگر اشیاء وغیرہ خریدنا۔

**اس کی فقہی اورشرعی حیثیت:** یہ جائز ہے دو شرطوں کے ساتھ: (۱) صاحب کارڈ اپنے بیلنس یا اپنی ڈپازٹ سے رقم نکالے گا۔ (۲) اس کارڈ کے ذریعہ معاملہ کرنے پر کوئی اضافی سود مرتب نہیں ہوگا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ اپنے مال ہی سے نکالتا ہے۔ نیز بینک سے اپنے بیلنس سے زیادہ نکالنا اس وقت جائز ہے، جس وقت بینک اس کی اجازت دیتا ہے اور اس پر اضافی رقم کی شرط نہیں رکھتا ہے، اس لئے یہ ایسا قرض ہے جس کی بینک نے اجازت دی ہے اور بینک کے لئے جائز ہے کہ وہ کارڈ کو تسلیم کرنے والے سے فروخت کئے گئے، سامان کی قیمت کے لحاظ سے ایک متعین تناسب سے اس کارڈ ہولڈر کا قرض سے بینک کا کوئی تعلق نہیں ہوتا، بلکہ قرض براہِ راست صاحب کارڈ کے بیلنس سے کٹ کر بغیر کسی دوسری کارروائی کے تاجر کے اکاؤنٹ میں منتقل ہوجاتا ہے۔ اور بینک کو کارڈ کا معاوضہ اور سروس چارج دینا جائز ہے۔ [۱]

## (۲) چارج کارڈ (**Charge Card**):

یہ وہ قسم کا کارڈ ہے، جس میں بینک صاحب کارڈ کو ایک متعین حد میں قرض لینے کی اجازت دیتا ہے۔ یہ سفید یا سنہرے کارڈ کے حساب سے ہوتا ہے اور ایک متعین مدت کیلئے ہوتا ہے، جس کو پوری طرح اس متعین وقت پر ادا کرنا ہوتا ہے، جس پر اجراء کے وقت دونوں کا اتفاق ہوتا ہے اور ادائیگی میں تاخیر کی صورت میں اس کے حامل پر سود کی اضافی رقم مرتب ہوجاتی ہے۔ [۲]

## اس کی خصوصیات حسب ذیل ہیں:

(۱) بینک یہ کارڈ بھی ایسے شخص کو دیتا ہے جس کا کھاتہ اس کے یہاں موجود ہو۔

(۱) [illegible]

(۲) کارڈ ہولڈر کے لئے اس سے استفادہ میں یہ بات ضروری نہیں ہے کہ بینک میں اس کا بقایہ موجود ہو اس کی رقم بینک میں موجود نہ ہو پھر بھی وہ کارڈ ہولڈر سے نفع اٹھا سکتا ہے، یہ رقم اس کے ذمہ واجب الاداء رہے گی۔

(۳) کارڈ ہولڈر اس کے ذریعہ نقد رقم بھی حاصل کر سکتا ہے، کوئی چیز خرید بھی سکتا ہے اور کسی خدمت کی اجرت بھی ادا کر سکتا ہے۔

(۴) اس کارڈ کے ذریعہ اُدھار سامان حاصل کیا جا سکتا ہے اور واجبات ادا کئے جا سکتے ہیں۔

(۵) کارڈ ہولڈر ایک مقررہ مدت کے اندر پورا قرض ادا کر دینے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

(۶) وقت پر قرض ادا نہ کرنے کی صورت میں بینک اس قسم کی ممبری کو ختم کر سکتا ہے۔

(۷) کارڈ ہولڈر اپنے سابقہ واجبات ادا کئے بغیر مزید اُدھار حاصل کرنے کے لئے کارڈ کی تجدید نہیں کرا سکتا۔

(۸) اس کارڈ ہولڈر پر مہلت کے دوران کسی قسم کی اضافی رقم عائد نہیں ہوتی؛ لیکن جب وہ متعینہ مدت میں ادائیگی میں تاخیر کرتا ہے تو پھر اس پر اضافی رقم لگادی جاتی ہے اور یہ روایتی بینکوں میں ہوتا ہے۔ اسلامی بینکوں میں اس پر اضافی رقم عائد نہیں ہوتی ہے۔[1]

## اس کی فقہی اور شرعی حیثیت:

اس کا استعمال شرعاً ممنوع ہے؛ کیوں کہ اس میں سودی لین دین ہوتا ہے تاخیر کرنے کی صورت میں اضافی رقم عائد کر دی جاتی ہے۔ [2]

## اس کا متبادل:

## لیکن مندرجہ ذیل شرائط پر اس کارڈ کا جاری کرنا جائز ہو سکتا ہے:

(۱) صاحب کارڈ پر ادائیگی کی تاخیر کی صورت میں اضافی سود کی شرط نہ رکھی جائے۔

(۲) شرعی طور پر حرام کاموں میں کارڈ استعمال نہ کیا جائے ورنہ کارڈ ضبط کر لیا جائے گا۔

(۱) کریڈٹ کارڈ کا تعارف ص: ۲۰۱۔ (۲) فتاویٰ عثمانی ۳/۱۵۱۔

(۳) صاحب کارڈ بطور ضمانت نقدی رقم جمع کرتے وقت اس بات کی صراحت کردے کہ ادارہ مضاربت کے طریقہ پر اس کے مال کی سرمایہ کاری کرے گا اور منافع دونوں کے درمیان متعینہ تناسب سے تقسیم ہوں گے۔

# (۳) کریڈٹ کارڈ

## ( بطاقة الائتمان المتجددة Cradit Card):

(۱) یہ کارڈ بھی ایسے شخص کو ہی دیا جاتا ہے جس کا اکاؤنٹ بینک میں موجود ہو۔

(۲) کارڈ ہولڈر کی رقم اکاؤنٹ میں نہ ہو یا کم ہو، تب بھی اس کارڈ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، اور یہ رقم کارڈ ہولڈر کے ذمہ دین ہوگی اضافے کے ساتھ۔

(۳) کارڈ ہولڈر اس کارڈ کی بنیاد پر نقد رقم بھی حاصل کرسکتا ہے۔ خریداری بھی کرسکتا ہے اور اُجرت ادا کر کے خدمات سے بھی استفادہ کرسکتا ہے۔

(۴) اس کارڈ کے ذریعہ اُدھار رقم یا اشیاء یا خدمات بھی حاصل کی جاسکتی ہیں اور واجبات کی ادائیگی بھی کی جاسکتی ہے۔

(۵) کارڈ ہولڈر مقررہ مدت کے اندر اصل رقم سے زائد حاصل کئے ہوئے قرض ادا کردینے کا پابند نہیں ہوتا؛ بلکہ تاخیر کے ساتھ بھی ادا کرسکتا ہے؛ لیکن تاخیر کی صورت میں اس کو سود ادا کرنا پڑتا ہے۔

(٦) مقررہ مدت ادائیگی کے دوران کارڈ ہولڈر نئی ادھارداری (ادھار خریداری، خدمات کا حصول یا بہ طور قرض نقد رقم کا حصول) نئی مدت میں ان کی ادائیگی کے وعدہ کے ساتھ کرسکتا ہے، جیسے: اس نے دس ہزار (10000) روپے کا کوئی سامان بطور قرض خریدا جسے پچاس دنوں میں ادا کرنا ہے۔ ابھی یہ قرض ادا بھی نہیں ہوا تھا کہ اس نے آئندہ پچاس دنوں کے وعدہ پر مزید مثلاً: پانچ ہزار روپے کا سامان خرید سکتا ہے۔

(۷) بینک کارڈ ہولڈر کی رقم ادا کرتا رہے گا، پھر مقررہ مدت میں اس سے وصول کرے گا اور اگر مقررہ مدت میں اس نے ادا نہیں کیا تو "سودی بینک" اس سے سود وصول کریں گے۔[1]

اس کارڈ میں سب سے زیادہ رائج اور مشہور وہ (۱) **VISA** (۲) اور **MASTER CARD** ہیں۔

## پھر عموماً VISA کی تین قسمیں ہوتی ہیں:

(۱) سلور کارڈ یا عام کارڈ (۲) سنہرا کارڈ یا ممتاز کارڈ (۳) پلاسٹک کارڈ۔

(۱) سلور کارڈ یا عام کارڈ (۲) اس میں صاحب کارڈ کو ایک بڑی حد سے زیادہ قرض لینے کی اجازت نہیں ہوتی، مثلاً: دس ہزار روپئے۔

(۲) سنہرا کارڈ یا ممتاز کارڈ: اس میں صاحب کارڈ کو مقررہ حد سے زیادہ قرض لینے کی اجازت ہوتی ہے۔ اور کبھی کبھی تو اس میں زیادہ رقم دینے کی تعیین ہی نہیں ہوتی ہے۔ جیسے: امریکن ایکسپریس کارڈ جو صرف بڑے بڑے مالداروں کو بھاری فیس پر دیا جاتا ہے۔

(۳) پلاسٹک کارڈ: یہ کارڈ کھاتے دار کی مالی حیثیت اور اس پر اعتماد کے حساب سے بینک جاری کرتا ہے۔ اس کارڈ کی کچھ اضافی خصوصیات اور امتیازات ہیں: مثلاً: یہ کارڈ معمولی قرض اور بھاری قرض دینے، حادثات کے خلاف انشورنس، اس کے غائب ہونے پر مفت بدل دینے، ہوٹلوں میں اور کرایہ پر گاڑیاں لینے میں ڈسکاؤنٹ کرنے، نیز بغیر کمیشن کے سیاحتی چیک دینے پر مشتمل ہوتا ہے۔ ان تینوں کارڈوں میں سب سے زیادہ مشہور اور رائج یہی کارڈ ہے۔

**ان کارڈ کی شرعی حیثیت**: اس کارڈ کے ذریعہ لین دین حرام ہے، اس لئے کہ یہ سودی قرض کے معاہدہ پر مشتمل ہوتا ہے، اس کا حامل اس سے قسط وار سودی فائدے کے ساتھ ادا کرتا ہے۔ "لعن اللہ آکل الربا و مؤکلہ و شاھدہ و کاتبہ". [2]

(رواہ ابو داؤد)

---

(۱) کریڈٹ کارڈ کا تعارف [illegible] ص ۲۲۔ (۲) کریڈٹ کارڈ کی شرعی حیثیت [illegible] مختلف مقالہ نگار

# ماسٹر کارڈ (Master Card)

ماسٹر کارڈ انٹرنیشنل مارکیٹ میں ایک جانا پہچانا اور معروف نام ہے۔ ۲۳۰۰ سے زائد مالیاتی اداروں کو اپنے صارفین سے معاملات کرنے میں ماسٹر کارڈ کا تعاون حاصل ہے۔

''ماسٹر کارڈ اور ویزا کارڈ'' کے (۲۰۰۰۰) سے زائد مالیاتی ادارے ممبر ہیں، جو دنیا کے مختلف اطراف واکناف میں صارفین کو سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔ (۱)

# امریکن ایکسپریس (American Express)

امریکن ایکسپریس (American Express) عالمی سطح کا ایک بہت بڑا بینک اور مالیاتی ادارہ ہے، بینکوں سے متعلق مالیاتی امور کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ یہ ادارہ کارڈ بھی جاری کرتا ہے، امریکہ ایکسپریس کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

ویزا (Visa) کی طرح یہ دوسرے بینکوں اور اداروں کے ذریعے کارڈز جاری کرنے کے بجائے خود براہ راست کارڈ جاری کرتا ہے، کوئی بھی بینک یا مالیاتی ادارہ اس حوالے سے امریکن ایکسپریس سے متعلق نہیں، یہ ادارہ براہ راست خود تجار اور کاروباری مراکز کو ادائیگی (Payment) کرتا ہے، جو اس کے جاری کردہ کارڈز کی بنیاد پر کارڈ ہولڈرز کو اشیاء اور مختلف خدمات فراہم کرتے ہیں۔

امریکہ ایکسپریس کارڈ ہولڈرز کے لیے، امریکن ایکسپریس بینک یا اس کی کسی ذیلی شاخ میں اکاؤنٹ کھلوانا بھی ضروری نہیں، کارڈ ہولڈر کی مالی حیثیت سے آگاہی ہونے اور اس پر اطمینان کے بعد مذکورہ بالا ادارہ اپنے قواعد و ضوابط کی روشنی میں صارف کے لیے کارڈ جاری کرتا ہے۔

امریکہ ایکسپریس کسی بھی بینک یا مالیاتی ادارے کو اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ وہ اپنے جاری کردہ کارڈ پر امریکن ایکسپریس کا نام لکھے، گویا کسی بھی بینک یا مالیاتی

(۱) کریڈٹ کارڈ کا تعارف ص ۲۰

ادارے کو اجازت نہیں کہ وہ اپنی طرف سے امریکہ ایکسپریس کے نام سے کارڈ جاری کرے، ہاں! البتہ ایک صورت میں یہ ''ادارہ'' دیگر بینکوں کو اپنا نام استعمال کرنے اور اس مخصوص نام سے کارڈ جاری کرنے کی اجازت دیتا ہے، وہ صرف امریکن ایکسپریس گولڈن کارڈ کی صورت ہے، لیکن اس مخصوص صورت میں بھی امریکہ ایکسپریس کی طرف سے یہ شرط عائد کی جاتی ہے کہ جو بینک اس نام سے جس کو کارڈ جاری کرے تو کارڈ ہولڈرز کا اس بینک میں اکاؤنٹ ہو اور وہ بینک اپنے اس صارف کی ضمانت بھی قبول کرتا ہو، اس صورت میں وہ بینک اس بات کا استحقاق رکھتا ہے وہ امریکن ایکسپریس کے نام سے کارڈ جاری کرے۔

امریکن ایکسپریس (American Express) کارڈ میں تین اطراف میں تعامل ہوتا ہے، یعنی تین اعضاء یا افراد میں کارڈ کے حوالے سے تعلق ہوتا ہے:

۱۔ کارڈ ہولڈر۔

۲۔ تاجر، جو کارڈ کو قبول کر کے صارف کو اشیاء فراہم کرتا ہے۔

۳۔ امریک ایکسپریس۔ (۱)

## امریکن ایکسپریس کے جاری کردہ کارڈ

امریکہ ایکسپریس تین طرح کے کارڈ جاری کرتا ہے، ان میں سے ہر ایک کی نوعیت کارڈ ہولڈر کی مالی حیثیت اور فراہم کی جانے والی سہولیات کے مطابق مختلف ہوتی ہے، وہ تین کارڈ درج ذیل ہیں:

۱۔ امریکہ ایکسپریس گرین کارڈ (American Express Green Card)

۲۔ امریکہ ایکسپریس گولڈن کارڈ (American Express Golen Card)

یہ کارڈ عام طور سے ان صارفین کو فراہم کیا جاتا ہے، جو بہت زیادہ مالدار اور صاحب ثروت ہوتے ہیں اور اس کارڈ کے ذریعے کریڈٹ کی جو سہولت فراہم کی جاتی

(۱) کریڈٹ کارڈ کا تعارف، ص: ۶۲

ہے، وہ محدود اور معین نہیں ہوتی ہے، بلکہ کارڈ ہوڈر جس قدر چاہے اس کارڈ کے ذریعے خرید و فروخت اور نقد رقوم حاصل کر سکتا ہے۔

۳۔ امریکہ ایکسپریس ڈائمنڈ کارڈ (American Express Dionamd Card)[1]

## ریٹیل کارڈ (Retail Card)

بین الاقوامی سطح پر ایک اور کارڈ بھی معروف اور رائج ہے، وہ ریٹیل کارڈ کے نام سے مشہور ہے، بڑے بڑے کاروباری مراکز اسے جاری کرتے ہیں، ان میں سے سب سے بڑے اور معروف کاروباری سینٹر دو ہیں، جو کارڈ جاری کرتے ہیں:

۱۔ مارکس (Marks)

۲۔ سبنسر (Subnser)

(Retailcard) کو کبھی (Store Card) بھی کہا جاتا ہے۔

تجار اور کاروباری مراکز کے مالکوں نے جب اس بات کا مشاہدہ کیا کہ ان کا مختلف کمپنیوں کے کارڈ قبول کرنے سے، کارڈ جاری کرنے والوں کو دوگنا فائدہ ہو رہا ہے، ایک طرف تو وہ کارڈ ہولڈر سے مختلف فیسوں اور جرمانوں کے عنوان سے رقم رٹورتے ہیں، تو دوسری طرف تاجر سے کمیشن کی صورت میں بھی بے انتہا نفع حاصل کرتے ہیں، ابتداء میں اگرچہ تاجروں نے اسے اپنی اشیاء کے زیادہ فروخت ہونے کا سبب جانا اور اسے رواج دیا، مگر جب انہیں معلوم ہوا کہ کارڈ جاری کرنا خود ایک منافع بخش کاروبار ہے، تو انہوں نے خود اپنا کارڈ جاری کرنا شروع کیا، یہی وجہ ہے کہ ۱۹۸۰ء کی دہائی میں سب سے زیادہ Retailcard جاری کیے گئے۔[2]

## (کریڈٹ کارڈ کا شرعی متبادل)

کریڈٹ کے شرعی بدل پر اعتماد کرنا ممکن ہے، اس طور پر کہ کارڈ کے نظام میں ترمیم کر دی جائے اور انہیں شرعی ممنوعات سے خالی کر دیا جائے اور تاخیر کی صورت میں

(۱) [illegible]

اضافی رقم عائد نہ کرنے کی شرط لگائی جائے اوراس کا حل اس طرح ہوسکتا ہے کہ ماہانہ ''ڈسکاؤنٹ'' اور ''مرابحہ کارڈ'' جاری کیا جائے۔ (۱)

## (۱) ماہانہ فیس کارڈ (Charge Card):

یہ وہ کارڈ ہے، جس کو اسلامی بینک اس شرط پر جاری کرتا ہے ماہانہ تنخواہ کی مقدار سے کارڈ کے ذریعہ رقم نکالنے کی شرح متعین کردیتا ہے اوراس کا تعین تنخواہ کے اسی فیصد سے ہوتا ہے یا تو تنخواہ کی ضمانت پر ہوتا ہے یا بینک کے نزدیک کسی دوسری ضمانت کی بنیاد پر بشرطیکہ بینک اس پر کوئی انٹرسٹ نہ لے۔اس کارڈ کے جواز کی صورت وکالہ کی بنیاد پر بھی قائم ہوسکتا ہے، اگر کھاتے دار کے اکاؤنٹ میں اتنی رقم موجود ہو جتنی اس سے کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ نکالی گئی ہے اور یہ وکالہ بالا جر اسلام میں جائز ہے۔لیکن اگر کھاتے دار کے اکاؤنٹ میں اتنی رقم نہ ہو، تو بینک اپنے کھاتے دار کے لئے ''قرض حسن'' کے طور پر اس کی ادائیگی کرتا ہے۔ایسا یا تو ماہانہ تنخواہ کی ضمانت پر ہوتا ہے یا کسی دوسری مناسب اور کفایت کرنے والی ضمانت کی بنیاد پر اور یہ جائز اور مستحب ہے۔لہٰذا ایسے اسلامی بینک منافع سے خالی خدمت انجام دیتے ہیں اور سود کے شائبہ سے دور ہوکر۔ (۲)

(۲) **مرابحہ کارڈ:** یہ وہ کارڈ ہے جس کی بنیاد پر خرید وفروخت ہوتی ہے۔وہ اس طرح کہ صاحب کارڈ اس بینک کی طرف سے جو فی الفور قیمت کی ادائیگی کرتا ہے جو چاہے خرید سکتا ہے اور خریدی ہوئی چیز کا مالک ہو جاتا ہے، جس پر اس کی جانب سے اس کا وکیل قبضہ کرتا ہے پھر وہ اس سے اپنے وکیل سے نفع پر فروخت کرتا ہے، یہاں تک کہ بیع مملوکہ شی کی ہوتی ہے اور یہ خریدنے کا حکم دینے والے کے لئے مرابحہ کی صورت ہوتی ہے؛ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اس میں ملکیت اور قبضہ ہو۔لیکن یہ صورت عملاً دشوار ہے کیوں کہ ہر شہر کے بینک والے اس طرح پر معاہدہ کرنے پر راضی نہ ہوں گے۔ (۳)

(۱) سودی بینک کاری اور اسلامی بینک کاری ص: ۵۵۔ (۲) سود کی تاریخ فیصلہ ص: ۹۰ (۳) جرید ہ اسلامی کراچی

## (ڈیبٹ کارڈ، چارج کارڈ اور کریڈٹ کے درمیان فرق)

(۱) ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کے درمیان فرق: ڈیبٹ کارڈ میں بینک سے قرض کا کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے، بلکہ قرض براہِ راست صاحب کارڈ کے بیلنس سے کٹ کر بغیر کسی دوسری کارروائی کے تاجر کے اکاؤنٹ میں منتقل ہو جاتا ہے۔ اور کریڈٹ کارڈ کا تعلق ہے، تو بینک کاغذات میں بیان کی گئی رقم کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوتا ہے جنہیں متفق علیہ اضافہ پر کام کرنے والا تاجر بینک کو پیش کرتا ہے، یہ صورت غیر شرعی ہے۔ (۱)

کریڈٹ کارڈ اور چارج کارڈ کے درمیان فرق: اوّل الذکر کارڈ دوسرے سے کئی وجہوں سے مختلف ہے، اس میں تین بہت اہم ہیں:

(۱) تمام بینک اس کارڈ کے جاری کرنے پر اور رینول کرانے پر فیس لیتے ہیں اور کریڈٹ کارڈ کی تجدید (رینول) پر فیس نہیں لیتے اور نہ اس پر عام طور سے سالانہ فیس ہوتی ہے۔

(۲) پہلا کارڈ استعمال کرنے والوں سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ مہینہ کے آخر میں ان پر عائد ہونے والی ساری رقم ادا کر دیں۔ اور جہاں تک کریڈٹ کارڈ استعمال کرنے والوں کا تعلق ہے تو انہیں بینک سے قرض ملتا ہے اور صاحب کارڈ کو اختیار ہوتا ہے کہ جس طرح چاہے ادا کرے۔

(۳) پہلے کارڈ (یعنی چارج کارڈ) میں قرض داری کی حد بہت بڑی ہے اور صاحب کارڈ پر مہینہ کے آخر میں اس کی ادائیگی لازم ہوتی ہے۔ کریڈٹ کارڈ میں قرض اداری کی حد بڑی نہیں اور اس کے حامل کو متعینہ مدت کے دوران اضافی رقم کے ساتھ ادائیگی کی مہلت دی جاتی ہے۔ (۲)

## کچھ خصوصی کارڈ کی تفصیل:

(۱) **اسمارٹ کارڈ**: اس کارڈ کی تعریف ریزرو بینک آف انڈیا نے اس طرح کی ہے۔ ''یہ کارڈ یا کارڈ کا فنکشن ہوتا ہے، جس میں الیکٹرانک رقم کی ایک اصل حیثیت ہے،

(۱) [illegible] (۲) [illegible]

جو پہلے سے ادا کی جا چکی ہے یا اس میں مزید فنڈ کا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ جو کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے آن لائن رقم نکالنے کے لئے اور رقم کی ادائیگی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور جس کا استعمال دیگر ضروریات کے لئے بھی کیا جا سکتا ہے اس تعریف میں پری پیڈ موبائل فون کارڈ (جن میں طے شدہ رقم پہلے سے ہوتی ہے) بھی آتے ہیں۔ اسی طرح پے ٹی ایم (PAYTM) گوگل (GOOGLE PAY) پے بھی آتے ہیں۔ (۱)

## (۲) سُوِچ کارڈ (SWITCH CARD):

یہ ایک قسم کا الیکٹرانک ڈیبٹ کارڈ ہوتا ہے، جو تجارتی مراکز وغیرہ میں ادائیگی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ دوکاندار بیچے گئے سامان وغیرہ کی قیمت کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے اپنے اکاؤنٹ میں منتقل کر لیتا ہے۔ یہ دراصل ڈیبٹ کارڈ کی ہی ایک قسم ہے۔ (۲)

## (۳) کو برانڈیڈ کارڈ (Co-branded Card):

بینک اس کارڈ کو کسی اور مالیاتی ادارے کے باہمی اشتراک کی صورت میں ایشو کرتا ہے، یہ کریڈٹ کارڈ کی طرح ہی استعمال کیا جاتا ہے۔

## کریڈٹ کارڈ کے نقصانات:

(۱) یہ ادھار لینے کی عادت ڈالتا ہے۔

(۲) اس کارڈ سے عام طور پر کارڈ ہولڈر خریداری زیادہ کرتا ہے اور اپنے بجٹ سے آگے نکل جاتا ہے۔

(۳) تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ کسٹمر کی بڑی تعداد وقت پر ادائیگی نہیں کر پاتی اور انہیں سود کی ادائیگی کرنا پڑتی ہے۔

(۴) سودی بنیاد پر کریڈٹ بہ آسانی حاصل کیا جا سکتا ہے، لہٰذا کارڈ ہولڈر اس کا استعمال بے دریغ کرتا ہے۔ (۳)

(۱) یورپ کی تیمیہ معاشی نظام (۲) کریڈٹ کارڈ کا تعارف ص: ۶۱ ... ص: ۳۰ (۳) کریڈٹ کارڈ حوالہ مذکورہ

## اسلامی کریڈٹ کارڈ:

اسلامی اداروں کی جانب سے پیش کردہ مصنوعات میں جدید ترین اسلامی کریڈٹ کارڈ ہے، (البیع بثمن عاجل) کے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے بینک ایک بلاسودی اور بلا ہرجانہ کریڈت کارڈ ایشو کرتا ہے۔ اس نظام کے تحت کریڈت کارڈ ہولڈر کے ذریعہ بینک کی طرف سے سامان خریدا جاتا ہے یہ سامان بینک کے ذریعہ کریڈ کارڈ ہولڈر کو ایک مقررہ اضافی فیصد رقم کے ساتھ (جیسے مارک اپ کہتے ہیں) فروخت کردیا جاتا ہے، یہ رقم کارڈ ہولڈر کو بعد میں کبھی بغیر کسی ہرجانے کے بینک کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ (۱)

## اسلامک کریڈٹ کارڈ کی خصوصیات:

(۱) یہ کارڈ مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کے لئے ہوتا ہے۔
(۲) قلیل رقم سالانہ فیس کے طور پر وصول کی جاسکتی ہے۔
(۳) کچھ اضافی سہولیات بھی ملتی ہیں، مثلاً: بونس پوائنٹ، تحائف، خریداری ڈسکاؤنٹ، ٹریولر چیک وغیرہ۔
(۴) کارڈ طلب کرنے والے کے پاس کسی قسم کی ضمنی ضمانت ہونا لازمی ہے۔
(۵) اس کارڈ کی حد ضمانت کی رقم کے تناسب میں ہوگی۔
(۶) عمومی تکفل حاصل کرنا ممکن ہوگا۔
(۷) کچھ بینک دیگر خدمات مثلاً زکاۃ کی ادائیگی ان کارڈوں کے ذریعہ مہیا کراسکتے ہیں۔
(۸) ضمنی کارڈ کے لئے درخواست دینا ممکن ہوگا۔

یہ تمام تفاصیل وتشریحات المعاییر الشرعیہ/کریڈت کارڈ کے شرعی احکام/جدید مالیات ادارے/فقہ اکیڈمی کے فیصلے/فقہی مقالات/رسائل ابن عابدین/الفقہ الاسلامی وادلتہ سے ماخوذ ہیں۔

---

(۱) [illegible]

# پانچواں باب

## اوراقِ تجاریہ (Commercial Papers)

## یعنی چیک کے ذریعہ معاملات کرنا

## ''اوراق تجاریہ'' سے ملنے والے فوائد:

(۱) یہ اُدھار معاملہ کو ممکن بناتے ہیں۔

(۲) نقد رقم کے استعمال کی ضرورت کم ہو جاتی ہے۔

(۳) چوری اور مال کے ضائع ہو جانے کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔

(۴) قرض کی ادائیگی میں مہلت مل جاتی ہے۔ (۱)

اوراق تجاریہ کی اَوّلاً تین قسمیں ہیں: (۱) کمبیالہ (Bill of Exchange)۔

(۲) سند: پرامیسری نوٹ (Promissory Note) (۳) چیک (Cheque)

(۱) کمبیالہ: (Bill of Exchange) یہ وہ دستاویز ہے جس کا لکھنے والا (دائن) دوسرے شخص (مدیون) کو مستفید کی طرف سے مقررہ تاریخ پر مقررہ رقم ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اس کی حیثیت ''عقد حوالہ'' کی ہے، اس میں تین فریق ہوتے ہیں: فریق اول: ''بل آف ایکسچینج'' جاری کرنے والا، یہ محیل جو دوسرے کو متعین تاریخ پر متعینہ رقم ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔

**فریق دوم**: جس کو رقم کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ ''محال'' (Creditor) ہے۔ جو رقم کی ادائیگی اپنے ذمہ لیتا ہے۔

**فریق سوم**: اس سے استفادہ کرنے والا، یہ ''محال علیہ'' (Transfexee) ہے، یعنی اس چیک کا حامل جو اس سے استفادہ کرتا ہے۔ (۲)

---

(۱) حد ما لا رسا، ۱، ص ۴۰ (۲) الموسوعۃ الفقہیۃ ج ۲۱، ص ۳۰

## (۲) سند: پرامیسری نوٹ (Promissercial):

یہ وہ دستاویز ہے جس میں کسی متعین شخص کے لئے مقررہ تاریخ پر متعینہ رقم کی ادائیگی کی ذمہ داری لی جاتی ہے۔، اس میں دو فریق ہوتے ہیں: (دائن): حامل سند، جو رقم کا حقدار ہے۔ (مدیون): جس نے مقررہ تاریخ میں رقم ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کی ہے۔[۱]

## (۳) چیک (Cheque):

یہ وہ دستاویز ہے جس کا جاری کرنے والا اپنے بینک کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس دستاویز کے حامل کو مقررہ رقم ادا کردے، اس میں تین فریق ہوتے ہیں:

**فریق اوّل:** چیک جاری کرنے والا شخص (**Cheque Issuer**)۔

**فریق دوم:** جس کے لئے چیک جاری کیا گیا ہے۔ (**Payee**)۔

**(فریق سوم:** بینک (**Bank**)

چیک اور ''کمبیالہ'' میں دو فریق ہیں: اوّل: چیک کی ادائیگی بینک پر عندالاطلاع ضروری ہوتی ہے۔ سوائے اس کے کہ چیک جاری کرنے میں آگے کی تاریخ دی گئی ہو، کمبیالہ کی ادائیگی اس کے مقررہ وقت پر ہوتی ہے۔

**دوم:** چیک کے ذریعہ دین ادا کیا جاسکتا ہے، کمبیالہ میں ادائیگی دین کی ضمانت لی جاتی ہے۔

**سوم:** چیک جاری کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جاری کرنے والے کی رقم کھاتہ میں موجود ہو، کمبیالہ جاری کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں۔[۲]

## ان اوراقِ تجاریہ کے احکام:

ان سے متعلق چار احکام اہم ہیں:

(۱) بل آف ایکسچینج اور پرامیسری نوٹ پر قبضہ اصل رقم پر قبضہ کے حکم میں نہیں ہے؛ اس لئے ان کے نزدیک کرنسی کی خرید وفروخت نہیں ہوسکتی؛ کیوں کہ یہ ''بیع صرف'' ہے[۳]

(۱) الموسوعۃ الفقہیۃ [illegible] (۲) [illegible] (۳) اسلام کا معاشی نظام

اور ’’بیع صرف‘‘ میں دونوں طرف سے نقد ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح اس کو ’’بیع سلم‘‘ میں رأس المال یعنی قیمت کے طور پر ادا کرنا درست نہیں؛ کیوں کہ بیع سلم میں رأس المال کا نقد ہونا ضروی ہے، ورنہ ثمن اور مبیع دونوں اُدھار ہو جائیں گے اور شریعت میں اس سے منع کیا گیا ہے۔

(۲) چیک پر قبضہ اصل رقم پر قبضہ تصور کیا جائے گا؛ لیکن کچھ شرائط کے ساتھ: (۱) یہ بینک کا چیک ہو اور عندالطلب ادائیگی کا وعدہ ہو۔ **(Cheque Issued by bank)**

(۲) بینک کا تصدیق کردہ چیک ہو اور عندالطلب ادائیگی کا وعدہ ہو۔

(۳) جو مصدقہ چیک کے حکم میں ہو، مثلاً ایک بینک دوسرے بینک کو یا ایک بینک اپنی ہی برانچ کو چیک بھیجے۔ اگر بینک کا چیک نہ ہو اور تصدیق شدہ بھی نہ ہو تو اس پر قبضہ، رقم پر قبضہ کے حکم میں نہیں ہوگا۔

(۳) **تیسری شرط**: ان رقمی دستاویزات کو کم قیمت میں خرید وفروخت کرنا، یعنی دستاویز پر مذکورہ رقم مثلاً دو ماہ کے بعد قابل ادائیگی ہے اور حامل دستاویز کو فوری طور پر رقم کی ضرورت ہے، تو اس طرح کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ قرض پر سود حاصل کرنا ہے، حامل چیک گویا قرض لے رہا ہے اور ڈسکاؤنٹ کی رقم بہ طور سود کے ادا کر رہا ہے۔

(۴) **چوتھی شرط**: ان دستاویز کو بطور رہن رکھنا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ دین ہے اور دین کو رہن نہیں رکھا جا سکتا، اس لئے کہ انسان اس کو سپرد کرنے پر قادر نہیں ہوتا۔[۱]

## لیٹر آف گارنٹی (خطاب الضمان)

## (Letter of Guarantee)

یعنی بینک کی جانب سے کسی حق یا نقصان کے عوض کی ذمہ داری قبول کرنا۔

مطلب یہ ہے کہ بینک کی طرف سے جاری ہونے اس ’’تحریری عہد نامہ‘‘ کو کہتے

(۱) شیئرز کی شرعی حیثیت [illegible]

ہیں، جو کلائنٹ کی خواہش پر وہ لیٹر سے مستفید ہونے والے کے لئے جاری کرتا ہے کہ بینک اس کے طلب کرنے پر مقررہ مدت کے اندر متعینہ رقم ادا کر دے گا۔

اس میں تین فریق ہوتے ہیں: (۱) کسٹمر: جس نے جاری کرنے کی گزارش کی تھی۔ وہ "مکفول" ہے۔ (۲) مستفید: جس مفاد کے لئے یہ لیٹر جاری کیا گیا ہے، وہ "مکفول لہ" ہے۔ (۳) بینک: جس نے مقررہ مدت کے اندر متعین رقم ادا کرنے کی ذمہ داری لی ہے، وہ "کفیل" ہے۔ (۱)

## مقاصد:

بنیادی طور پر اس کے دو مقاصد ہیں:

(۱) کسی پراجیکٹ کو حاصل کرنے اور اس سے روبہ عمل لانے میں تعاون کے لئے۔

(۲) افراد یا کمپنیوں کے بعض مصالح کو پورا کرنے کیلئے۔ شخصی یا مصالح یا کمپنی کے مصالح کے لئے دی جانے والی ضمانتیں مقاصد کے اعتبار سے مختلف نوعیت کی ہوتی ہیں، جیسے: ایکسپورٹ خدمات کے لئے، امپورٹ خدمات کے لئے اور ضروریات کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے۔

"لیٹر آف گارنٹی" کلی یا جزوی ضمانت قبول کرنے کے اعتبار سے دو طرح کا ہوتا ہے۔

(۱) جو کسٹمر کی جانب سے مطلوبہ پوری شئے کی گارنٹی لیتا ہے۔

(۲) جو امر مطلوب کی جزوی گارنٹی قبول کرتا ہو، پورے کی نہیں۔

مطلق اور مشروط ہونے کے اعتبار سے بھی دو قسمیں ہیں:

(۱) جس میں اصل مدیون کی ادائیگی سے عاجز ہو جانے یا قصداً ادائیگی میں کوتاہی برتنے کی شرط نہ ہو۔ اس صورت میں ان شرائط سے آزاد ہو کر بینک سے اپنا دَین وصول کر سکتا ہے۔

(۲) جس میں اس کے عاجز ہو جانے یا کوتاہی برتنے کی شرط ہے، اس صورت میں جب تک وہ شخص اصل مدیون کے دَین کی ادائیگی سے عاجز ہونے یا کوتاہی برتنے کو ثابت نہ کر دے، بینک رقم ادا نہیں کرے گا۔ (۲)

(۱) تجارت کے اسلامی اصول ... (۲) اسلام کا معاشی نظام ... جدید مالیاتی ادارے

## فقہی احکام:

(۱) لیٹر آف گارنٹی کی حیثیت کفالت کی ہے۔

(۲) اس کے اجزاء کی اجرت حاصل کرنا جائز نہیں؛ کیوں کہ یہ جاری کرنے والے کی طرف سے قرض کی ادائیگی کا وعدہ ہے، لہٰذا ''اجرت'' قرض پر نفع حاصل کرنا قرار پائے گا۔ اور قرض پر نفع حاصل کرنا ''ربوا'' میں داخل ہے **''کل قرض جر نفعاً فھو ربواً''**.

(۳) اس کے جاری کرنے اور اس کے مطابق کارروائی انجام دینے کے سلسلہ میں سروس چارج لینا جائز ہے جو ایسے کاموں کی مروجہ اُجرت سے زیادہ نہ ہو۔ (۱)

# لیٹر آف کریڈٹ L.C.

# الاعتماد المستندی / (Letter of Credit)

یعنی بین الاقوامی ملکی تجارت میں درآمد کرنے والا شخص (**Importer**) برآمد کرنے والے شخص (**Exporter**) کے حق میں بینک سے ادائیگی کی ضمانت حاصل کرتا ہے، اسی تحریر کو ''لیٹر آف کریڈٹ (**Letter of Credit**) کہتے ہیں۔ تاکہ بائع کو دھوکہ دہی کا خطرہ لاحق نہ ہو۔

اس کی مختلف حیثیتوں سے مختلف قسمیں ہوتی ہیں:

(۱) کریڈٹ برائے امپورٹ (**Letter of Credit for Import**): جس میں اندرونِ ملک درآمد کرنے والا شخص بیرونِ ملک کے دوسرے فریق کے لئے لیٹر حاصل کرتا ہے۔

(۲) کریڈٹ برائے ایکسپورٹ (**Letter of Credit for Export**): جس کو بیرونِ ملک کا ایکسپورٹر اپنے مفاد اور امپورٹر کی طرف سے ادائیگی کو یقینی

(۱) جدید تجارتی شکلیں ص ۔۔۔ المعاملات المعاصرۃ

بنانے کیلئے حاصل کرتا ہے۔

(۳) مبنی برقبول (الاعتماد المستندی بالقبول/ **Sight Letter of Credit**): جس میں دستاویزات کے امپورٹر تک پہنچ جانے اور اس کے قبول کرنے کے بعد بینک مطلوبہ رقم ادا کرتا ہے۔

(۴) مبنی برانفارمیشن (الاعتماد المستندی بالاطلاع **Letter of Credit Confirmed**): جس میں بینک وعدہ کی ہوئی رقم صرف دستاویزات کو وصول کر کے ادا کر دیتا ہے۔

(۵) اعتمادی قطعی (**Confirmed Irrevocable Credit**) اس میں بینک پر اپنے عہد کو پورا کرنا لازم ہوتا ہے اور وہ ذمہ داری کے سلسلے میں اپنے معاہدہ سے دست بردار نہیں ہوسکتا۔

(۶) اعتماد قابل للایفاء ( قابل تنسیخ معاہد: ادائیگی/ ( **Letter of Credit Revocable**): جس میں بینک کے لئے کسی ذمہ داری کے بغیر اس ذمہ داری سے رجوع کرنے کی گنجائش ہوتی ہے۔ (۱)

# فقہی وشرعی احکام:

(۱) لیٹر آف کریڈٹ میں جس رقم کی ضمانت لی گئی ہے اگر وہ پوری رقم لیٹر جاری کرانے والے شخص یعنی امپورٹر خود بینک کو ادا کرتا ہے، تو اس صورت میں بینک کی حیثیت وکیل کی ہے اور اس لئے بینک اُجرت وکالت وصول کرسکتا ہے۔

(۲) اور اگر یہ پوری رقم یا اس کا کچھ حصہ خود بینک ادا کرتا ہے تو یہ سمجھا جائے گا کہ مطلوبہ شئے کے جتنے حصہ کی قیمت بینک نے ادا کی ہے، اس کا مالک بینک ہے، بینک اس سے درآمد کنندہ کو نفع لے کر فروخت کرسکتا ہے، بہ شرطیکہ وہ اپنے حصہ کے لحاظ سے اس شئے کے خطرہ (**Owmers hip Risk**) کو قبول کرے؛ کیوں کہ جو

(۱) [illegible]

مالک ہو، نقصان اسی کے ذمہ ہوتا ہے، فقہی اعتبار سے یہ صورت ''مرابحہ'' کی ہوگی۔

(۳) بینک کو اپنے گاہک سے دو قسم کی اجرت لینا جائز ہے (۱) دفتری امور کی انجام دہی پر اجرت لینا (۲) وکالت پر اجرت لینا؛ لیکن ان دونوں کاموں کی اتنی اجرت مقرر کردے، جو موجودہ دور کے عرف کے مطابق ان خدمات کے لئے کافی ہو، جو خدمات بینک نے انجام دی ہیں۔ (۱)

# چھٹا باب

## مروجہ بینک اور اسلامی بینک کے درمیان فرق

جو فیسلٹیز یعنی سہولیات اور خدمات مروجہ بینک فراہم کرتے ہیں وہی اسلامی بینک بھی فراہم کرتے ہیں؛ لیکن دونوں کے طریقہ کار میں فرق ہے، اور وہ یہ ہیں:

(۱) مروجہ بینک کی بنیاد سود پر ہے وہ قرض لینے والوں سے سود حاصل کرتا ہے اور رقم جمع کرانے والوں کو سود ادا کرتا ہے، جب کہ اسلامی بینک نفع ونقصان میں شرکت کی اساس پر کام کرتے ہیں اور سود سے بچتے ہیں۔

(۲) اسلامی بینک بھی مروجہ بینک کی طرح تمویل یعنی فائنانسنگ کی سہولت بہم پہنچاتا ہے؛ لیکن عقود کی بنیاد قرض نہیں ہوتی؛ بلکہ کبھی تجارت، جیسے: مرابحہ کنٹراکٹ اور کبھی شرکت، جیسے: مشارکہ متناقصہ اور کبھی اجارہ جیسے اجارہ منتہیہ بالتملیک وغیرہ جیسے معاملات پر ہوتی ہے؛ جب کہ مروجہ بینک کے اکثر عقود کی بنیاد قرض پر ہی ہوتی ہے اور معاملات میں سود کی آمیزش بھی ہوتی ہے۔

(۳) اسلامی بینک ٹھوس منقولہ (Liquid assets) اور غیر منقولہ اثاثہ (Fixed assets) حاصل کرتے ہیں اور ان کو نفع حاصل کرنے کا ذریعہ بناتے ہیں؛ جب کہ مروجہ بینک کے یہاں ٹھوس سامان خریدنے کی ممانعت

(۱) المباحث الفقہیہ ص: ۵۵ ـ [illegible] ج: ۳۹ ـ بینک سے [illegible] ہونے والے احکام

ہے، وہ روپیہ سے حاصل کرتے ہیں۔

(۴) مروجہ بینک کھاتہ داروں کی رقم اضافہ کے ساتھ واپس کرنے کا ضامن ہوتا ہے، کھاتہ دار نقصان کا خطرہ قبول نہیں کرتے، جب کہ اسلامی بینک ایسی ضمانت نہیں لیتا اور کھاتہ دار نقصان کا خطرہ قبول کرتے ہیں۔

(۵) مروجہ بینک ہر طرح کے کام کے لئے قرض فراہم کرتے ہیں، خواہ وہ کام انسانیت کے لئے نقصان دہ اور اخلاق کے لئے تباہ کن ہی کیوں نہ ہو؛ جب کہ اسلامی بینک خلافِ انسانیت اور خلافِ شرع کاموں میں سرمایہ کاری نہیں کرتے؛ اسی لئے شراب کی صنعت اور ہتھیار کی صنعت وغیرہ میں اسلامی بینک سرمایہ کاری نہیں کرسکتا۔

(٦) سلامی بینک کا بنیادی مقصد امدادِ باہمی اور خیراتی سرگرمیوں کو فروغ دینا ہے اور روایتی بینک کا مقصد سرمایہ فراہم کرکے نفع حاصل کرنا ہوتا ہے، چاہے آپ دیوالیہ ہی کیوں نہ بن جائیں۔

(۷) اسلامی بینک کے کریڈٹ کارڈ میں تاخیر کی صورت میں انٹرسٹ لاگو نہیں ہوتا؛ جبکہ مروجہ بینک کے کریڈٹ کارڈ میں تاخیر کی صورت میں انٹرسٹ لگادیا جاتا ہے۔

لہٰذا اسلامی بینک سرمایہ کاری کے جو طریقے اختیار کرتے ہیں وہ یہ ہیں: (۱)

(۱) مضاربت (۲) شرکت (۳) اجارہ (۴) مرابحہ (۵) سلم (٦) استصناع۔

مضاربت کا طریقہ یہ ہے کہ: جس میں ایک شخص کی طرف سے سرمایہ ہو، دوسرے شخص کی طرف سے محنت ہو اور جو نفع حاصل ہو وہ دونوں میں متعینہ تناسب کے مطابق تقسیم ہوجائے۔

**شرکت:** کسی عمل یا شئی میں دو یا اس سے زیادہ افراد شریک ہوتے ہیں، پھر نفع یا نقصان ہوتا ہے، اس کو سب پر تقسیم کردیا جاتا ہے۔

**اجارہ:** اپنی ملکیت کو ایک مدت تک دوسرے کو کسی چیز کے عوض نفع اٹھانے کیلئے دینا۔

**مرابحہ:** کسی چیز کو خریدنے کے بعد نفع کے ساتھ اس کو آگے فروخت کردینا۔

**سلم:** ایسی خرید وفروخت، جس میں قیمت نقد ادا کی جائے اور مبیع اُدھار ہو۔

---

(۱) فقہی [illegible]

**استصناع:** جس میں خریدی جانے والی چیز کا آرڈر دیا جاتا ہے اور بیچنے والا آرڈر کے مطابق وہ شیئ تیار کر کے خریدار کو فراہم کرتا ہے۔ ان عقود کی تفصیل اپنی کتاب ''پارٹنرشپ احکام'' میں بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

# ساتواں باب

## بینک کے جائز اور ناجائز کے مختلف مسائل

**سوال:** بینک میں حفاظت کی غرض سے رقم جمع کرنا؛ جبکہ اس پر سود نہ لیا جائے جائز ہے یا نہیں؟

**جواب:** بینک کے جس کھاتہ میں حفاظت کی غرض سے رقم رکھوائی ہے اس کو سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ لاکر میں رکھوائی جائے؛ البتہ کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھوانے کی گنجائش ہے، جس میں سود نہیں لگایا جاتا اور جن کھاتوں میں سود لگتا ہے، مثلاً سیونگ اکاؤنٹ یا فکسڈ پازٹ ان میں رقم رکھنا درست نہیں ہے۔ (۱)

**سوال:** کیا بینک سے سود حاصل کر کے پھر اس کو غربوں میں تقسیم کر دیا جائے، تو اس میں کوئی حرج نہیں؟

**جواب:** بینکوں سے سود لے لیا جائے اور بغیر ثواب کی نیت مستحقین پر صدقہ کر دیا جائے اور خاص طور پر غیر مسلم ممالک میں رکھی ہوئی رقوم، تو چھوڑنی ہی نہیں چاہئے، مصلحت کا تقاضہ بھی یہی ہے؛ البتہ مساجد، مکاتب وغیرہ میں صرف نہ کریں۔(۲)

**سوال:** کیا حربی یا ذمی کافروں سے غیر مسلم ممالک میں سود لینا جائز ہے یا نہیں؟

**جواب:** سود قرآن وحدیث کے صریح ارشادات کے مطابق حرام قطعی ہے اس کا لینا دینا، لکھنا اور گواہ بننا، سب ناجائز وحرام ہے، مسلمان اور ذمی سے سود کے لین دین کی حرمت پر تو اجماع ہے؛ البتہ دار الحرب کے کافروں سے سود لین دین کے

---

(۱) فتاویٰ عثمانی ج ۳ ص ۲۶۸ (۲) فتاویٰ ... ج ... ص ۵۰۱

سلسلے میں جمہور فقہاء حضرت امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام شافعیؒ اور علماء احناف میں سے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دارالحرب سے سود لینا ناجائز ہے؛ جبکہ امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اس کی گنجائش ہے، تاہم احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے مطلقاً احتراز کیا جائے، جیسا کہ مفتی شفیع صاحبؒ نے فتاویٰ دار العلوم دیوبند میں تحریر فرمایا ہے۔ (۱)

## (بینک سے سود لینا، اس میں اکاؤنٹ کھولنا اور بینک میں ملازمت کرنا)

**جواب:** بینکوں کا سود لینا اور دینا حرام ہے، شدید ضرورت ہو، تو روپیہ کرنٹ میں رکھوایا جائے اور تصریح کردی جائے کہ اس روپیہ پر سود نہ لگائیں یا پھر لاکر میں رکھیں، بینکوں میں چونکہ زیادہ تر سودی کاروبار ہوتا ہے؛ اس لئے اس میں ملازمت کرنا درست نہیں ۔ یہ اس بینک کی ملازمت کا حکم ہے جس میں براہِ راست سودی معاملات انجام دئے جاتے ہوں۔ اور جس ملازمت کا سودی معاملات سے تعلق نہ ہو اس کا یہ حکم نہیں ہے۔ (۲)

## (بینک کی ملازمت کا تفصیلی حکم ہے)

**جواب:** دراصل بینک کی ملازمت ناجائز ہونے کی دو وجہیں ہوسکتی ہیں (۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ ملازمت میں سود وغیرہ کے ناجائز معاملات میں اعانت ہے (۲) دوسرے یہ کہ تنخواہ حرام مال سے ملنے کا احتمال ہے، ان میں سے پہلی وجہ یعنی حرام کاموں میں مدد کا جہاں تک تعلق ہے، تو شریعت میں مدد کے مختلف درجے ہیں ہر درجہ حرام نہیں، بلکہ صرف وہ مدد ناجائز ہے، جو براہ راست حرام کام میں ہو، مثلاً سودی معاملہ کرنا، سودی معاہدہ لکھنا، سود کی رقم وصول کرنا وغیرہ؛ لیکن اگر

(۱) [illegible] (۲) [illegible]

براہ راست سودی معاملے میں انسان کو ملوث نہ ہونا پڑے؛ بلکہ اس کے کام کی نوعیت ایسی ہو جیسے ڈرائیور، چپراسی، یا جائز ریسرچ وغیرہ؛ تو اس میں چوں کہ براہ راست مدد نہیں ہے اس لئے اس کی گنجائش ہے۔

جہاں تک کہ حرام مال سے تنخواہ ملنے کا تعلق ہے، اس کے بارے میں شریعت کا اصول یہ ہے کہ اگر ایک مال حرام اور حلال سے مل جائے اور حرام مال زیادہ ہو، تو اس سے تنخواہ یا ہدیہ وغیرہ لینا جائز نہیں؛ لیکن اگر ایک حرام مال کم ہو تو جائز ہے(۱) بینک کی صورت حال یہ ہے کہ اس کا مجموعی مال کئی چیزوں سے مرکب یعنی ملا ہوا ہوتا ہے: (۱) اصل سرمایہ(۲) ڈپازیٹرز کے پیسے(۳) سود اور حرام کاموں کی آمدنی (۴) جائز خدمات کی آمدنی، اس سارے مجموعے میں صرف نمبر۳ حرام ہے، باقی کو حرام نہیں کہا جا سکتا۔ اور چوں کہ ہر بینک میں نمبر ایک اور نمبر دو کی اکثریت ہوتی ہے؛ اس لئے یہ نہیں کہہ سکتے کہ مجموعے میں حرام غالب ہے، لہٰذا کسی جائز کام کی تنخواہ اس سے وصول کی جا سکتی ہے۔ یہی بنیاد ہے جس کی بناء پر علماء نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ بینک کی ایسی ملازمت جس میں خود کوئی حرام کام کرنا نہ پڑتا ہو جائز ہے؛ البتہ احتیاط اس میں ہے کہ اس سے بھی اجتناب کیا جائے۔ (۱)

## بینک کی طرف سے ملنے والے پرافکٹ کی مختلف صورتیں اور اس کے استعمال کا حکم

**جواب:** بینک پرافکٹ (منافع) کے نام سے جو کچھ بھی دیتا ہے وہ شرعاً سود ہے(۱) کل قرض جرّ نعفةً فهو حرام جو قطعاً حرام ہے، اس کا؛ لینا دینا؛ کھانا اور کھلانا سب حرام ہے(۲) لعن رسول الله صلى الله عليه آكل الربا الخ. في المسلم . مشكاة المصابيح. قرآن وحدیث میں اس کے متعلق سخت وعیدیں آئی ہیں (۳) ایک حدیث کی رو سے سودخوری کا ادنیٰ درجہ ایسا ہے جیسے:

(۱) فی الہندیہ ج۵/ص:۳۴۲، فتاویٰ عثمانی ج۳/ص:۳۹۶

اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنا (۴) (فتاویٰ عثمانی ج ۳ ص: ۱۷۲) اس لئے کسی بھی حالت میں سود حلال نہیں ہوسکتا؛ بلکہ سود لینے کی نیت سے روپے جمع کرنا بھی درست نہیں اگر جمع کرنا ہے تو ''کرنٹ اکاؤنٹ'' یا پھر ''لاکر'' میں جمع کریں۔

اور جس نے ایک مدت کے لئے بینک میں اپنی رقم جمع کروادی اور اس کو مدت سے پہلے رقم نکالنے کی اجازت نہیں ہے اور اس کے سامنے سخت ضرورت لاحق ہوگئی ہے، تو اسی صورت میں بینک ان مدت میں جو رقم بطور نفع دے گا اس کو وصول کر کے خرچ کرلیں، پھر مدت پوری ہونے کے بعد جو اصل رقم بینک دے اُس میں سے سود کی رقم کی مقدار صدقہ کردیں، شرعاً اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ اور جب بینک ہر ماہ جو کچھ رقم منافع کے نام سے دے اُس کو آپ اس نیت سے وصول کریں، کہ یہ آپ کے اصل قرض کی رقم ہے، اور پھر جب پوری رقم اس طرح واپس مل جائے، تو اُس کے بعد حاصل ہونے والی رقم کو صدقہ کردیں؛ کیوں کہ بینک میں روپیہ رکھوانے کا معاملہ شرعاً قرض ہے اور قرض دینے والے کو اختیار ہے کہ وہ اپنی رقم جب چاہے واپس کرنے کا مطالبہ کردے، خواہ قرض مؤجل کہہ کر دیا گیا ہو۔ (۱)

## (بینک کے کرنٹ اکاؤنٹ کا حکم اور غلطی سے سودی اکاؤنٹ میں رقم رکھوانے کی صورت میں ملنے والے سود کا حکم)

**جواب:** بینک کے اکاؤنٹ میں رقم رکھنا ہے؛ تو کرنٹ یا لاکرا کاؤنٹ میں رکھے اور اگر غلطی سے سود والے اکاؤنٹ میں رکھ دیا اور اس پر سود لگ گیا، تو سود کی رقم کسی غیر صاحب نصاب آدمی کو صدقہ کردیا جائے؛ لیکن ابتداء سے ہی اپنے اختیار کے ذریعے سودی اکاؤنٹ میں روپیہ رکھوانا اور سود وصول کرنا جائز نہیں۔ (۲)

## (حفاظت کی غرض سے بینک میں رقم رکھوانے کا حکم)

**جواب:** بینک میں اگر حفاظت کی غرض سے رقم جمع کرائی جائے اور اس پر سود نہ لیا جائے،

---

(۱) فتاویٰ عثمانی ج ۳ ص ۲۷۰ (۲) آپ کے مسائل ج ۶ ص ۲۷۲

تو اس کی شرعاً اجازت ہے۔ (۱)

## (ڈاک خانے میں جمع کرائی گئی رقم پر ملنے والے اضافے کا حکم)

**جواب:** ڈاک خانے سے جو سود کی رقم ملتی ہے، اسے کسی غیر صاحب نصاب آدمی پر بغیر نیت ثواب کے صدقہ کر دیں کیوں کہ اس کا معاملہ پراویڈنٹ فنڈ سے مختلف ہے۔ (۲)

## (جی پی فنڈ کی رقم مع سود وصول کرنا کیسا ہے؟ یعنی گورنمنٹ جو رقم تنخواہ سے وضع کر کے ریٹائر ہونے کے بعد مع سود دیتی ہے)

**جواب:** پراویڈنٹ فنڈ پر جو زیادتی "سود" کے نام سے دی جاتی ہے، وہ درحقیقت سود نہیں ہے، لہٰذا اس کو حاصل کر کے استعمال کرنا جائز ہے۔ البتہ احتیاط اس میں ہے کہ اس زیادہ رقم کو صدقہ کر دیا جائے۔ (۳)

## سودی رقم مستحق زکوٰۃ کو دینے کا حکم

**جواب:** اپنے جس عزیز کو سود کی رقم دی ہے اگر وہ مستحق زکوٰۃ ہے (یعنی اس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کے مساوی نقد یا سونا موجود نہیں تھا) تو اس طرح کرنا درست ہے۔ اس کے بعد آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی۔ اور جس کو دیا اس کو بتانا بھی ضروری نہیں ہے کہ یہ سود کی رقم ہے۔ (۴)

## (فکسڈ ڈپازٹ میں رقم رکھوانے اور اس پر ملنے والے اضافی رقم اور اس سے دینی اداروں میں صرف کرنے کا حکم)

**جواب:** فکسڈ ڈپازٹ پر، چونکہ سود دیا جاتا ہے اس لئے اس میں رقم رکھنا جائز نہیں ہے۔ اگر غلطی سے رکھ بھی دیا ہے اور اس پر سود مل گیا ہے، تو اس سے ثواب کی نیت کے

(۱) فتاویٰ عثمانی ج۳ ص... (۲) فقہی مقالات ... (۳) پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ ... امداد الفتاویٰ ج۳ ص۱۵۲ (۴) فتاویٰ عثمانی ج۳ ص۲۷۶

بغیر صدقہ کر دینا چاہئے؛ البتہ جسے صدقہ کیا گیا ہے وہ مالک مختار ہونے کے بعد کسی دباؤ کے بغیر اپنی مرضی سے کسی دینی ادارے میں چندہ دیدے، تو اس دینی ادارے کے لئے اس کا استعمال جائز ہے۔ (۱)

## (ایک اکاؤنٹ سے سود لے کر دوسرے اکاؤنٹ میں سود ادا کرنے کا حکم)

**جواب:** بینک کے سود کو بینک ہی کے سود میں محسوب کرنے کی غرض سے سودی اکاؤنٹ کھولنا یا سودی قرض لینا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر سودی اکاؤنٹ میں پیسے رکھوادئے گئے ہیں اور سودی قرض لے لیا گیا ہے، تو اس طرح تصفیہ کر سکتے ہیں کہ ایک اکاؤنٹ سے لے کر دوسرے میں دے دیں، بشرطیکہ لیا ہوا سود دیئے ہوئے سود سے زائد نہ ہو، برابر ہو جائے لیکن آئندہ کے لئے یہ سلسلہ بالکل بند کر دیں۔ (۲)

## (ڈاک خانے کے ڈپازٹ سٹیفکیٹ پر ملنے والے منافع کا حکم)

**جواب:** ڈاک خانے کے ڈپازٹ سٹیفکیٹ پر جو رقم زیادہ دی جاتی ہے وہ خواہ منافع کہہ کر دیا جائے یا سود کہہ کر دیا جائے، شرعی طور پر وہ سود ہی ہے، اور اس کا وصول کرنا جائز نہیں اور اگر غلطی سے وصول کر لی گئی، تو اس سے ثواب کی نیت کے بغیر صدقہ کر دینا ضروری ہے؛ لیکن اب مصلحت کا تقاضہ وصول کر لینا ہی ہے، اسے وہاں چھوڑنا نہیں چاہئے۔ اور اس کو غیر واجبی ٹیکس میں ادا کرنا بھی درست ہے بلکہ صدقہ سے مقدم ہے۔ (۳)

## (مسلم ممالک کے لئے غیر مسلم ممالک کے بینکوں میں رقم جمع کرا کر سود وصول کرنے کا حکم)

**جواب:** امیر مسلمان کا غیر مسلم ممالک کے بینکوں میں روپیہ جمع کرا کر اس پر سود وصول کرنا

(۱) فتاویٰ عثمانی [illegible] (۲) [illegible]

شرعی طور پر جائز ہے، جیسا کہ بعض فقہاء نے دار الحرب کے کفار سے سودی معاملے کی گنجائش دی ہے، مسلمان ممالک ضرورت کے مواقع پر غریبوں کی امداد کے لئے گنجائش پر عمل کر سکتے ہیں اور بلا ضرورت اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ (۱)

## (حکومت کا بینک سے زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم)

**جواب:** حکومت کی طرف سے جو زکوٰۃ کاٹی جاتی ہے شرعاً وہ ادا ہوگئی۔ اصل میں زکوٰۃ، تو آپ کی رکھوائی ہوئی رقم پر واجب تھی اور اسی سے زکوٰۃ وضع کی جاتی ہے اور اگر سودی اکاؤنٹ میں جو آپ نے رقم رکھی ہے؛ اس پر جو بطور سود آپ کی رقم پر اضافہ ہوا تھا، آپ کے ذمے واجب تھا کہ وہ بینک سے نہ لیں، یا لیں تو صدقہ کردیں، اس میں سے کچھ رقم اگر زکوٰۃ فنڈ میں چلی گئی، تو اس سے آپ کی زکوٰۃ کی ادائیگی پر کچھ فرق نہیں پڑے گا زکوٰۃ ادا ہوجائیگی۔ آئندہ اپنی رقم کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھوائیں۔ (۲)

## (حکومت کا بینکوں اور مالیاتی اداروں سے زکوٰۃ وصول کرنے کا تفصیلی وشرعی حکم)

**جواب:** بینک اکاؤنٹس اور دیگر مالیاتی اداروں سے زکوٰۃ وصول کرنے کا طریقہ یہ ہوگا کہ جب کوئی شخص ان اداروں میں اپنی رقم رکھوانے کے لئے آئے، تو وہ ایک فارم پر کرے، جس میں اس کی طرف سے متعلقہ ادارے کو یہ اختیار دیا گیا ہو کہ وہ تاریخ زکوٰۃ آنے پر اس کی رقم سے زکوٰۃ کاٹ کر زکوٰۃ فنڈ میں دے دے، اس طرح یہ ادارے مالکان کی طرف سے باقاعدہ وکیل باداء الزکوٰۃ بن جائیں گے؛ لیکن جہاں تک زکوٰۃ کی ادائیگی کا تعلق ہے، فقہی اعتبار سے اگر کسی شخص کی آمدنی حلال وحرام سے مخلوط ہو اور وہ مجموعے پر سے زکوٰۃ نکال دے، تو اس میں کوئی قباحت نہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ حلال آمدنی کا ڈھائی فیصد

---

(۱) امداد الفتاویٰ ج:۲ ص:۱۵۵، امداد المفتیین ص:۱۴۹۰ (۲) بینک اور اسلام ... فتاویٰ عثمانی ج:۲ ص:۸۲، ۱۳۵

شرعاً زکوٰۃ ہوگی اور حرام آمدنی کا ڈھائی فیصد زکوٰۃ نہیں ہوگی؛ بلکہ وہ صدقہ سمجھا جائے گا، جو حرام آمدنی سے جان چھڑانے کی غرض سے کیا جاتا ہے، اصل شرعی حکم یہ ہے کہ سود لینا حرام ہے؛ لیکن اگر کوئی شخص سود وصول کرلے، تو وہ سارے کا سارا واجب التصدق ہے، اب اگر حکومت نے اس میں سے ڈھائی فیصد زکوٰۃ فنڈ میں دے دیا ہے (جبکہ زکوٰۃ فنڈ میں صدقات نافلہ اور عطیات بھی شامل ہیں) تو مالکان پر شرعاً واجب ہے کہ باقی ماندہ سود بھی صدقہ کردیں، نہ یہ کہ اس کی بناء پر اصل مال کی زکوٰۃ بھی ادا نہ کریں۔ مثال کے طور پر ایک شخص کے ایک ہزار روپے بینک میں جمع ہیں اور اس پر سو روپے سود کا اضافہ ہوگیا، تو حکومت کو پورے گیارہ سو روپے پر ڈھائی فیصد کے حساب سے ساڑھے ستائیس روپے وصول کرے گی، ان ساڑھے ستائیس روپیوں میں پچیس روپے تو اس شخص کے اصل ایک ہزار روپئے کی زکوٰۃ ہے اور ڈھائی روپے زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ سود کی رقم پوری کی پوری صدقہ ہونی چاہئے تھی، اس کا کچھ حصہ ہے اگر یہ بھی زکوٰۃ فنڈ میں چلی جائے، تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے؛ کیوں کہ اس کا مصرف بھی فقراء ہی ہیں۔ [1]

## (سیونگ اور ڈپازٹ سرٹیفکیٹ پر اصل رقم سے زائد ملنے والی رقم "سود" ہے)

**جواب:** سیونگ سرٹیفکیٹ پر جو رقم اصل رقم سے زائد "انٹرسٹ" کے نام سے دی جاتی ہے، وہ شرعاً سود ہے اور اس کو وصول کرکے بغیر نیت ثواب صدقہ کردیں۔ [2]

## ضرورت کی بناء پر بینک سے سودی قرض لینے کا حکم

**جواب:** بینک سے سودی قرض لینا جائز نہیں ہے، مزید تفصیل دوسرے باب میں دیکھی جاسکتی ہے۔

## مستحق ضرورت مند کے لئے سود کی رقم استعمال کرنا کیسا ہے؟

**جواب:** سود کی رقم کو اگر کوئی فقیر یا ضرورت مند اپنے استعمال میں لانا چاہے خواہ کھانے،

---

(۱) رد المحتار، ج۲، ص۲۹۰۔ فتاویٰ عثمانی ج۳، ص۱۸۰ (۲) [illegible] ج۱، ص۲۹۸

پینے میں ہو، یا کرائے دینے یا دیگر سخت ضرورت میں، تو ایسا کرنا اس کے لئے جائز ہے، تاہم اگر کوئی فقیر تقویٰ کے لحاظ سے اُس سے کھانے پینے میں استعمال کرنے سے پرہیز کرے، تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں۔ اور اس صورت میں عالم غیر عالم کوئی فرق نہیں ہے، ہاں اگر کسی عالم کے سود کی رقم لینے سے اندیشہ ہو کہ لوگوں کے دل سے سود کی حرمت کی سنگینی میں کمی آئے گی، تو ایسی صورت میں عالم کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ سود کی رقم معلوم ہونے کے بدنہ لے۔ (۱)

## (قرض پر منافع حاصل کرنے کی دو صورتوں کا حکم)

**جواب:** (۱) کسی شخص نے ایک آدمی **1500** روپے قرض مانگے، قرض دینے والے نے کہا کہ میں تمہیں قرض دیتا ہو؛ مگر اس شرط پر کہ تمہاری فلاں زمین، جو پانچ ایکڑ ہے اس کا نصف فَصَل جو تمہیں ملے وہ بھی مجھے دے دو، اور یہ **1500** روپے بھی واپس کر دیں یا روپئے مذکورہ اور پانچ ایکڑ۔ قرض مانگنے والے نے پہلے سے کسی دوسرے شخص کو بٹائی پر دے رکھا تھا اس کا نصف فَصَل مذکورہ خود اپنے پاس رکھا تھا، اس وقت قرض مانگنے والے نے قرض دینے والے کی شرط قبول کر لی، اور **1500** روپے لے لیا، تو اس طرح کا معاملہ بلاشبہ سود ہے۔ اور اس طرح کا معاملہ فریقین کے لئے حرام ہے۔

(۲) اور اگر پندرہ ایکڑ رقبہ اس شرط پر دیتا ہے کہ رقبہ پندرہ ایکڑ کے بدلہ دو ہزار روپے مجھے دیدے اور رقبہ کو کاشت کر لے، اس سے حاصل فَصَل جتنا بھی ہو نصف تیرا، نصف میرا، جب تک میں دو ہزار روپے واپس نہ دوں یہ رقبہ تم کاشت کرتے رہو، جب رقم ادا کر دوں گا رقبہ واپس لے لوں گا، اس طرح کا معاملہ بھی جائز نہیں ہے، کیوں کہ دو ہزار روپے جب واپس کرنے کی غرض سے لئے گئے، تو وہ شرعاً قرض ہوئے اور اس کے ساتھ زمین بٹائی پر لینے کی شرط لگانا "کُلّ قرضٍ جرّ

(۱) فتاویٰ عثمانی، ج ۳، ص ۲۴۲

منفعةً" میں داخل ہے۔ اور دوسری طرف اگر اس معاملے کی توجیہ یوں کی جائے کہ زمین بٹائی پر دینے کے لئے دو ہزار روپے قرض دینے کی شرط لگائی گئی ہے، تو بٹائی میں اس طرح کی شرط فاسد لگانا بھی جائز نہیں، لہٰذا یہ معاملہ شرعاً ناجائز ہے۔[1]

## (مسجد کا چندہ سودی اکاؤنٹ میں جمع کرا کر سود وصول کرنے کا حکم)

**جواب:** مسجد کی رقم سودی اکاؤنٹ میں نہ رکھیں، اگر رکھ دیا ہے تو سود کی رقم لے لیں اور اس کو غریبوں پر صدقہ کر دی جائے، مسجد پر خرچ نہ کی جائے۔

(کفایة المفتی ج ۷/ ص: ۴۷)

## ایل سی کھولتے وقت پوری رقم جمع نہ کرانے کی صورت میں دو خرابیوں کی وجہ سے معاملہ ناجائز ہے

**جواب:** اگر ایل سی **L/C** کھولتے وقت پوری رقم جمع نہ کرائی جائے، تو اس میں (۱) ایک خرابی تو یہ لازم آتی ہے کہ ان کے اخراجات آمدنی میں ایک قلیل عنصر سود کا شامل ہو جاتا ہے، مثال کے طور پر جس دن بینک (**Retire Documents**) کرنے کے لئے (**Advice**) دیتا ہے اس دن بھی کاغذات (**Retire**) کرنے پر ایک دن کا (**Interest**) ادا کرنا پڑتا ہے۔ (۲) دوسری خرابی یہ لازم آتی ہے کہ بینک کو گارنٹی کی فیس دینی پڑتی ہے، لہٰذا شرعی اعتبار سے دو طریقے ناجائز ہیں۔ اس کا جائز طریقہ یہ ہے کہ ایل سی کھولتے وقت پوری رقم جمع کرادی جائے، یا کسی ایسے بینک سے معاملہ کیا جائے جو اسلامی اصولوں کے مطابق کام کرتا ہو۔[2]

(۱) فی اعلاء السنن [illegible] (۲) اسلام اور جدید معیشت اور تجارت ص: ۱۱۹

## (بینک کا کسی کمپنی کو ڈالر کے ڈسکاؤنٹ پر ایل سی کھول کر بعد میں اداشدہ ڈالر کی قیمت سے زیادہ وصول کرنا)

**جواب:** اس کے جائز ہونے کی ایک صورت یہ ہے کہ خریدار کے ذمے آپ پر جو قیمت واجب ہوئی خریدار اس کا حوالہ بینک کو ڈالروں کی شکل میں دے، اور بینک اس حوالے کو قبول کرے، پھر اگر بینک آپ کو قانونی مجبوری کی وجہ سے ڈالر دینے کے بجائے ڈالر کی اس روز کی قیمت کے لحاظ روپیہ دے اور بعد میں اصل خریدار سے ڈالر وصول کرے یا ڈالر کی اس روز کی قیمت کی کوئی اور کرنسی وصول کرے تو جائز ہے؛ لیکن واضح رہے کہ حوالے کے معاملے میں ڈالر کی ادائیگی کا طے ہونا معاملے کی صحت کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ مزید یہ واضح رہے کہ جتنے ڈالر کا حوالہ کیا گیا ہے، بینک کو اتنے ہی ڈالر آپ کو دینے ضروری ہوں گے، ان میں کمی بیشی جائز نہیں ہوگی، لہٰذا بلوں کو ڈسکاؤنٹ کرنے کا جو طریقہ رائج ہے، وہ سود ہے۔ نیز آپ کو جو روپیہ ادا کیا جارہا ہے وہ ڈالر کے مارکیٹ ریٹ پر یا بینک ریٹ پر ہونا ضروری ہے۔ (لِقَوْلِه عَلَيْهِ السَّلَامَ" لَابَأْسَ أَنْ تَأْخُذَ هَا بِسَعْرِ يَوْمِهَا") (رواہ ابوداؤد) مارکیٹ اور بینک ریٹ سے اتنی کمی بیشی جس میں بینک اپنے سود کی مقدار پوری کرلے جائز نہیں۔ ہاں! ڈالر کی بازاری قیمت میں تین ماہ کے اندر جو فرق آئے گا وہ فرق بینک کا منافع ہوسکتا ہے۔ (۱)

## (ہاؤسنگ سوسائٹی سے مکان خریدنے کا حکم)

**جواب:** سود پر قرض لینا تو حرام ہے، البتہ جو سوسائٹی مکان فروخت کرتی ہیں اُس سے جس قیمت پر بھی معاملہ ہو جائے وہ کیا جاسکتا ہے، بالاقساط رقم ادا کرنے کی

---

(۱) البحوث فی قضایا فقہیہ معاصرہ ج۲ ص۹۸ ... ج۳ ص۱۳۶

صورت میں اگر وہ مکان کی قیمت نقد قیمت کے مقابلے میں بڑھا کر وصول کرے تو اس طرح خریدنے کی گنجائش ہے۔ (۱)

## (بینک کے انعامی بانڈز کا حکم)

**جواب:** بینک سے جو انعامی بانڈز کے نام سے جو رقم بطور انعام ملتی ہے وہ سود اور قمار پر مشتمل ہونے کی بناء پر ناجائز ہے اور اس کا وصول کرنا حرام ہے۔ اگر بانڈز خرید لیا ہو، تو صرف اپنی دی ہوئی اصل رقم وصول کر سکتے ہیں اس سے زائد نہیں۔ (۲)

## (جبری اور اختیاری پارویڈنٹ فنڈ پر اصل رقم پر زیادتی کا حکم)

**جواب:** پراویڈنٹ فنڈ پر جو زیادہ رقم محکمے کی طرف سے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں سے کاٹ کر سال میں دی جاتی ہے وہ شرعاً سود نہیں ہے، لہٰذا اس کا لینا اور استعمال میں لانا جائز ہے۔ جبری اور اختیاری فنڈ دونوں کا حکم یہی ہے۔ البتہ جو رقم اپنے اختیار سے کٹوائی گئی ہے اس پر ملنے والی زیادتی کو احتیاطاً صدقہ کر دیں تو بہتر ہے۔ (۲)

## (بینک یا ہاؤس بلڈنگ فائنانس کے ذریعے گھر خریدنے کا حکم)

**جواب:** جن مسلم ممالک میں ہاؤس بلڈنگ فائنانس کارپوریشن نے جو طریقہ کار پچھلے چند سالوں سے اختیار کیا ہوا ہے اس میں اگرچہ صراحتاً سود کا نام تو نہیں رہا؛ لیکن اب بھی اس کا طریقِ کار متعدد غیر شرعی اُمور پر مشتمل ہے؛ اس لئے مکان بنوانے کے لئے اس سے رقم کا مشورہ نہیں دیا جا سکتا؛ لیکن اگر کوئی شخص ایسا بے گھر ہو کہ اس سے معاملہ نہ کرے، تو اس سے سر چھپانے کی جگہ میسر نہ آئے، تو اس کے لئے گنجائش ہو سکتی ہے؛ لیکن جس شخص کے پاس رہنے کی جگہ (خواہ کرایہ کی ہو) یا اس سے لینے کی استطاعت ہو اس کے لئے اس طریقِ کار کے تحت رقم لینا درست نہیں۔ البتہ اس بات کی کوشش کی جائے کہ اس کا طریقِ کار درست ہو جائے۔ (۳)

---

[illegible]

## (بینک کے انٹرسٹ کو ٹیکس میں دینے کا حکم)

**جواب:** سرکاری بینک سے ملنے والے انٹرسٹ کو غیر واجبی ٹیکس میں دینا درست ہے یا پھر محتاج غرباء کو دیدے ثواب کی نیت نہ کرے۔ (۱)

## (غیر مسلم سے سود کا حکم)

**جواب:** غیر مسلم سے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کی تقدیر پر طرفین کے قول کی بناء پر سود لینا درست ہے، پھر اس کو اپنے کام میں لانا اور مالگزاری میں دینا بھی درست ہے۔ ''**لاربٰو بین مسلم وحربی ثُمّ لان ماله ثمة مباح**'' مگر امام ابو یوسفؒ کا قول احوط ہے کہ ان کے نزدیک سود کی بالکل اجازت نہیں۔ (۲)

## (مسلم فنڈ کی رقوم کو بینک یا ڈاکخانہ میں رکھنا)

**جواب:** امانت عام طور پر دو طرح کی رکھی جاتی ہے (۱) نوٹ کی شکل میں (۲) دوسری سونے، چاندی یا زیور کی شکل میں۔ دوسری قسم تو بعینہ محفوظ رکھا جاتا ہے، اس میں تصرف نہیں کیا جاتا ہے۔ پہلی قسم میں تصرف کیا جاسکتا ہے، مسلم فنڈ سے براہِ راست پوچھ لیا جائے کہ اس کا کونسا سرمایہ خزانہ کس بینک میں محفوظ رکھا جاتا ہے، یہ ظاہر بات ہے کہ امانت کو بعینہ محفوظ رکھنا ضروری ہے، اس میں تصرف جائز نہیں ہے، ہاں اگر اصل مالک اجازت دیدے، تو تصرف درست ہے، پھر یہ امانت نہیں رہے گی؛ بلکہ اس کو قرض کہا جائے گا۔ (۳)

## (سود سے بچنے کا حیلہ)

**سوال:** آج کل بینک لوگوں کو گاڑی وغیرہ خرید کر دیتا ہے، پھر بینک نے گاڑی کی جتنی قیمت کمپنی کو ادا کی ہوتی ہے اس رقم کو بینک گاہک سے مع سود قسط وار وصول کرتا ہے کیا اس سود سے بچنے کا کوئی حیلہ ہے؟

(۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible]

**جواب:** اس کی مختلف صورتیں ہیں اور سب کے احکام الگ الگ ہیں: (۱) اگر بینک کمپنی سے گاڑی خرید کر خود آگے بیچتا ہے تو قسط وار زیادہ رقم قیمت خرید سے موصول کر سکتا ہے اور اس طرح ثمن کی زیادتی ادھار کی وجہ سے ہوگی، جو شرعاً جائز ہے؛ کیوں کہ یہ ایک عام بیع ہے، اور عام بیع میں بائع کو مکمل اختیار ہے کہ وہ اپنی چیز جتنی قیمت پر چاہے فروخت کرے، لہٰذا اگر کوئی شخص اپنی چیز نقد آٹھ روپے میں اور ادھار دس روپے میں بیچے تو کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ عاقدین عقد کے وقت ہی بیع مؤجل ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں قطعی فیصلہ کر کے ایک ثمن پر متفق ہو جائیں۔ لہٰذا اگر بائع یہ کہے کہ میں نقد اتنے میں ادھار اتنے میں بیچتا ہوں اور اس کے بعد کسی ایک بھاؤ پر اتفاق کئے بغیر دونوں جدا ہو جائیں تو یہ بیع ناجائز ہے۔ لیکن اگر عاقدین مجلس عقد میں ہی کسی ایک شق اور کسی ایک ثمن پر اتفاق کر لیں تو یہ بیع جائز ہو جائے گی۔ اس پر ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء اور محدثین کا اتفاق ہے۔

**لما قال العلامة المرغينا ني رحمه الله: ألا يدى أنه يزاد فى الثمن لأجل الآجل.** (الهداية ج ۳/ ص: ۷۴)

**وقد خسر بعض اهل العلم، قالوا بيعتين في بيعة ان يقول ابيعك هذ الثوب بنقد بعشرة، وبنسيئة بعشرين ، ولا يفارقه أحدالبيعين فان فارقه على احد هما فلابأس ان كانت العقدة علىٰ احدمنهما.**

(ترمذی ، کتاب البیوع) فقهی مقالات ج/ ۱ / ص: ۸۳)

(۲) اگر بینک گاڑی گاہک کو وکیل بن کر مؤکل کو (گاہک) خرید شدہ قیمت سے زیادہ پر دیتا ہے، تو یہ ناجائز ہے؛ کیوں کہ وکیل اپنے مؤکل کی شرائط کے مطابق چلے گا۔

**لما قال العلامة الكاساني: انا قال له اشترلی جارية بالف درهم فاشترى جارية باكثر من الالف تلزم الوكيل دون المؤكل، لانه خالف امر المؤكل فيصير مشتريالنفسه.**

(بدائع الصنائع ج ٦/ ص: ٢٩ )وفتاویٰ حقانیه ج/٦ ص: ١٩٦ .

(۳) بینک نے گاہک کی طرف سے کمپنی کو ایک لاکھ روپے دے دیئے مثال کے طور پر اور گاہک سے ڈیڑھ لاکھ وصول کرنا چاہتا ہے، گاڑی گاہک نے کمپنی سے خرید لیا، لیکن اب بینک کی رقم اس کے ذمہ قرض ہے اور بینک زیادہ وصول کرنا چاہتا ہے، تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ بینک اپنے ایک لاکھ کے عوض گاہک سے زمین وغیرہ خرید کر اپنے قبضہ میں لے لے، پھر اس زمین کو گاہک کے ہاتھ ڈیڑھ لاکھ میں فروخت کر دے اور قسط وار ڈیڑھ لاکھ وصول کرتا رہے۔

**قال العلامة ابن نجيم: رجل له على اخر عشر دراهم فاراد ان يؤجلها الى السنة ويأخذ منه ثلاثة عشر فالحيلة ان يشترى منه بتلك العشرة متاعاً ويقبض المتاع منه وقيمة المتاع عشر ثم يبيع المتاع منه بثلاثة عشر الىٰ سنة . البحر الرائق ج ٦ ص: ١٢٦ .وهكذا قال العلامة طاهر بن الرشيد البخارى: فى خلاصة الفتاوىٰ ج٢/ ص: ١٠٢ .**

## (بینک ڈرافٹ کی شرعی حیثیت)

**سوال:** آج کل لوگ بینک کے ذریعے ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف ڈرافٹ کی شکل میں بھیجتے ہیں، جس پر بینک والے بھیجی جانے والی رقم سے کچھ زیادہ وصول کرتے ہیں کیا یہ سود ہے یا نہیں؟

**جواب:** بینک کے ذریعے ڈرافٹ کی شکل رقم ارسال کرنا بینک کو قرض دینا ہے، اعانت نہیں ؛ کیوں کہ رقم بدلتی بھی ہے اور ضائع ہونے کی صورت میں بینک ذمہ دار بھی ہوتا ہے، اسی لیے زیادتی کی شرط سود ہے؛ البتہ اس میں یہ تاویل کرنی ناممکن ہے کہ زیادتی رقم کو کتابت اور فارم وغیرہ کی فیس قرار دیا جائے، اس طرح سفتجہ کی شکل بن جائے گی، جس کو فقہاء کرام نے مکروہ کہا ہے ابتلائے عام کی وجہ سے اس

میں جواز کی گنجائش نکل سکتی ہے، کیوں کہ پوری دنیا میں یہ طریقہ رائج ہے۔
حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے ''امداد الفتاویٰ'' میں ''منی آرڈر'' کے بارے میں یہی تحقیق کی ہے فرماتے ہیں: ''منی آرڈر مرکب ہے دو معاملوں سے، ایک قرض جو اصل رقم سے متعلق ہے دوسرا اجارہ جو فارم کے لکھنے اور روانہ کرنے پر بنام فیس کے دی جاتی ہے اور دونوں معاملے جائز ہیں، پس دونوں کا مجموعہ بھی جائز ہے اور چوں کہ اس میں ابتلائے عام ہے؛ اس لیے یہ تاویل کر کے جواز کا فتویٰ مناسب ہے''۔ (امدادالفتاویٰ ج ۳ر ص: ۱۴۶ کتاب الربا) اور اس حکم میں آر ٹی جی ایس (**RTGS**) اور این ایف ٹی (**NFT**) بھی داخل ہیں۔

## (پی ایل ایس (P.L.S) غیر سودی اکاؤنٹ کھلوانا کیسا ہے؟)

**جواب:** بینکوں کے تمام معاملات سود سے منسلک ہیں۔ حکومت نے سود سے بچنے کیلئے نفع نقصان کے نام سے یہ شاخ کھولی ہے؛ لیکن اس کا صحیح اسلامی اصولوں کے مطابق ہونا مشکوک ہے، اگر چہ حکومت اور بینکوں کی انتظامیہ کا دعویٰ یہ ہے کہ اس میں سودی عنصر نہیں ہے؛ لیکن اس کے باوجود کوشش یہ ہونی چاہئے کہ (پی ایل ایس) میں بھی اکاؤنٹ نہ کھولا جائے احتیاط اسی میں ہے، اس لیے کہ سود بہت بڑا گناہ ہے۔ شبہ سود اس میں ترک ہی بہتر ہے۔ لما اخرجه الامام ابو داؤدؒ: ''لما لعن رسو ل اللّٰه احل الربوا ومؤكله وكاتبه وشاهديه وقال وهو سواء''.

(سنن ابی داؤد ج / ۲ ص: ۴۷۳. فتاویٰ حقانیه ج۶/ ص: ۲۰۸.۹

## (مروجہ کرنسی نوٹوں کے تبادلہ میں کمی وزیادتی کا حکم)

**جواب:** آج کل دنیا میں رائج الوقت کرنسی نوٹوں کی حیثیت ثمنِ عرفی کی ہے؛ جن کو ہم فلوس نافقہ کہہ سکتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک فلوس نافقہ کا باہمی تبادلہ کمی بیشی کے ساتھ جائز ہے؛ اس لئے ان کے ہاں ایک ہی ملک کی

کرنسی کا تبادلہ باہمی کمی بیشی کے ساتھ جائز ہے۔لیکن امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہیں، اس لیے کہ آج کل پوری دنیا میں کاغذی کرنسی کا رواج ہے،سونا چاندی بالکل مبیعہ ہوکر رہ گئی ہے اگراس کے تبادلہ میں تفاضل کی اجازت دے دی گئی تو سود کا دروازہ کھل جائے گا لہٰذا امام محمدؒ کے قول کے مطابق کرنسی نوٹوں کے تبادلہ میں تفاضل کوناجائزقرار دینا چاہئے۔

**قال العلامة ابن عابدینؒ: قوله "فلس بفلسین هذا عندهما وقال محمدؒ: لایجوز" .**

(ردالمحتار ج ۴/ ص:۱۱۸). البحر الرائق ج۶/ ص: ۱۳۱)

## (پراویڈنٹ فنڈ اورسود کا مسئلہ)

**جواب:** حکومت کی طرف سے سرکاری ملازم کو جورقم اختتام ملازمت کے وقت ملتی ہے، وہ شرعاً سود نہیں ،کیوں کہ دوآدمیوں کے مابین عقد ہوتا ہے؛ جبکہ دونوں طرف سے مال ہواور مال ان کامملوک ہو،مسئلہ مذکورہ میں ملازم کی تنخواہ سے جورقم ملتی ہے وہ ملازم کی ملک نہیں ہوتی۔علامہ ابن نجیمؒ فرماتے ہیں: قولہ:"**بل بالتعجیل او بشرطیه او بالاستفهاء او بالتمکن ای لایملک الاجدة الابواحد من هذه الخ**". (البحر الرائق ج ۷/ص:۳۰۰)اس رقم پرابھی مالک کاقبضہ ہوااورنہ ہی اسکے وکیل نے قبضہ کیا ہے،اس تصرفات میں نافذنہیں ایسی رقم کے ساتھ حکومت کا معاملہ یک طرفہ ہےاس جمع شدہ رقم کواگر حکومت سود پردے یا کوئی اورمعاملہ کرے یا اس پرخود سود لگائے یہ سب یک طرفہ کارروائی ہے ، اختتامِ ملازمت پرجب حکومت یہ رقم ملازم کو دے ،تو حکومت کی طرف سے اجرت ہی کہلائے گی اس طرح یہ رقم اُجرت کا جزمؤجل ہوگی نہ کہ سود۔

## (ملازم کی اجازت سے اس کی تنخواہ سے پراویڈنٹ فنڈ کی کٹوتی کا حکم)

**جواب:** اور اگر ملازم اپنی مرضی سے رقم کٹوائی ہے، تو حکومت کی طرف سے پراویڈنٹ کے نام سے اضافی رقم تشبہ بالربوا ہے، اگرچہ ملازم اپنی اجرت وصول کرنے سے قبل یہ رقم کٹواتا ہے؛ لیکن پھر بھی اپنی اجرت میں تصرف ہے اور سود خوری کا ذریعہ بننے کا قوی احتمال ہے، لہٰذا ایسی رقم سے اجتناب ہی کیا جائے خواہ محکمہ سے وصول کرے یا نہ کرے۔ (ردالمختار ج۵رص:۱۶۶)

## (گاڑی دلوانے کے عوض اصل رقم سے زائد کا مطالبہ کرنا سود ہے)

**سوال:** آج کل ٹرانسپورٹ کے کاروبار میں یہ رواج ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو اپنے پیسوں سے گاڑی خریدتا ہے اور اس سے یہ اقرار نامہ تحریر کراتا ہے کہ سال یا دوسال کے بعد دولاکھ کی جگہ تین لاکھ دے گا، کیا یہ شرعاً درست ہے؟

**جواب:** کاروبار کی مذکورہ صورت سودی ہے، اس لئے کہ گاڑی خریدنے والا مشتری کا وکیل ہے اور گاڑی کی رقم مشتری کے ذمہ قرض ہے؛ جبکہ قرض پر منافع لینا شرعاً ربو (سود) ہے البتہ اس کی جائز صورت یہ ہے کہ پہلے گاڑی اپنے لیے خریدے اور پھر تین لاکھ روپئے میں مشتری کو فروخت کردے۔

**قال العلامة الحمكفيؒ: كل قرضٍ جرّ نفعاً حرامٌ(الد رالمختار علىٰ ردّ المختار ج ۵/ ص: ۱۶۶)**

سوال: میں بینک سے قسط پر گاڑی لینا چاہتا ہوں۔ کیا شریعت میں جائز ہے؟ اگر نہیں تو جائز صورت تحریر فرمائیں؟

جواب: بینک خود گاڑی خرید کر اپنا منافع شامل کر کے مجموعی رقم پر آپ کے بدست گاڑی فروخت کرے اور ادائیگی قسطوں میں دینا طے ہو تو یہ صورت جائز ہے۔ اور اگر بینک آپ کو نقد رقم یا چیک دے جس سے آپ گاڑی خریدیں پھر بینک اپنی دی ہوئی

رقم پر سود ملا کر مجموعی رقم آپ سے قسطوں میں وصول کرے تو یہ صورت ناجائز ہے۔

سوال: ایک گاری اگر پچاس ہزار کی ہے اور قسطوں پر اسکی قیمت ساٹھ ہزار ہوتی ہے تو ایسی صورت میں کیا گاڑی لینا جائز ہے یا نہیں؟ مگر ہمیں پتہ ہے کہ ان قسطوں میں کچھ حصہ سود کا بھی شامل ہے (آپ کے مسائل اور ان کا حل) کتاب میں اس مسئلہ کو درست بتایا ہے کہ قسطوں کی رقم ایک بار مقرر کردے تو یہ سود کے حکم میں شامل نہیں ہوگا؟ اس مسئلہ کا حل بتادیں؟

جواب: ادھار کی وجہ سے مبیع کی قیمت میں اضافہ کرنا مطلقاً سود نہیں ہوتا، صورت مسئولہ میں اگر گاڑی کی اصل قیمت پچاس ہزار ہے لیکن قسطوں پر لینے کی صورت میں اس کی قیمت ساٹھ ہزار ہوتی ہے، تو قسطوں پر ساٹھ ہزار میں گاڑی خریدنا جائز ہے، بشرطیکہ عقد کے وقت ہی گاڑی کی ایک قیمت متعین ہوجائے اور قسطوں کی ادائیگی کی مدت بھی طے کرلی جائے، نیز وقت مقررہ پر کسی قسط کی عدم ادائیگی کی صورت میں قیمت بڑھانے کی شرط نہ ہو یا اگر شرط ہو تو مشتری کو متعینہ مدت میں قیدت ادا کرنے کا اطمینان ہو۔

واضح رہے کہ عموماً بینکوں سے قسطوں پر گاڑی خریدنے میں سود کی شکل پائی جاتی ہے، بینک گاڑی کا مالک نہیں ہوتا، وہ گاڑی کی مالک کمپنی کو نقد رقم ادا کردیتا ہے اور خریدار کے نام لون جاری کرکے قسط وار وصول کرتا ہے، لہٰذا بینک کے ذریعے مذکورہ تفصیل کے مطابق قسطوں پر گاڑی خریدنا اُسی وقت جائز ہوگا جب کہ بینک گاڑی کا مالک ہوجائے۔[1]

## (بینک کی تعمیر کیلئے زمین دینے کا حکم)

جواب: بینک بنانے کے لیے زمین کسی کو بھی دینے سے اجتناب کرنا چاہئے؛ کیوں کہ زمین دینے والے کو زمین کے عوض سود سے حاصل شدہ رقم ملے گی۔ اور دوسرا یہ کہ بینک کا موجودہ نظام اندرونِ ملک و بیرونِ ملک بڑے بڑے سودی کاروباروں

(۱) فتاویٰ دارالعلوم جحریہ بیمہ نادمہ

میں پھنسا ہوا ہے؛ جبکہ زمین دینے کی صورت میں اعانت علی المعصیت لازم ہے، لہٰذا جس طرح سود سے اجتناب ضروری ہے اسی طرح سودی نظام کو سہارہ دینا بھی مناسب نہیں۔ لما قال اللہ تعالیٰ: وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۔ (۱) (سورۃ المائدہ آیت ۲)

## (پرانی کرنسی نوٹ نئے نوٹوں کے ساتھ کم قیمت پر تبدیل کرنے کا حکم)

**جواب:** مروجہ کرنسی کی حیثیت فلوس نافقہ کی ہے اس میں صفت ثمنیت عرف کی وجہ سے آئی ہے، فلوس نافقہ کی باہمی تفاضل کے ساتھ بیچنے میں احناف کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے یہاں ان کا باہمی بیع تفاضل کے ساتھ جائز ہے، جبکہ امام محمدؒ کے ہاں جائز نہیں۔ اگر چہ عمومی طور پر ربا سے بچنے کیلئے اس زمانہ میں امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ دیا جائے گا؛ مگر پھٹے پرانے نوٹوں کا بینک کے ساتھ تبادلے میں پیچیدگیاں ہیں، لہٰذا ان پیچیدگیوں کی وجہ سے شیخین کے فتویٰ کی بناء پر پھٹے پرانے نوٹوں کو نئے نوٹوں کے ساتھ کمی بیشی پر تبدیل کرنا جائز ہے۔

(الھدایۃ علی صور البنایۃ ج ۱۰ ص: ۴۱۷)

## (چیک سے سونا چاندی خریدنے کا حکم)

**جواب:** چیک نوٹ ہی کے جاری ہوتے ہیں اور اس نوٹ ہی کی نمائندگی کرتے ہیں اور سونے چاندی کی خرید وفروخت نوٹوں سے ہوتی ہے، لہٰذا چیک سے سونا چاندی خریدنا جائز ہے کیوں کہ وہ بیع صرف نہیں ہے اور تقابض شرط نہیں۔

(احکام اوراق نقدیہ) (وجدید معاملات کے شرعی احکام ج ۱ ص: ۱۲۸)

## (ایک خاص قسم کے بینک کے ملازمت کا شرعی حکم)

**سوال:** ایک سوسائٹی حکومت کے زیر انتظام ہے اور اس کو چلانے والے یا ذمہ دار آٹھ

(۱) فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۲۵۵

افراد ہیں، ان ذمہ دار افراد کا کام بینک سے منافع پر روپے ایڈوانس کے طور پر دینا اور وصول کر کے فروخت کرنے کے بعد روپے مع منافع بینک میں داخل کرنا ہے، اس درمیانہ داری پر بینک سوسائٹی کو ۲ فیصد دیتا ہے، جو اس کے دفتری اخراجات ہوتے ہیں، دیگر سوسائٹی کے طور پر آڑت کی طرح کمیشن حاصل کرتی ہے، جو اس کا کاروباری ہوتا ہے، اب اس تمام کاروبار کو چلانے کے لئے سوسائٹی نے بعوض تنخواہ چار ملازم رکھے ہیں، تو کیا اس طرح کے بینک میں نوکری درست ہے؟

**جواب:** ذمہ دار جو بینک میں سودی قرض لینے اور دینے کا کام کرتے ہیں، ان کا تو یہ کام ناجائز ہی ہوگا باقی چوں کہ سود کا پیسہ اپنے پاس آتا نہیں؛ بلکہ سود کا پیسہ دینا پڑتا ہے اس لیے اس طرح قرض لینے میں جو پیسہ آئے گا وہ خود خراب نہ ہوگا؛ البتہ خراب طریقے سے آنے کی وجہ سے اس قرض لینے میں قدرے خباثت آئے گی، باقی وہ لیا ہوا روپیہ اور اس سے کمائی ہوئی آمدنی حرام نہ ہوگی، سب جائز و حلال رہے گی۔ اور جو لوگ اس ذمہ داری کے علاوہ ہیں اور بینک سے سودی قرض نہیں لیتے ان کی آمدنی حلال رہے گی۔ (۱)

## (غیر سودی بینک کی ملازمت کا حکم)

**جواب:** جب بینک میں سودی کاروبار نہیں ہوگا، تو اس کی ملازمت بلا شک وشبہ جائز ہوگی۔ (۲)

## (زرعی ترقیاتی بینک میں نوکری کرنے کا حکم)

**جواب:** زرعی ترقیاتی بینک اور دوسرے بینک کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ (۳)

## (بینک میں ملازمت کرنا اور خود سودی رقم نہ لینا)

**جواب:** بینک کا نظام جب تک سود پر چلتا ہے، اس کی نوکری حرام ہے، صرف ملازمت کرنا اور سود نہ لینا یہ جواز کی دلیل نہیں بن سکتی؛ کیوں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: سود کھانے والے، کھلانے والے، لکھنے والے اور اس کی گواہی دینے والے سب پر لعنت ہے۔ (۴)

(۱) نظام الفتاویٰ، ج۶، ص۱۴۲ (۲) جامع الفتاویٰ، ج۶، ص۱۵۵ (۳) آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج۷، ص۳۸۰ (۴) [illegible]

## (بینک کی ملازمت کرنے والا گناہ کی شدت کو کم کرنے کے لئے کیا کرے؟)

**جواب:** تین باتوں کا التزام کریں: (۱) اپنے آپ کو گنہگار سمجھتے ہوئے، استغفار کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں کہ کوئی حلال ذریعہ معاش عطا فرمائیں (۲) حلال ذریعہ معاش کی تلاش اور کوشش پوری طرح جاری رکھیں، جس طرح ایک بے روزگار اور ضرورت مند انسان تلاش میں رہتا ہے، خواہ اس میں آمدنی کچھ کم ہو، مگر ضرورت گزارنے کے مطابق ہو۔ (۳) آپ بینک کی تنخواہ گھر میں استعمال نہ کریں؛ بلکہ ہر مہینے غیر مسلم سے قرض لیکر گھر کا خرچ چلایا کریں اور بینک کی تنخواہ قرض میں دے دیا کریں۔ بشرطیکہ ایسا کرنا ممکن ہو۔ (۱)

## (بینک میں ملازم رشتہ داروں کے گھر کھانا اور تحفہ لینا)

**جواب:** بینک کی تنخواہ حلال نہیں ان کے گھر کھانے سے پرہیز کیا جائے اور جو کھالیا ہو اس پر استغفار کیا جائے وہ کوئی تحفہ وغیرہ دیں تو کسی محتاج کو دے دیا جائے۔ (۲)

## (کیا سودی رقم دینی تعلیم، رفاہ عام اور مسلمان فقراء پر خرچ کی جاسکتی ہے؟)

**جواب:** ڈاکخانہ کے سیونگ بینک اور کیش سٹیفکیٹ پر جو رقم اصل رقم سے زیادہ ملتی ہے، وہ سود کی ہے۔ خواہ اس کا نام سود رکھا گیا ہو یا نہیں۔ مگر ڈاکخانہ سے اور حکومت کے کیش سٹیفکیٹ سے سود کی رقم وصول کر کے مساکین وغیرہ پر قرضدار مسلمانوں کے قرضہ کی ادائیگی پر تعلیم (پرائمری یا دینیات) پر اور ہر رفاہ عام کے کام پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔ (۳)

## (سودی کاروبار والے بینکوں سے تجارت کرنا)

**جواب:** غیر ملکی بینکوں سے کاروبار کرنا اس بنا پر جائز ہوسکتا ہے کہ وہ اہل حرب کے بینک

(۱) آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۶، ص ۲۷۰ (۲) حوالہ سابق (۳) ... الفتاویٰ، ج ۶، ص ۲۷۹

اور دار الحرب میں قائم ہیں۔ شریعت نے تجارتی اور غیر تجارتی سود کا کوئی فرق نہیں کیا ہے؛ لیکن دار الاسلام اور دار الحرب کا فرق کیا گیا ہے۔ لہٰذا مسلمان مجبوری کی حالت میں ان بینکوں سے کاروبار کریں جن میں سود لینا یا دینا پڑے، تو یہ وجہ عذر ہو سکتا ہے۔ (۱)

## (سود کی رقم سود کی شکل میں واپس کرنا)

**جواب:** سود کی رقم جو بینک سے حاصل کی ہے اس رقم میں دے سکتا ہے، جو بینک کو دینی پڑے۔ اسی طرح سود کی رقم کو محتاجوں، بیواؤں، طالب علموں پر خرچ کر دینا جائز ہے۔ (۲)

## (سود کی رقم سے مدرسین کو تنخواہ دینا)

**جواب:** ڈاکخانہ سے جمع شدہ رقم کا سود لینا جائز ہے اور اس کو مدرسہ کی ضروریات میں خرچ کیا جا سکتا ہے، تنخواہ میں دینا بھی جائز ہے۔ (۳)

## (بینک میں موجود رقم پر زکوٰۃ کا حکم)

**جواب:** بینک میں جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی؛ جب کہ اس پر ایک مکمل سال گزر جائے خواہ رقم کی واپسی سے پہلے ہر سال دیتے رہیں یا رقم وصول ہونے کے بعد گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ یکمشت ادا کریں۔ (۴)

## (سود کی رقم سے رشوت دینا)

**جواب:** اگر مجبوری کی وجہ سے سود کا روپیہ لگانا ضروری ہو اور لگا کر نالش کی جائے، پھر وصولی کے بعد وہ روپیہ اس کو اپنے طور پر واپس کر دیا جائے، اس کو خرچہ میں شامل کرنا درست نہیں: تاکہ جس محل سے حرام آمدنی حاصل ہوئی ہے، اسی پر دوبارہ خرچ ہو جائے۔ (۵)

[illegible]

## (سودی رقم کو مصیبت زدہ مسلمانوں کے مقدمات پر خرچ کرنے کا حکم)

**جـــواب**: مصیبت زدہ شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ بینک سے سود کی رقم وصول کر کے اپنے استعمال میں لائے اور مقدمات کی پیروی میں بھی اور مظلوم پسماندگان کی امداد میں بھی خرچ کر سکتا ہے۔ (۱)

## (سود کی رقم کن کن ٹیکسوں میں دیا جاسکتا ہے؟)

**جواب**: سود کی رقم ہاؤس ٹیکس اور زمینی ٹیکس میں اور غیر قانونی ٹیکسوں میں دیا جا سکتا ہے۔ نیز دفع ظلم کے لیے بھی سود کی رقم دے سکتا ہے۔ (۲)

## (نوکری کے لئے رشوت دینے اور لینے والے کا شرعی حکم)

**جواب**: رشوت لینے والا تو ہر حال میں ”فی النار“ کا مقصداق ”الراشی والمرتشی فی النار“ (کنز العمال ج/۶/ ص:۱۱۳) اگر یہ شخص اس ملازمت کا اہل ہے اور جو کام اس کے سپرد کیا گیا ہے، اس سے ٹھیک ٹھیک انجام دیتا ہے، تو اس کی تنخواہ حلال ہے اور اگر وہ اس کا اہل ہی نہیں، تو تنخواہ بھی حلال نہیں۔ اور رشوت دینے کی دو صورتیں ہیں: (۱) جلب منفعت کے لئے رشوت دے یہ حرام ہے اور یہی مصداق ہے، ان احادیث کا جن میں رشوت دینے پر وعید آئی ہے۔ (۲) دفع ظلم کے لیے رشوت دینے پر مجبور ہو، اس کے بارے میں فقہاء فرماتے ہیں کہ: ”امید ہے کہ مؤاخذہ نہ ہوگا“۔ (۳)

## (بینک کے ملازمین کا بینک کی چیزوں کے استعمال کا حکم)

**ســوال**: اگر کوئی شخص جس بینک میں یا کمپنی میں کام کرتا ہو وہاں سے کاغذ، پنسل، رجسٹر یا

(۱) رد المحتار، ج۷، ص:۸۶ (۲) آپ کے مسائل اور ان کا حل ... (۳) آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج۷، ص:۲۱۵

کوئی ایسی چیز جو آفس میں اس کے استعمال کی ہو، گھر لے جائے اور ذاتی استعمال میں لے آئے کیا یہ جائز ہے؟ یا آفس میں ہی اس سے ذاتی استعمال میں لائے یا گھر میں بچوں کے استعمال میں لائے یا آفس کے فون کو ذاتی کاروبار یا نجی گفتگو میں استعمال کرے۔ یا آفس کے اخبار کو گھر لے جانا وغیرہ۔ یا بینک یا کمپنی کی خرید و فروخت کی چیزوں میں کمیشن وصول کرنا۔

**جواب:** اگر کمپنی کی طرف سے اس کی اجازت ہے تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں؛ بلکہ چوری اور خیانت ہے۔ اور بینک یا کمپنی کی چیزوں میں کمیشن وصول کرنا رشوت ہے، جس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ (۱)

## (بینک کے سود سے انکم ٹیکس ادا کرنے کا حکم)

**جواب:** بینک سے جو سود ملتا ہے وہ حکومت کے خزانے سے نہیں ہوتا، لہٰذا اس سے انکم ٹیکس ادا کرنا صحیح نہیں؛ بلکہ مالک معلوم نہ ہونے کی وجہ سے مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ البتہ دوسرے سرکاری محکموں سے جیسے بھی ممکن ہوا ادا کردہ ٹیکس کی مقدار اس کے لئے حلال ہے۔ اس لئے کہ انکم ٹیکس کا موجودہ نظام ظلم پر مبنی ہے اور مظلوم اپنا حق بذریعہ چوری اور غصب بھی لے سکتا ہے۔ نیز سیل ٹیکس، کسٹم ٹیکس وغیرہ میں بھی دینا جائز ہے۔

**قال ابن عابدینؒ: فاذا ظفر بمال مدیونه له الأخذ دیانة بل له الاخذ من خلاف الجنس علی ماذکرنا قریبا.**

(ردالمحتار ج /۳/ص: ۲۰۶) (واحسن الفتاویٰ ج /۷/ ص: ۲۱)

## (بینک کے چوکیدار کی تنخواہ کا حکم)

**جواب:** بینک کی رقموں کی دو قسمیں ہیں (۱) اصل سرمایہ (۲) منافع یا آمدن۔ اصل سرمایہ میں حلال غالب ہے؛ اسی لیے بینک میں اپنی جمع کردہ رقم واپس لینا جائز ہے

(۱) آپ کے مسائل اور ان کا حل ج: ۸/ص: ۲۲۲

اور یہ رقم حلال ہے۔ دوسری قسم یعنی بینک کی آمد میں سود اور دوسرے فاسد منافع کا غلبہ ہے۔ اور عقل وعرف کا قاعدہ یہ ہے کہ ہر قسم کے کاروبار میں ملازمین کی تنخواہوں اور دوسرے مصارف کو آمد سے متعلق قرار دیا جاتا ہے۔ مصارف اصل سرمایہ کی بجائے آمد سے کاٹے جاتے ہیں؛ اس لئے بینک کے ہر قسم تنخواہ حرام ہے، خواہ سودی کاروبار سے اس کا تعلق نہ بھی ہو۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷/ص: ۲۲)

## (ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ پر جو منافع ملتا ہے وہ کیا سود ہے؟)

**سوال:** ایک شخص کے اوپر ایک سال میں پانچ ہزار روپے انکم ٹیکس آتا ہے، اگر وہ ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ خرید لیتا ہے، تو اس پر پانچ ہزار کے بجائے صرف تین ہزار روپے انکم ٹیکس آئے گا، اسی طرح جتنا بھی انکم ٹیکس آئے گا یہ ڈیفنس اس کو کم کردیتا ہے، اس کا نفع کرادیتا ہے، تو کیا ڈیفنس سیونگ سٹفکیٹ خریدنا جائز ہے؟

**جواب:** ڈیفنس سیونگ سٹفکیٹ کی صورت میں جو منافع ملتے ہیں وہ شرعاً سود ہے اور اس کا خریدنا اور منافع لینا درست نہیں۔ (۱)

## (ہندوؤں کے ظلم سے بچنے کے لئے اسلامی بینک قائم کر کے بہت کم سود پر قرض دینا)

**جواب:** سود کا معاملہ تو شریعت میں کسی کسی حال میں جائز نہیں ہے اور قلیل وکثیر سود حرمت میں برابر ہے۔ اس لئے ایسی صورت اختیار کی جائے کہ سود نہ لیا جائے، بلکہ مسلمان ہمت کر کے چندہ سے روپیہ جمع کریں اور بلا سود قرض دیں۔ (۲)

## (جب سود لینا حرام ہے تو سودی رقم لے کر غرباء کو دینا کیوں کر جائز ہے؟)

**جواب:** سود کے عدم جواز کے باوجود جو یہ فتویٰ دیا جاتا ہے کہ بینک وغیرہ میں وہ رقم نہ چھوڑے؛ بلکہ وہاں سے لیکر غرباء وفقرائے مسلمین کو دے دی جائے، اس کی ایک

(۱) فتاویٰ مفتی محمود ج ۸/ص: ۳۳۳ (۲) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱۴/ص ۴۶۳

خاص وجہ ہے، وہ یہ کہ اگر یہاں رقم چھوڑ دی جائے، تو وہ رقم پادریوں کو دی جاتی ہے، جس سے وہ اپنے مذہب کی اشاعت کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مرتد بنانے میں وہ روپے خرچ کرتے ہیں اور حکم شریعت کا یہ ہے: ''من ابتلیٰ بلیتین، فلیختر اھونہما''۔ یعنی جو شخص دو مصیبتوں میں مبتلا ہو وہ اہون اور کمتر کو اختیار کرے، پس سود کا لینا بھی اگر چہ گناہ ہے؛ مگر نہ ایسا جیسا کہ مسلمانوں کو مرتد بنانے اور بے دین کرنے میں امداد دینا، اس لیے اس میں اس اہون طریق کو اختیار کیا گیا۔ (۱)

## (ہندوستان دارالحرب ہے یا نہیں؟ اور غیر مسلم سے سود لینے کا حکم)

**جـــواب:** ہندوستان کا دارالحرب ہونا مختلف فیہ ہے۔ پھر دارالحرب میں سود کے جواز اور عدم جواز میں اختلاف ہے۔ امام ابو یوسفؒ وائمہ ثلاثہ حرمت کے قائل ہیں؛ اس لئے حلت ربا کا فتویٰ ہندوستان میں نہیں دیا جاسکتا۔ اور حضرت شیخ الہندؒ اور ان کے استاذ بقیۃ السلف الصالحین حضرت مولانا محمد قاسم نانویؒ کا یہی مسلک ہے؛ لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ اس سے احتراز کیا جائے۔ (۲)

## (لاچار مدیون (مقروض) کو بینک سے سودی قرض دلانا)

**جـواب:** مدیون مفلس کو مہلت دلانا درحقیقت ایک امر واجب میں اعانت کرنا ہے؛ لیکن بینک سے سودی قرض دلانا کسی بھی حال میں جائز نہیں اس لیے کہ اس میں سودی معاملہ میں داخل ہونا پڑتا ہے اور سودی معاملہ میں کسی طریق سے بھی شامل ہونا اور واسطہ بننا جائز نہیں۔ (۳)

## (سودی رقم سے اپنے حقیقی بھائی، بہن کی امداد کرنا)

**ســـوال:** ڈاک خانہ کا سود حقیقی بھائی بہن کو بطور امداد غربت کی حالت میں سود کی رقم دینا جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱۴ ص [illegible] (۲) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱۴ ص [illegible] (۳) مشکوٰۃ المصابیح [illegible] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند [illegible] ۲۸۱

**جواب:** دیا جاسکتا ہے۔ (۱)

## (غیر مسلم کی سودی رقم سے مسجد وعیدگاہ بنانا)

**جواب:** کفار کے حق میں سود حرام نہیں ہے؛ کیوں کہ وہ مکلّف فروعات کے نہیں ہیں، لہٰذا ان سے چندہ لے کر مسجد وعیدگاہ بنوانا درست ہے اور نماز اس میں درست ہے اور "**انما یعمر مسجد اللہ**" (سورہ توبہ آیت ۱۸) کے منافی نہیں ہے کیوں کہ تعمیر اکرانے والے مسلمان ہی سمجھے جائیں گے، کفار سے چندہ لے کر مسلمان تعمیرات کراتے ہیں۔ (۲)

## (سود دینے والوں کی رضامندی سے سودی رقم مسجد میں لگانا)

**سوال:** مسلمان بینک سے روپیہ لیتے ہیں اور سال میں پندرہ روپیہ سیکڑہ سود دیا کرتے ہیں، بینک بارہ روپے خود رکھتی ہے اور باقی تین روپے محلے والوں کے چند اشخاص کے نام سے جمع کر دیتی ہے، پھر جب بینک سے معاہدہ ختم ہو جاتا ہے، تو جتنی رقم محلے والوں کے پاس جمع ہے، وہ روپے مسجد میں خرچ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

**جواب:** یہ معاملہ سود پر روپے لینے کا شرعاً ناجائز ہے؛ کیوں کہ حدیث شریف میں سود کے لینے والے اور دینے والے پر لعنت وارد ہوئی ہے؛ لیکن سود ہندوؤں کی رضامندی سے وہ روپے محلے کے اشخاص کے نام سے جمع ہے مسجد میں خرچ کرنا درست ہے۔ (۳)

## (سودی قرض لے کر تجارت کرنے سے جو نفع حاصل ہو اس کا حکم)

**جواب:** سودی قرض لے کر تجارت کی ہے، تو اس کا نفع حلال ہے۔ (۴)

---

(۱) مشکوۃ المصابیح [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] (۴) [illegible] ۴۸۹

## (سود کی رقم سے خریدی ہوئی زمین کی پیداوار کا حکم)

**جواب:** سود کے پیسہ سے خریدی ہوئی زمین کی پیداوار کا کھانا جائز ہے؛ مگر احتیاط اس میں ہے کہ نہ کھایا جائے۔ [۱]

## (بینک میں جمع شدہ رقم کا سود لے کر اپنے والد کے قرض خواہ کو سود میں دینے کا حکم)

**جواب:** یہ صورت جائز نہیں ہے، اس میں دو گناہ ہیں؛ ایک سود لینے کا اور دوسرا سود دینے کا۔ [۲]

## (سود سے تنخواہ دینے والے غیر مسلم کے یہاں ملازمت کرنے کا حکم)

**جواب:** حتی الوسع اپنی کمائی کا حلال طریقہ اختیار کر لے؛ اس کا لحاظ نہ کرے کہ جس کے یہاں میں ملازم ہوں اس کی آمدنی کیسی ہے، خود جس کام پر متعین ہے اس کو پورا انجام دے اور وہ کام خلاف شریعت نہ ہو، ہندوؤں کی ملازمت درست ہے، ان کی سود خواری وغیرہ اس ملازم کی مضر نہیں ہے، خلاصہ یہ ہے کہ ورع اور تقویٰ حاصل کرنا اور شبہات سے بچنا، تو اس زمانے میں دشوار ہے، صریح حرام کا مرتکب نہ ہو۔ [۳]

## (سود کے روپے کو اصل روپے سے نکالنے کا طریقہ)

**جواب:** (۱) بہ خوشی اگر سود دینے والا معاف کر دے، تو سود لینے والا بری ہو جائے گا۔ (۲) اندازہ کر کے جس قدر گمان غالب میں سود معلوم ہو، اس کو علیحدہ کر کے واپس کرے یا معاف کرا لے۔ اگر وہ شخص مر گیا، تو اس کے ورثہ کو دیوے یا ان سے معاف کرا لے۔ [۴]

## (منی آرڈر کی فیس سود میں داخل ہے یا نہیں؟)

**جواب:** بہ ضرورت منی آرڈر کرنے اور کرانے کے جواز پر فتویٰ ہے، اگرچہ دراصل یہ مکروہ تھا مگر بحکم "الضرورۃ تبیح المحظورات" کے تحت مباح کہا جاوے گا۔ [۵]

---

(۱) فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج [illegible] ص [illegible] (۲) حوالہ سابقہ (۳) فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج [illegible] ص [illegible] (۴) حوالہ سابقہ شامی ج [illegible] ص [illegible] (۵) الاشباہ والنظائر

## (پاس بُک کی فروختگی کا حکم)

**جواب:** پاس بک شرعاً مال اور شیء مرغوب چیز میں داخل ہے۔ **مامن شانه ان ترغب اليه النفس وهو المال.** یعنی جس شیء کی حیثیت یہ ہوتی ہے کہ اس کی طرف دل کا میلان ہوتا ہے، وہی مال ہوا کرتا ہے۔ اور ہر قسم کے مال مرغوب میں خرید و فروخت بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ اس لئے امانت کی رقم جمع کرنے والوں کے ہاتھ پاس بک فروخت کرنا اور اس سے ملنے والی رقوم رفاہی ادارے کی کسی بھی ضرورت میں خرچ کرنا جائز ہے۔ (۱)

## (بینک کے مونوگرام پر "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھنا کیسا ہے؟)

**جواب:** بینک کے مونوگرام پر اسی طرح ہر اس کارڈ، یا کاغذ پر جس کی حفاظت نہیں کی جاسکتی ہے، لکھنا جائز نہیں ہے، بینک کے اول تو ان کا کام ہی حرام ہے، کیوں کہ اس کی ساری بنیاد سود پر ہے، پھر اس کے لئے بسم اللہ شریف کے مونوگرام کو استعمال کرنا بہت ہی نازیبا حرکت ہے۔ اور پھر ان خطوں اور لفافوں میں بسم اللہ شریف کی جو بے ادبی آتی ہے وہ سراپا گناہ ہے۔ (۲)

---

(۱) بدائع الصنائع، ج۵، ص۱۳۳ (۲) آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج۷، ص۳۱۹

# آٹھواں باب

## بینک یا دیگر کمپنیوں کی طرف سے جاری ہونے والی اسکیمیں

## (کیش بیک کی شرعی حیثیت Cash Back)

**سوال:** کیش بیک (**Cashback**) جو موبائل ریچارج پر ملتا ہے، جیسے کہ پچاس روپے کے ریچارج پر پانچ روپے کیش بیک، کیا ایسا پیسہ لینا جائز ہے؟ ایک اوراسکیم کا چلن ہے آج کل وہ یہ کہ والیٹس (**e-walletw**) جیسے **Paytm wallet**: یا **amazon wallet** میں کچھ روپے لوڈ کرو اوراس کا کچھ پرسینٹ کیش بیک ملے گا۔مثال کے طور پر پانچ سو روپئے ڈالنے پر بیس پرسینٹ کیش بیک، ایسا پیسہ لینا کیسا ہے؟۔

**جواب:** انٹرنیٹ کے زمانے میں اکثر تجارت اسی سے جڑ گئی ہیں، لین دین کا انحصار تو اب سو فیصد اس پر ہو گیا ہے۔ اور خرید وفروخت کے میدان میں انٹرنیٹ نے کافی سہولیات فراہم کردی ہے۔ گھر بیٹھے مرضی کا سامان دستیاب ہو جاتا ہے اور آمد ورفت کی مشکلات واخراجات سے بچنے لگے۔

انٹرنیٹ سے جڑے موبائل کا ایک پلیکیشن پیٹیم (**paytm**) اس وقت بڑی مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔

پیٹیم (**paytm**) نہ کوئی بینک ہے، نہ تجارتی کمپنی ہے اور نہ ہی مالیاتی ادارہ ہے، یہ محض ایک اپلیکیشن ہے۔اس کے بنانے والے اس ایپ کو مختلف بینکوں، تجارتی اداروں، آن لائن خرید وفروخت اور لینڈ لائن، موبائل، ریچارج، بجلی، ٹکٹ (ٹرین، بس، جہاز) ٹی وی، سنیما، فیشن، ہوٹل، گیس، دوا، علاج، انٹرٹیمنٹ، گرچیریٹی آفس وغیرہ سے

مربوط کر کے ان کاموں کو اس ایک ایپ سے کرنا آسان کر دیا ہے۔حقیقت میں اس ایپ سے ہزاروں قسم کے مالیاتی، تجارتی اور معاملاتی ادارے جڑے ہوئے، دکھائی دیتے ہیں، ان میں کتنے غیر شرعی ادارے اور غیر شرعی عوامل موجود ہیں۔

یہاں سوال یہ ہے کہ پیٹیم اپنے ایپ سے ٹرانجیکشن کرنے پر کیش بیک یعنی کچھ پیسہ واپس دیتا ہے۔اس پیسے کا حاصل کرنا یالیکر استعمال کرنا شرعاً کیسا ہے؟

ہوتا اس طرح ہے کہ کسی نے اس ایپ کے ذریعہ کوئی موبائل پچاس روپئے کا ریچارج کیا، یہ ریچارج موبائل کمپنی سے ہوا، موبائل کمپنی سے لین دین پچاس روپے کا ہوا، یہاں پر پیٹیم کی جانب سے تیس (۳۰) روپئے کا کیش بیک ملتا ہے۔اب سوال یہ ہوتا ہے کہ جب پیٹیم موبائل کمپنی نہیں ہے تو کیش بیک کیوں اور کہاں سے دیتا ہے؟

تو اس سلسلے میں بعض لوگوں کا رجحان اس بات کی طرف ہے کہ یہ صورت درست ہونی چاہئے، کیوں کہ یہ ایسا ہے جیسے کوئی بڑی چیز خریدے، تو اس کے ساتھ کوئی چھوٹی چیز فری میں ملے گی؛لیکن جواز کی یہ صورت قابل اطمینان نہیں؛ کیوں کہ جب ہم سوال کی حقیقت تک پہنچتے ہیں، تو معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح گوگل کمپنی بلاگ، ویب سائٹ اور یوٹیوب یہ کمپنیوں کی تشہیر کر کے اس کا کچھ منافع ان سماجی روابط کے استعمال کنندہ کو بھی دیتا ہے۔اسی طرح کا معاملہ پیٹیم ایپ میں بھی ہے۔اگر اس ایپ کے محض استعمال سے یعنی اس کے ذریعہ موبائل ریچارج یا کسی قسم کے بل کی ادائیگی یہ کیش بیک ملتا ہے، تو اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں تھا؛لیکن اس ایپ میں کئی رکاوٹیں ہیں۔

(۱) یہ ایپ بیمہ، فلم، انٹرٹینمنٹ اور فیشن وغیرہ کی بھی تشہیر کرتا ہے اور بہت ساری آن لائن تجارتی اشیاء کی برہنہ تصاویر کے ساتھ اشتہار موجود ہے۔

(۲) ٹرانجیکشن پہ کیش بیک اشتہار پہ تعاون کے عوض ہے اور اوپر ہم نے جانا کہ اشتہار بازی میں کئی ساری شرعی خامیاں ہیں۔

(۳) اس ایپ میں کئی قسم کی آن لائن تجارت بھی ہے، جس کے متعلق دجل وفریب کا بھی

امکان ہے۔ نیز آن لائن خرید وفروخت میں سامان پہ قبضے کیۓ بغیر اس سے دوسرے کے ہاتھ بیچنا عام ہے جو شرعاً ناجائز ہے اور اگر اس تجارت میں حرام چیزوں کی تجارت ہو،تو اس حرام کی چیز کی تشہیر میں معاون بننا بھی حرام ہے۔ ”ولاتعاونو علی الاثم“ کی وجہ سے۔

(۴)اس ایپ کوشیئر کرنے والے سے پچاس روپۓ ملنے کا وعدہ ہے جس نے یہ ایپ شیئر کیا ہے،اس کی وجہ سے کوئی اس ایپ سے فلم کا ٹکٹ خریدتا ہے یا بیمہ کرواتا ہے یا اس کا پریمیم جمع کرواتا ہے،تو اس گناہ کا ذمہ دار شیئر کرنے والا بھی ہوگا۔اسی طرح آن لائن تجارت میں کوئی کمپنی فراڈی ہو یا قبضہ کرنے سے پہلے سامان بیچنے والی ہو،تو انوائٹ کرنے والا بھی گنہگار ہوگا۔ایپ شیئر کرنے سے عریاں تصاویر کا گناہ بھی اس پہ آۓ گا۔

(۵)چوں کہ اس ایپ میں سیکڑوں پروگرام موجود ہیں،جن میں سے چند کا میں نے ذکر کر ہی دیا کہ یہ غیر شرعی ہیں مزید اور کتنے غیر شرعی کام اس میں موجود ہیں کون مسلمان اس کی تصدیق کرے گا؟ جب معاملہ اس قدر مشکوک ہے،تو چند ٹکٹوں کے لئے کیوں اپنا ایمان ضائع کریں؟

(٦)خود ریچارج کرنے پر تیس روپے جبکہ انوائٹ کرنے پہ پچاس روپے کیش بیک کے طور پر ملتے ہیں اور ایپ والے نے ہر نئے دوست کے ٹرانجیکشن پہ پچاس روپے کہہ کر روزانہ ایک ہزار رپے کمانے کا لالچ دیا ہے۔ظاہر سی بات ہے کہ ہزار روپے کی فکر میں،جس جس کو بھی یہ ایپ بھیجا جاۓ گا،اس ایپ کے اندر موجود غیر شرعی امور کا گناہ بھیجنے والے کے سر بھی جاۓ گا۔

(۷)نیٹ ورک مارکیٹنگ کی طرح اس میں بھی بڑا بڑا لالچ دیا گیا ہے اوپر ایک لالچ گزرا کہ روزانہ ایک ہزار کمائیں، دوسرا لالچ یہ ہے کہ ہر گھنٹہ دوسو آدمی سو فیصد کیش بیک پاتا ہے اور تیسرا سب سے بڑا لالچ لکھ پتی بننے کا ہے، وہ یہ کہ ہر ہفتہ

ریچارج یا بل کی ادائیگی پر ایک لاکھ کا لکی ڈرا سے نکالا گیا ہے، کیش بیک پانے کا موقع ملے گا، یہی تیسری لالچ اس ایپ کا سب سے بڑا جھانسہ ہے۔

(۸) اس ایپ میں بڑی تعداد میں آن لائن شاپنگ کی اشیاء نظر آتی ہیں، ان پر کئی کئی ہزار کا کیش بیک لکھا ہوا ہوتا ہے؛ حالانکہ سامان پہ بڑی قیمت کا کیش بیک بس دکھاوا پھسلانا ہوتا ہے، اصل قیمت میں اضافہ کرکے اس کا نام کیش بیک رکھ دیا جاتا ہے تاکہ اس لالچ کے جھانسے میں آکر اپنے سرمائے کو ضائع کردے۔ یہی کیش بیک کا پس منظر ہے۔

ان چند باتوں کے ذکر کا مقصد یہ ہے کہ اس ایپ سے پیسہ کمانا شرعی نقطہ نظر سے درست معلوم نہیں ہوتا؛ کیوں کہ اس ایپ میں دھوکہ کا امکان بھی ہے، غیر شرعی تجارت بھی ہے اور حرام کام پہ تعاون بھی ہے۔ اگر صرف ریچارج یا بل کی ادائیگی پہ کیش بیک ہوتا اور کسی قسم کی غیر شرعی چیز کی تشہیر نہ ہوتی، تو پھر جواز کی گنجائش تھی مگر ریچارج یا بل کی ادائیگی پہ کیش بیک اصل میں اس ایپ میں موجود مختلف تجارتی اداروں کی تشہیر اور ان سے معاملات کے عوض ہے، جن میں غیر شرعی امور بھی پائے گئے ہیں۔ اس ایپ کی مقبولیت کی وجہ بہت سے لوگ اس کے ذریعہ کمائی کے غلط رخ پر چل پڑے ہیں؛ اس لئے یہ راقم تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں بصد احترام یہ پیغام پیش کرتا ہے کہ لین دین کا جو بھی معاملہ کریں ادارے کی اصل آفس سے یا ان کی ذاتی ویب سائٹ سے کریں، مثلاً موبائل ریچارج کرنا ہو، تو قدم قدم پہ دوکان موجود ہے، وہاں سے ریچارج کریں، بجلی بل ادا کرنا ہے اس کی آفس جائیں یا اس کی ذاتی ویب سے پیمنٹ کریں۔ اسی طرح بینک کا کوئی بھی کام کرنا ہے اسی بینک سے کام کریں۔ آن لائن سامان خریدنا ہو تو براہِ راست کمپنی کی ویب سائٹ استعمال کریں اور پہلے اس کے متعلق اطمینان کرلیں پھر خریداری کریں۔

میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ معاملات اپنی جگہ اور کمائی اپنی جگہ یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔ معاملات کو معاملات ہی رہنے دیں اور شریعت کے ماتحت رہ کر جو محفوظ

ترین طریقہ ہو اس طریقہ پر معاملات کریں؛ کیوں کہ لالچ بری بلا ہے۔ اور کمائی کو ایک الگ ذریعہ رہنے دیں اور حلال طریقے سے محنت و مشقت کے ساتھ روزی کمائیں۔ حلال طریقے سے کمائی گئی کم روزی میں بھی اللہ برکت دے گا اور بغیر محنت کی حرام روزی میں کبھی برکت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حلال طریقے سے روزی کمانے کی توفیق دے اور اپنے فضل سے ہمیں خوشحال و شاد ماں بنائیں۔ آمین۔

(باقی اطمینان بخش تحقیق علماء کرام سے بھی کرلیں)

## (پیکنگ کریڈٹ)

اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایکسپورٹر کے پاس بسا اوقات اتنی رقم موجود نہیں ہوتی، جتنی اس کو فوری ضرورت ہوتی ہے، تو وہ بینک سے مال کی تیاری کے لئے پیشگی سودی قرض لیتا ہے، تو اس کو پیکنگ کریڈٹ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

**اس کا شرعی حکم:** پیکنگ کریڈٹ کے نام سے جو سودی قرض حاصل کیا جاتا ہے، وہ شرعی طور پر صریح سود کے دائرے میں داخل ہونے کی وجہ سے حدیث کی رو سے حرام اور مستحق لعنت ہوگا؛ کیوں کہ حدیث شریف میں سود لینے کی طرح سود دینے کو بھی مستحق لعنت بتلایا گیا ہے۔ اس لئے کہ یہ ایسی شدید ضرورت نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے بقدر ضرورت حرام امور اختیار کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ اس لئے پیکنگ کریڈٹ کے نام سے تاجروں کا بینک سے سودی قرضہ حاصل کرنا شرعی طور پر جائز نہیں ہوگا۔ [1]

## (بل پر چیز .B.P)

بل پر چیز کی شکل یہ ہوتی ہے کہ ایکسپورٹر کو کبھی پیشگی رقم کی ضرورت ہوتی ہے، تو وہ اپنے ارسال کردہ مال کے کاغذات بینک کے حوالہ کر کے ۷۰ یا ۷۵ فیصد تک مال کی قیمت بینک سے پیشگی وصول کر لیتا ہے اور جب امپورٹر کی طرف سے رقم آجاتی ہے تو بینک اپنے

(۱) تجارت [illegible]

ضابطہ کے مطابق انٹرسٹ وصول کر کے بقیہ رقم ایکسپورٹر کو دیدیتا ہے۔ اس کو بی، پی (بل پر چیز) کہتے ہیں اور اگر خدانخواستہ امپورٹر کی طرف سے رقم آنے میں غیر معمولی تاخیر ہوجائے، تو اس تاخیر کا الگ سے انٹرسٹ وصول کرتا ہے۔ اور اگر رقم پھنس جائے، تو بینک نے ایکسپورٹر کو جتنی بھی رقم دے رکھی ہے، اس کو پوری کی پوری انٹرسٹ کے ساتھ وصول کرلیتا ہے۔ اور ایکسپورٹر نہ دے سکے، تو بذریعہ عدالت انٹرسٹ کے ساتھ واپس وصول کرتا ہے رقم کی صورت میں یا جائداد کی شکل میں۔

**اس کا شرعی حکم**: ''بل پر چیز'' میں صریح سودی معاملہ ہونے کی وجہ سے شرعی طور پر ناجائز اور حرام ہے اور یہ معاملہ زمانہ جاہلیت کے سودی معاملہ کے مرادف ہے۔ لہٰذا یہ معاملہ شرعی طور پر جواز کے دائرہ میں کسی طرح داخل نہیں ہوسکتا۔ (۱)

**ثم اذا حلّ الدَّینُ طالبوا المدیون برأس المال فان تعذر علیه الاداء زادوا فی الدق والاجل فهذا هوا لربا الذی کانو فی الجاهلیة یتعاملون به (تفسیر کبیر ج،۷، ص: ۹۱).**

## ایل سی (لیٹر آف کریڈیٹ)

اس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ بین الاقوامی تجارت میں جب بائع ومشتری کے درمیان خریداری کا معاملہ طے ہو جاتا ہے اور بائع کو رقم کی وصولی میں تردد ہوجائے تو بائع (ایکسپورٹر) خریدار سے کہتا ہے کہ رقم کی ادائیگی کے اعتماد کے لئے آپ کیا چیز پیش کریں گے، تو خریدار اپنے یہاں کے بینک کو اس کام کے لئے کفیل یا ضامن (قیمت کی گارنٹی) بنا کر اعتماد کی رسید بھجوادیتا ہے۔ اور رقم کی ادائیگی کا ذمہ دار حسب شرائط امپورٹر کا بینک ہوتا ہے۔ اور ایکسپورٹر ان کاغذات پر اعتماد کر کے مال روانہ کردیتا ہے اور ایسی صورت میں روپئے ضائع ہونے اور امپورٹر کے دھوکہ دہی کا خطرہ نہیں ہوتا ہے اور اس طرح کے معاملہ کو ایل، سی (**L.C.**) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے پھر ایکسپورٹر کے پاس ایل، سی کے

(۱) موجودہ تجارتی شکلیں ص ... شرعی ... دیکھئے ص ...

کاغذات پہنچنے کے بعد اس کی تین حالتیں سامنے آتی ہیں۔

(۱) ایکسپورٹر ایل، سی صرف، اس لئے حاصل کرتا ہے تاکہ بعد میں اس کے مال کی رقم خطرہ میں نہ پڑ جائے۔ اور ان کاغذات کے سہارے سے اپنے یہاں بینک سے سودی قرض وغیرہ حاصل کرنا مقصود نہیں ہوتا ہے، صرف دھوکہ سے بچنا ہوتا ہے۔ چنانچہ حسب شرائط تیار شدہ مال جب امپورٹر تک پہنچ جائے گا، تو مال چھڑوالینا اس کے لئے لازم ہو جاتا ہے، کیوں کہ ایل، سی کے ذریعہ اس نے اپنے آپ کو پابند کرلیا ہے، اس صورت میں ایکسپورٹر کے یہاں کا بینک ایکسپورٹر سے صرف اپنی اجرت العمل لیتا ہے، باقی کوئی چیز نہیں لیتا ہے اور ایل، سی کی یہ شکل کثرت کے ساتھ پیش آتی ہے۔

**اس کا شرعی حکم**: ایل، سی کی یہ شکل شرعی طور پر کفالت بالثمن کے دائرے میں داخل ہو کر جائز اور درست ہو جائے گی۔ واذا تکفل عن المشتری بالثمن جائز لانہ دین کسائر الدیون۔ (اور جب خریدار کی طرف سے ثمن کی ذمہ داری لی جائے تو شرعی طور پر جائز ہے، اس لئے کہ یہ تمام دیون ورض کی طرح ایک دین ہے۔

(ہدایہ ج ۳ رص: ۱۰۳)

اور اسی طرح علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: **لانہ دین صحیح یمکن استیفائه من الکفیل فصحت الکفالة به کما فی سائر الدیون و کاالقرض.** (اس لئے کہ اس طرح دین صحیح ہے اس کو کفیل سے وصول کرنا ممکن ہے، لہٰذا اس کی کفالت بھی تمام دیون قرض کی طرح صحیح ہے۔ (بنایہ ج ۳ رص: ۲۴۴)

(۲) ایکسپورٹر ایل، سی کے کاغذات سے سودی قرض بھی بینک سے وصول کرتا ہے چنانچہ وہ ایل، سی کے کاغذات وصول ہونے کے بعد بینک کو وہ کاغذات پیش کر کے سودی قرض لیکر مال تیار کرتا ہے۔

(۳) ایکسپورٹر نے ایل، سی تو حاصل کرلیا ہے مگر اس کا لمٹ اور ضمانتی کاغذات بینک میں پہلے سے موجود نہیں ہیں اور اس کو قرض لینے کی ضرورت ہے اب اگر وہ ایل، سی

کے کاغذات دکھا کر سودی قرض لینا چاہے تو بعض دفع بینک ایل، سی کے اعتماد پر بغیر لمٹ بھی سودی قرض دے دیتا ہے۔

ان دونوں شکلوں کا شرعی حکم: ایل، سی حاصل کر لینے کے بعد بینک سے سودی قرض لینا ناجائز اور حرام ہے۔ کل قرض جر منفعة فهو ربواً. (۱)

(نصب الرایه ج ۴/ ص: ۶۰) ایضاح النوادر. ص: ۵۸)

## (ڈرا بیک DRAWBACK)

جب امپورٹر دیگر مما لک سے خام مال منگواتا ہے تو اس کو پہلے حکومت کو ایک بھاری رقم کسٹم ڈیوٹی کے نام سے دینی پڑتی ہے، اس کے بغیر وہ مال نہیں منگوا سکتا۔ پھر جب اس خام مال کو صاف ستھرا کر کے اور دیگر مراحل سے گزار کر جو بھی چیز بنائی ہو، اس کو ایکسپورٹ کرتا ہے، تو حکومت اپنی طرف سے اس کو ایک متعینہ رقم 7/8% ؛ ایکسپورٹر بطور انعام نقصان کی تلافی کے نام سے دیتا ہے، اس کو ڈرا بیک کہتے ہیں۔ اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں کیوں کہ یہ حکومت کی طرف سے ایک انعام ہے، چاہے حکومت اس کو نقصان کی تلافی سمجھتی ہو یا کسٹم ڈیوٹی کا عوض ہر حال میں یہ انعام ہے۔ التبرع العطار بغیر مقابل (تبرع کہا جاتا ہے جس کے مقابل میں حقیقی طور پر عوض نہیں ہوتا ہے۔ (۲)

(لغۃ الفقہاء ص ۱۳۰)

## (ڈرا بیک کا چیک کم پیسے میں بھنوانا)

حکومت جب ڈرا بیک کی رقم دیتی ہے تو چیک کی شکل میں دیتی ہے اور اس چیک کے (Clear) کلیر ہونے میں کافی وقت لگتا ہے اور بسا اوقات تاجر کو رقم کی فوری ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا تاجر مجبوراً مثال کے طور پر ہزار روپے کے چیک کو نوسو روپے میں بیچتا ہے اور کبھی تو اس چیک کو خود بینک ہی نوسو روپے خرید لیتی ہے اور کبھی دوسرے لوگ بھی یہ کام کرتے ہیں۔

(۱) فتاویٰ عثمانی، ج ۳، ص [illegible]

**اس کا شرعی حکم**: اس طرح کم پیسے میں چیک کا بیچنا میعادی چیک کی بیع اور بیع الجامکیہ کے مرادف ہوکر ناجائز وحرام ہوگا۔اور بیع الجامکیہ کی صورت یہ ہوتی ہے کہ حکومت کا ملازم یا صاحب وظیفہ جس کو منجانب حکومت مقررہ میعاد پر تنخواہ یا وظیفہ ملتا ہے، وہ کبھی وقت مقررہ سے قبل ضرورت کی وجہ سے کم پیسہ میں اس سے فروخت کردیتا ہے۔ فقہاء نے اس طرح کی خرید وفروخت کو ناجائز اور حرام کہا ہے؛اس لئے ایکسپورٹر کے لئے قبل الوقت کم قیمت میں اپنا چیک فروخت کرنا ربا اور سود ہے۔"أن بيع الصك والبرأة والجامكية انما لايجوز" بینک چیک اور تعطیل کی تنخواہ اور جامکیہ کی بیع (کمی وبیشی) کے ساتھ یقیناً جائز نہیں ہے۔

(اعلاء السنن ج ۱۴/ص:۲۴۴۔شامی ج ۴/ص:۵۲۷۔ایضواح النوادر ص:۴۲۔کفایت المفتی ج ۸/ص:۹۷)

# نواں باب

## مختلف فقہ اکیڈمیوں کے قرارداد

## اسلامی ترقیاتی بینک کے سوالات

مجمع الفقہ الاسلامی نے اپنے تیسرے اجلاس منعقدہ عمان (اردن) مؤرخہ ۸۔۱۳/صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱۔۱۶/اکتوبر ۱۹۸۶ء میں اسلامی ترقیاتی بینک کے پیش کردہ سوالات پر بھرپور غور وخوض کے بعد درج ذیل امور طے کئے گئے:

### (الف) اسلامی ترقیاتی بینک کے لون (قرض) پر سروس چارج

اول: قرض پر سروس چارج لینا درست ہے، بشرطیکہ وہ حقیقی اخراجات کے دائرہ میں ہو۔

دوم: حقیقی اخراجات سے زائد کوئی بھی رقم رعاً سود ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔

### (ب) کرایہ پر دینا

اول: اسلامی ترقیاتی بینک کا کسی گاہک سے یہ وعدہ کرنا کہ بینک کوئی سامان اپنی ملکیت میں

لینے کے بعد اس گاہک کو کرایہ پر دے گا، یہ شرعاً درست ہے۔

دوم: اسلامی ترقیاتی بینک کسی گاہک کو وکیل بناتا ہے کہ وہ گاہک اپنی ضرورت کے ایسے سامان، آلات وغیرہ جن کے اوصاف اور قیمت متعین کر دیئے گئے ہوں اور بینک کے اکاؤنٹ پر خرید لے، تاکہ سامان گاہک کے قبضہ میں آنے کے بعد بینک اسے ہی کرایہ پر دے دے تو ایسی صورت شرعاً درست ہے، البتہ اگر ممکن ہو تو بہتر ہوگا کہ خریداری کا وکیل مذکورہ گاہک کے علاوہ کسی دوسرے کو بنایا جائے۔

سوم: سامان پر حقیقی ملکیت حاصل ہونے کے بعد ہی کرایہ کا معاملہ کیا جائے اور یہ معاملہ وکالت اور وعدہ سے بالکل علاحدہ مستقل عقد کے طور پر کیا جائے۔

چہارم: بینک کی طرف سے یہ وعدہ کہ کرایہ کی مدت ختم ہونے کے بعد وہ سامان گاہک کو ہدیہ کر دے گا، یہ وعدہ مستقل عقد کے طور پر کرنا جائز ہے۔

پنجم: سامان کے نقصان اور خراب ہونے کی ذمہ داری بینک پر ہوگی کہ وہی سامانوں کا مالک ہے بشرطیکہ کرایہ دار کی جانب سے کوئی زیادتی یا کوتاہی نہ ہوئی ہو، ورنہ ذمہ داری کرایہ دار کی ہوگی۔

ششم: اسلامی بینکوں میں کئے گئے انشورنس کے اخراجات جب بھی یہ ممکن ہو، بینک پورے کرے گا۔

(ج) قسط وار قیمت پر ادھار فروختگی:

اول: اسلامی ترقیاتی بینک کا کسی گاہک سے یہ وعدہ کرنا کہ سامان اپنی ملکیت میں لینے کے بعد وہ اس کے ہاتھ اسے فروخت کر دے گا، شرعاً درست ہے۔

دوم: بینک اپنے کسی گاہک کو وکیل بناتا ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے سامان و آلات وغیرہ جن کے اوصاف اور قیمت متعین کر دیئے گئے ہوں بینک کے اکاؤنٹ پر خرید لے، تاکہ گاہک کے ہاتھ میں سامان آنے کے بعد بینک وہ سامان اس کے ہاتھ فروخت کر دے، تو اس طرح وکیل بنانا شرعاً درست ہے، البتہ اگر ممکن ہو تو بہتر ہوگا کہ خریداری کا وکیل گاہک کے علاوہ کسی اور کو بنایا جائے۔

سوم: فروختگی کا معاملہ سامان پر حقیقی ملکیت اور قبضہ حاصل ہونے کے بعد کیا جائے، نیز اس کے لیے مستقل علیحدہ معاملہ کیا جائے۔

(د) غیر ملکی تجارت کے لیے فراہمی سرمایہ:

ان اعمال پر وہی اصول وضوابط منطبق ہوں گے جو قسط وار قیمت کے ساتھ ادھار فروختگی پر منطبق کیے گئے ہیں۔

(ھ) اسلامی ترقیاتی بینک کی جانب سے ضرورۃً غیر ملکی بینکوں میں جمع کی گئی رقم پر حاصل ہونے والے انٹرسٹ کا استعمال:

بینک کے لیے یہ بات ناجائز ہے کہ کرنسی کی قوت خرید میں گراوٹ کے نتائج سے اپنی رقومات کی حقیقی قیمت کی حفاظت جمع رقوم پر حاصل شدہ سود سے کرے، بلکہ ضروری ہے کہ سود کی رقم کو رفاہ عام کے کاموں پر ہی خرچ کرے مثلاً تربیتی وتحقیقی پروگرام، امدادی اشیاء کی فراہمی، رکن ممالک کے لیے مالی امداد اور ٹیکنیکل تعاون، اسی طرح اسلامی علوم کی اشاعت میں مصروف علمی اداروں، مدارس اور معاہد کے لیے تعاون کی فراہمی وغیرہ۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۳۰......

# اسلامی بنکاری کی مشکلات

اکیڈمی کے آٹھویں اجلاس منعقدہ بندر سیری بیگاؤں (برونائی) مؤرخہ ۱-۷/ محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱-۲۷/جون ۱۹۹۳ء میں اسلامی بنکاری کی راہ میں پیش آنے والی دشواریاں اوران کے قانونی وفنی اور تنظیمی حلوں سے متعلق مقالات آئے، ان پر غور وخوض ہوا، اکیڈمی ان سبھوں کا جائزہ لینے کے بعد طے کرتی ہے کہ:

چاروں حوروں پر مشتمل درج ذیل فہرست اکیڈمی کی جنرل سکریٹریٹ کے سامنے پیش کی جائے، تاکہ وہ ان پر ماہرین سے مقالات تیار کرائے اورانہیں اکیڈمی کے آئندہ

اجلاس میں کمیٹی برائے منصوبہ بندی کی ترجیحات کی بنیاد پر پیش کیا جائے۔

## محوراول: ڈپوزٹ شدہ رقم اوراس سے متعلق امور:

الف۔ سرمایہ کاری کی ڈپوزٹ کا ایسے طریقوں سے ضمان جو شرعی مضاربت کے احکام سے جوڑ کھاتے ہوں۔

ب۔ غیر سودی بنیادوں پر بینکوں کے درمیان ڈپوزٹس کا تبادلہ۔

ج۔ ڈپوزٹس کی شرعی حیثیت اوراس کا حسابی عمل۔

د۔ کسی شخص کو اس شرط پر کوئی قرض فراہم کرنا کہ وہ عمومی انداز میں یا محدود سرگرمیوں میں بینک کے ساتھ معاملہ کرے۔

ہ۔ مضاربت کے اخراجات کون برداشت کرے گا (مضارب یا ادارہ مضاربت)۔

و۔ ڈپوزٹرس اور شرکاء کے مابین تعلقات کی تعیین وتحدید۔

ز۔ مضاربت اجارہ اور ضمان میں وساطت۔

ح۔ اسلامی بینک میں مضارب کی تعیین (وہ کون ہیں: شرکاء یا مجلس انتظامیہ یا ایکشن کمیٹی)۔

ط۔ اوپن اکاؤنٹ کا اسلامی متبادل۔

ی۔ اسلامی بینکوں کے اموال اور ڈپوزٹس پر زکوۃ۔

## دوسرا محور: مرابحہ:

الف۔ حصص کے اندر مرابحہ۔

ب۔ بیوع مرابحہ میں اندراج ملکیت کو مؤخر کرنا تا کہ ادائیگی میں بینک کا حق قابل ضمان شکل میں باقی رہے۔

ج۔ مؤخر ادائی والا مرابحہ اس کے ساتھ کہ خریداری کا حکم دینے والے (آمر بالشراء) کو وکیل بنانا اوراسے کفیل سمجھنا۔

د۔ مرابحہ یا ادھار معاملات کی وجہ سے لازم آنے والے قرضوں کی ادائیگی میں ٹال مٹول۔

ھ۔ قرضوں پر انشورنس۔

و۔ قرضوں کی بیع۔

## تیسرا محور: اجرت پر دینا:

الف۔ اجرت پر دیے ہوئے سامان کے مالک کو یا کسی دوسرے کو دوبارہ اجرت پر دینا۔

ب۔ لوگوں کی خدمات اجرت پر طلب کرنا اور انہیں دوبارہ اجرت پر دینا۔

ج۔ حصص کو اجرت پر دینا یا قرض دینا یا رہن رکھنا۔

د۔ اجرت پر دیے ہوئے سامان کی حفاظت۔

ھ۔ کسی شخص سے کوئی سامان اس شرط پر خریدنا کہ بیچنے والا شخص وہی سامان اجرت پر لے گا۔

و۔ اجارہ اور مضاربت دونوں کو ساتھ ملانا۔

## چوتھا محور: عقود:

الف۔ قسطوں کی عدم ادائی کی صورت میں عقد کو ایک شعبہ سے دوسرے شعبہ میں منتقل کر دینے کی شرط پر اتفاق کر لینا۔

نیز اکیڈمی مندرجہ ذیل سفارش کرتی ہے کہ:

ا۔ اسلامی بینک، اسلامی ممالک کے سینٹرل بینکوں کے ساتھ گفت وشنید کا سلسلہ جاری رکھیں تاکہ اسلامی بینک سرمایہ کاری کا فریضہ شریعت کے ان اصولوں کی روشنی میں انجام دے سکیں جو بینکوں کی سرگرمیوں سے متعلق دیئے گئے ہیں۔ اور ان کی ساخت ومواج سے ہم آہنگ ہیں۔ سینٹرل بینکوں کو چاہئے کہ وہ اسلامی بینکوں کی کامیابی کے تقاضوں کی رعایت کریں تاکہ اسلامی بینک اسلامی بینکاری عمل کی خصوصیت سے ہم آہنگ نگرانی کے ضوابط کو بروئے کار لاتے ہوئے قومی ترقی کی راہ میں اپنا رول ادا کر سکیں، تنظیم اسلامی کانفرنس اور اسلامک ڈیولپمنٹ بینک کو آمادہ کیا جائے کہ وہ از سر نو اسلامی ممالک کے سنٹرل بینکوں

کے جلسے منعقد کرائیں تا کہ اس سفارش کے تقاضوں کی تکمیل کا موقع میسر آئے۔

۲۔ اسلامی بینک اس بات کا اہتمام کریں کہ ان میں کام کرنے والوں اور ذمہ داران کو اسلامی بنکاری کے مزواج سے متعلق پیشہ ورانہ صلاحیتوں وتجربات سے آراستہ کیا جائے اور ''المعهد الاسلامی للبحوث والتقریب''اور دیگر متعلقہ اداروں کے تعاون سے اس طرح کے تربیتی پروگرام کرائے جائیں۔

۳۔سلم اور استصناع پر زیادہ توجہ دی جائے کہ یہ موجودہ رائج سرمایہ کاری کے طریقوں کا اسلامی متبادل پیش کرتے ہیں۔

۴۔امکانی حد تک آمر بالشراء کے مرابحہ والے طریقہ کو کم کیا جائے اور انہی عملی صورتوں پر اکتفا کیا جائے جو بینک کی نگرانی میں انجام پاتے ہیں اور جن میں شرعی قواعد کی مخالفت سے بھی اطمینان رہتا ہے، مضاربت، مشارکت اور اجارہ کے مختلف سرمایہ کارانہ طریقوں میں توسیع کیا جائے، مضاربت کی مختلف قابل قبول صورتوں سے بھی استفادہ کیا جائے، جن سے مضاربت کے عمل میں انضباط اور اس کے نتائج کا حساب پوری باریکی کے ساتھ ہوتا ہے۔

۵۔ اسلامی ممالک کے درمیان سامانوں کے تبادلہ اور بیع کے لیے تجارتی منڈیاں قائم کی جائیں، جو اس عالمی تجارتی منڈی کی جگہ لیں جو شرعی خلاف ورزیوں سے خالی نہیں ہوتی ہے۔

۶۔ زائد دولت کو عالم اسلام کے ترقیاتی مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے، اس سلسلہ میں اسلامی بینکوں سے تعاون لے کر مشترک سرمایہ کاری فنڈ اور دیگر مشترک منصوبوں کے قیام میں مدد دی جائے۔

۷۔ جلد از جلد ایسا اشاریہ وجود میں لانا جو اسلامی اعتبار سے قابل قبول ہو اور جو معاملات کے شرح نفع کی تعیین میں سودی فائدہ کے نرخ کی رعایت کا متبادل بن سکے۔

۸۔ اسلامی مالیاتی منڈی کے بنیادی ڈھانچہ کی توسیع اسلامی بینکوں کے باہمی تعاون

کے ذریعہ انجام دینا، اوراسلامک ڈیولپمنٹ بینک کا تعاون اس سلسلہ میں حاصل کرنا تاکہ مختلف اسلامی ممالک کے اندراسلامی مالی ذرائع پیدا کیئے جائیں اوران سے استفادہ ہوسکے۔

۹۔ نظام جاری کرنے والے ادارے کودعوت دینا کہ اسلامی سرمایہ کاری کے مختلف طریقوں جیسے مضاربت، مشارکت، مزارعت، مساقات، سلم، استصناع اور اجارہ وغیرہ کے ذریعہ معاملات کی بنیادیں مضبوط کریں۔

۱۰۔ اسلامی بینکوں کوآمادہ کرنا کہ وہ ایک ڈاٹا بینک تیارکریں جس میں اسلامی بینکوں کے ساتھ معاملہ کرنے والوں کے متعلق تمام ضروری معلومات اکٹھاہوں، تاکہ وہ سارے اسلامی بینکوں کے لیے مرجع ہواوراس کی روشنی میں وہ صرف قابل بھروسہ لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنے اوردوسروں سے دوررہنے میں اس سے استفادہ کیا جائے۔

۱۱۔ اسلامی بینکوں سے اپیل کہ بینکوں کی شرعی نگرانی کے لیے بورڈ کی سرگرمیوں کومنظّم کریں، خواہ اس کے لیے اسلامی بینکوں کی شرعی نگرانی سے متعلق اعلیٰ کمیٹی کوازسرنوکام میں لائیں یا کوئی نئی کمیٹی بنائیں جواسلامی بینکوں کے شرعی بورڈوں کے لیے یکساں معیارمقررکرے۔ واللہ اعلم

قراردادنمبر۶۷(۸/۷)

## سودی بینکاری اوراسلامی بینکوں کے ساتھ معاملہ

اکیڈمی کے دوسرے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۰۔۱۶/ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲۔۲۸/دسمبر ۱۹۸۵ء میں موجودہ بینکاری کے موضوع پرپیش کردہ مختلف مقالات پربھرپورغوروخوض، اس کے نتیجہ میں عالمی اقتصادی نظام اور بالخصوص تیسری دنیا کے ممالک میں اس نظام کے استحکام کی وجہ سے مرتب ہونے والے منفی اثرات کوسامنے

رکھتے ہوئے، نیز اس بات کے پیش نظر کہ اس نظام نے قرآن کریم کے حکم سے روگردانی کر کے بڑی بربادی اور تباہی مچائی ہے جس میں سود کی جزوی اور کلی صورتوں کی واضح ترین حرمت آئی ہے، سود سے توبہ کا حکم دیا گیا ہے اور کم یا زائد کسی بھی اضافہ یا کمی کے بغیر صرف اصل رقم قرض واپس لینے پر اکتفاء کی ہدایت دی گئی ہے اور سود خوروں کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت جنگ کی دھمکی دی گئی ہے، اکیڈمی طے کرتی ہے کہ:

اول: وہ قرض جس کی مدت پوری ہوگئی ہو اور مقروض ادائی سے معذور ہو، اس پر تاخیر کے عوض میں لیا جانے والا کوئی بھی اضافہ یا انٹرسٹ، اسی طرح قرض پر ابتدائے معاملہ ہی سے لیا جانے والا اضافہ یا انٹرسٹ، دونوں شرعاً سود اور حرام ہیں۔

دوم: سودی نظام کا متبادل جو اسلام کے پسندیدہ طریقہ کے مطابق مال کو گردش میں رکھے اور اقتصادی سرگرمی میں تعاون کی ضمانت دے، وہ صرف یہ ہے کہ تمام معاملات احکام شریعت کے مطابق انجام دیے جائیں۔

سوم: اکیڈمی طے کرتی ہے کہ اسلامی ممالک سے پرزور اپیل کی جائے کہ وہ اسلامی شریعت کے مطابق کام کرنے والے بینکوں کی ہمت افزائی کریں اور ہر اسلامی ملک میں اس کے قیام کو ممکن بنائیں تاکہ مسلمانوں کی ضرورت کی تکمیل ہو اور ان کی زندگی کی موجودہ صورت حال اور اسلامی عقیدہ کے تقاضوں کے مابین تضاد سے محفوظ ہو جائے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر ۱۰ (۱۰/۲)

## بینک ڈپوزٹس

اکیڈمی اپنے نویں اجلاس منعقدہ ابوظہبی، متحدہ عرب امارات مؤرخہ ۱-۶/ ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱-۶/ اپریل ۱۹۹۵ء میں اس موضوع سے متعلق پیش کردہ مقالات کو دیکھنے اور مباحثے سننے کے بعد یہ طے کرتی ہے کہ:

اول: کرنٹ اکاؤنٹ کے ڈپوزٹس خواہ اسلامی بینکوں میں ہوں یا سودی بینکوں میں، فقہی نقطۂ نظر سے وہ قرض ہیں، اور بینک کے پاس یہ ڈپوزٹس بطور ضمانت ہیں، اور بوقت طلبی ایسی رقوم کو بینک کے لیے واپس کر دینا شرعاً لازم ہے، بینک کا مال دار ہونا اس کے قرض دار ہونے کے حکم پر اثر انداز نہیں ہوتا ہے۔

دوم: بینک کے معاملہ کی رو سے بینک ڈپوزٹس کی دو قسمیں ہیں:

الف۔ وہ ڈپوزٹس جن پر سود دیے جاتے ہیں، جو سودی بینکوں کا طریقہ کار ہے، یہ ڈپوزٹس حرام سودی قرض ہیں، خواہ یہ ڈپوزٹس عند الطلب قابل واپسی ہوں، یا معین وقت تک کے لیے رکھے گئے ہوں یا ایسے ہوں جن کی واپسی کے لیے پہلے سے نوٹس دینا ضروری ہو یا سیونگ اکاؤنٹ کے ڈپوزٹس ہوں۔

ب۔ جو ڈپوزٹس اسلامی شرعی احکام کی عملاً پابندی کرنے والے بینکوں میں رکھے جاتے ہیں، جو نفع کے ایک حصہ پر سرمایہ کارانہ عقد کا طریقہ اپناتے ہیں، یہ ڈپوزٹس عقد مضاربت کے رأس المال ہیں اور ان پر مضاربت کی فقہی احکام جاری ہوں گے، جن میں سے ایک یہ ہے کہ مضارب (بینک) رأس المال کا ضامن نہیں ہوگا۔

سوم:۔ (کرنٹ اکاؤنٹ) کے ڈپوزٹس کا ضمان بینک کے حصہ داروں پر ہوگا جن کی حیثیت مقروض کی ہے، جب ان کی سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والے تمام منافع صرف ان حصہ داروں ہی کو ملتے ہوں، کرنٹ اکاؤنٹس کے ضمان میں اکاؤنٹ کے ڈپوزیٹرس شریک نہیں ہوں گے، کیوں کہ وہ نہ قرض لینے میں شریک ہیں اور نہ حصول منافع میں۔

چہارم: ڈپوزٹس بطور رہن رکھنا جائز ہے، خواہ کرنٹ اکاؤنٹ کے ڈپوزٹس ہوں یا سرمایہ کارانہ ڈپوزٹس، لیکن ڈپوزٹس کی رقم پر رہن اسی وقت مکمل ہوگا جب کسی ضابطہ کے ذریعہ اکاؤنٹ والے شخص کو مدت رہن کے اندر سامان راہن میں تصرف کرنے کی ممانعت کر دی گئی ہو، اگر بینک جس کے پاس کرنٹ اکاؤنٹ ہے، خود

ہی مرتہن یعنی رہن لینے والا ہو تو رقم کو سرمایہ کاری اکاؤنٹ میں منتقل کرنا ضروری ہوگا، تاکہ قرض کے مضاربت کی شکل میں منتقل ہو جانے کی وجہ سے ضمان ختم ہو جائے، اور کاؤنٹ والا (ڈیپازیٹر) ہی اکاؤنٹ کے منافع کا مستحق ہوگا تاکہ مرتہن (قرض دار) کا سامان رہن کے منافع سے مستفید ہونا لازم نہ آئے۔

پنجم: بینک اور گاہک کی باہمی رضامندی سے اکاؤنٹ میں سے کچھ محفوظ کرلینا جائز ہے۔

ششم: باہمی معاملات کی مشروعیت میں اصل امانت اور سچائی ہے اور ایسی وضاحت جو اشتباہ اور ابہام کو دور کرے اور شرعی نقطۂ نظر کے موافق ہو، بینکوں کی نسبت یہ اصول زیادہ مؤکد ہے، اس لیے کہ بینکوں کے سارے کام کا مدار امانت واعتماد اور اس سے متعلق لوگوں کو دھوکہ سے بچانے پر ہے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر ۱۶ (۹/۳)

# ”اسلامی بینکوں کی تنظیم وتنسیق میں شرعی نگرانی کا کردار اس کی اہمیت، شرائط اور طریقۂ کار“

بتاریخ ۱ تا ۵ جمادی الاوّل ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۶ تا ۳۰/اپریل ۲۰۰۹ء کو متحدہ عرب امارات شارجہ میں منعقد ہونے والی تنظیم برائے اسلامی کانفرنس سے منسلک بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے انیسویں سیمینار میں ”اسلامی بینکوں کی تنظیم وتنسیق میں شرعی نگرانی کا کردار، اور اس کی اہمیت، شرائط اور طریقۂ کار“ کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات کی روشنی میں نیز اس موضوع پر بحث اور مباحثہ کے بعد درج ذیل تجاویز پاس کی:

۱۔ شرعی نگرانی سے مقصود دفائنانشیل تنظیموں کی سرگرمیوں کے متعلق پیش آنے والے مسائل کا شرعی حل اور فتووں کا صدور، نیز ان شرعی احکامات کی صحیح تطبیق وتنقید پر نظر رکھنا اور تیقن کا حصول ہونا۔

۲۔ شرعی نگرانی کے تحقق کے یہ تین بنیادی عناصر ہیں:

## (ا) تنظیم برائے شرعی نگرانی:

اس سے مراد اسلامی قانون اور بالخصوص قانونی معاملات کے ماہرین وعلماء کا گروپ ہے جو کم ازکم تین افراد پر مشتمل ہو، جن میں علمی صلاحیت کے ساتھ عملی واقعات کو سمجھنے کی بھی صلاحیت ہو، یہ گروپ فتوی دیں یا نظرثانی کا کام انجام دیں تاکہ اس بات کی مکمل توثیق ہو جائے کہ مالیاتی تنظیموں کے تمام معاملات شریعت کے احکام واصول کے مطابق ہیں اور پھر اس کی ایک رپورٹ جنرل تنظیم کے حوالے کر دیں اور اس کی تجاویز اور فیصلے واجب العمل ہوں گے۔

تنظیم برائے شرعی نگرانی کی حیثیت مستقل بالذات ہونا ضروری ہے جس کے لیے مندرجہ ذیل امور کی رعایت کی جائے گی:

الف۔ شرعی تنظیموں کے اراکین کی تعیین یا سبک دوشی اور ان کے مشاہرات کی تحدید تنظیم کے عمومی ادارے کی جانب سے ہونی چاہیے جس کی تصدیق سینٹرل شرعی کنٹرول یا اس کا نائب کے لیے ایسا کام کرے گا جو تنظیم کی پالیسی کے خلاف ہو۔

ج۔ کسی بینک یا اہم ادارے میں اس کا شیئر نہ ہو۔

۲/۱ شرعی اداروں میں فتوی اور اجتہاد کے اصول وضوابط:

الف۔ بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی قراردادوں کی پابندی ہو نیز دیگر اکیڈمیوں اور اجتماعی اجتہادی اداروں کے فیصلوں کا لحاظ ہو بایں طور کہ بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی سے ٹکراؤ نہ ہونے پائے۔

ب۔ بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۷۰ (۸/۱) کے بموجب غیر معروف اقوال اور رخصتوں کی حرص وجستجو یا اقوال میں ممنوع جمع وتطبیق سے مکمل طور پر پرہیز۔

ج۔ شرعی حکم بیان کرتے وقت اعمال کے انجام اور شریعت کے مقاصد کی پوری رعایت کی جائے۔

۲۔ قراردادنمبر۱۵۳(۲/۱۷) میں بیان کردہ فتوی کے اصول وضوابط کے متعلق بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی سے صادر ہونے والے سفارشات اور فیصلوں کی رعایت کی جائے۔

## (۲)ادارہ برائے داخلی شرعی نگرانی:

اس انتظامیہ کے ذمہ دار امور ومعاملات کے تئیں شرعی تنظیموں کی جانب سے صادر ہونے والے فیصلوں کی عملی تطبیق کو یقینی بنانے کے لیے ضروری کارروائیوں کو پورا کرنا ہوتا ہے جو درج ذیل عناصر پر مشتمل ہیں:

الف۔ ادارہ برائے شرعی نگرانی کے فتووں کے بموجب کارروائیوں کی تطبیق وتنفیذ کے تئیں اطمینان اور یقین کے حصول کی غرض سے دلائل ودیگر اجراءات کی نظر ثانی۔

ب۔ ادارے میں کام کرنے افراد کو اس لائق بنانا کہ وہ شرعی اور کاروباری جہت سے اپنے امور کی انجام دہی صحیح طور پر کرسکیں۔

ج۔ داخلی امور پر شرعی نقطۂ نظر سے باریکیوں پر نظر رکھنے کے یے اپنے افراد کو تیار کرنا جو علم وعمل دونوں اعتبار سے لیاقت کے حامل ہوں اور مستقل بالذات ہوتے ہوئے ادارے کے تعلیمی ڈھانچہ کے سینئر ذمہ داروں کے تابع ہوں مثلاً کمیٹی برائے نظر ثانی یا مینجمنٹ کونسل وغیرہ، اور اس کی تقرری اور سبک دوشی ادارہ برائے شرعی نگرانی کے تعاون وانتظام کے ذریعے عمل میں آئے۔

## (۳)ادارہ برائے سینٹرل شرعی نگرانی:

یہ ملک کی سپروائزری اتھارٹی پیمانے پر شرعی نگرانی کا ایک ادارہ ہے اس کی وہ بنیادی ذمہ داریاں ہیں:

الف۔ ادارے کے تابع سپروائزری اتھارٹی کی سرگرمیوں پر نظر رکھنا۔

ب۔ تنظیمی پیمانے پر شرعی نگرانی کی تاثیر کے تئیں اطمینان ویقین کا حصول، بایں طور کہ شرعی نگرانی اور داخلی شرعی نگرانی کے تمام اداروں کی سرگرمیوں پر باریکی کے ساتھ

نظر رکھی جائے، ساتھ ساتھ ایسے لائحہ عمل اور معیار وضع کئے جائیں جو شرعی نگرانی کی سرگرمیوں کو منظّم کریں۔ انہیں میں سے ارا کین کی تقرری یا سبک دوشی، ان کی لیاقت، تعداد اور اس ادارے میں ان کا کردار جس کے یہ لوگ ارکان ہیں۔

**سفارشات:**

الف۔ سپروائزری اتھارٹیوں کو چاہیے کہ ہر ملک میں ایسے اصول وقوانین جاری کرنے کا کام انجام دے جو شرعی نگرانی کی سرگرمیوں کو منضبط اور منظّم کرے، اور اس کے لیے تمام ضروری کارروائیوں کو پورا کرے تاکہ اسے کسی مستقل اتھارٹی کی طرف ٹرانسفر کیا جاسکے۔

ب۔ درجہ بندی کرنے والی اسلامی ایجنسیوں کو یہ کانفرنس وصیت کرتی ہے کہ ان مصنوعات کی درجہ بندی نہ کرے جن کی ممانعت پر اکیڈمی کی جانب سے فیصلہ ہو چکا ہے۔

قرارداد نمبر: ۷۷(......)

# کریڈٹ کارڈز
# Credit Cards
## کریڈٹ کارڈ

اکیڈمی کے دسویں اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۲۳۔۲۸/صفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۸/جون ۔۳/جولائی ۱۹۹۷ء میں اس موضوع پر مقالات کو دیکھنے اور فقہاء واقتصادی ماہرین کے مناقشات سننے کے بعد درج قراردادیں پاس کی گئیں:

الف۔ جنرل سکرٹریٹ سے گذارش کی جائے کہ وہ بینکوں کے ذریعہ جاری کیے جانے والے کریڈٹ کارڈ کے لیے معاہدوں اور شرائط کے تمام نمونوں کا میدانی سروے کرائے۔

ب۔ ایک ایسی کمیٹی تشکیل دی جائے جو کریڈٹ کارڈ کے خصائص، ان کے باہمی فرق

اوران کی شرعی حیثیت کی تعیین کا مطالعہ کرے اوراس کمیٹی کو کریڈٹ کارڈ کی اقسام سے متعلق عربی وانگریزی معلومات فراہم کی جائیں۔

ج۔ اس موضوع پر سابقہ معلومات کی روشنی میں غوروخوض کرنے کے لیے ایک مناقشہ کی مجلس منعقد کی جائے اوراس مجلس کے مکمل نتائج آئندہ اجلاس میں پیش کیے جائے۔

**اوراکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ:**

الف۔ جائز اورناجائز معاملے سے متعلق شرعی پہلو اور تعلق رکھنے والے اقتصادی اصطلاحات کی ازسرنو اس طرح تشریح کی جائے کہ ان کی حقیقت واضح ہو جائے۔ جوشرعی اصطلاح موجود ہواس کو دوسری اصطلاح پر ترجیح دی جائے، اس انداز سے کہ اس کے لفظ ومعانی بالکل راسخ ہو جائیں۔ خصوصاً وہ اصطلاحات جن کے شرعی حکمی نتائج مرتب ہوتے ہیں، تاکہ اقتصادی اصطلاحات کی ماہیت اور فقہی اصطلاحات کے ساتھ ان کی ہم آہنگی واضح ہواورامت کے سرمایہ علم اورشرعی مفاہیم سے اصطلاحات نکالی جائیں۔

ب۔ اسلامی ممالک کے متعلقہ اداروں سے درخواست کی جائے کہ وہ بینکوں کی جانب سے سودی کریڈٹ کارڈ کے جاری کرنے پر پابندی لگادیں، تاکہ امت مسلمہ حرام سود سے بچ سکے اورملک کی معیشت اورلوگوں کے مال کی حفاظت ہو۔

ج۔ ایسا شرعی مالی اوراقتصادی ادارہ قائم کیا جائے جس کی ذمہ داری ہو کہ وہ افراد کو بینکوں کے استحصال سے محفوظ رکھے، شرعی حدود کے دائرہ میں ان کے حقوق کی حفاظت کرے، ملکی اقتصادیات کی حفاظت کے لیے مالی سیاست پر نظر رکھےاور سخت ضوابط طے کرے جن کی رو سے وہ سماج اورافراد کو بینکوں کے استحصال سے محفوظ رکھے، تاکہ اس سے برے نتائج سے تحفظ حاصل ہو۔

واللہ الموفق

قرارداد نمبر: ۹۶ (۱۰/۴)

# کریڈٹ کارڈ

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والے اکیڈمی بین الاقوامی مجمع الفقہ الاسلامی کا پندرھواں فقہی سمینار ۱۴۔ ۱۹ر محرم الحرام ۱۴۲۵ھ مطابق ۶۔ ۱۱ر مارچ ۲۰۰۴ء کو مسقط (عمان) میں منعقد ہوا۔

اکیڈمی کو اس موضوع پر جو تحریریں موصول ہوئیں ان کے بھرپور مطالعہ اور اس سے متعلق ہونے والے طویل مناقشہ اور اس موضوع سے متعلق اکیڈمی کی جانب سے صادر ہونے والے فیصلوں کو سامنے رکھ کر درج ذیل قرارداد پاس کی گئی، واضح رہے کہ اکیڈمی کا ایک فیصلہ ۶۳ (۶/۷) کریڈٹ کارڈ کی تعریف اور اس کی صورتوں پر مشتمل تھا، جبکہ دوسرا فیصلہ ۲۰۸ (۱۲/۲) کریڈٹ کارڈ کے اجراء اور معاملات میں اس کے استعمال، اور اس سے جڑی ہوئی فیس کارڈ کو قبول کر کے خدمات فراہم کرنے والے تاجروں پر کمیشن کی رقم نکالنے اور اس کے ذریعہ سے سونے چاندی یا کرنسیوں کے خرید وفروخت کرنے سے متعلق احکام پر مشتمل تھا۔

**فیصلے اور سفارشات:**

الف۔ کریڈٹ کا اجراء اور اس کا استعمال اس شرط پر جائز ہے کہ اس کی شرطوں میں ادائی میں تاخیر پر سود دینا شامل نہ ہو۔

ب۔ کریڈٹ کارڈ پر فیصلہ نمبر ۱۰۸ (۱۲/۲) کے مشمولات جو فیس اور کارڈ کی بنیاد پر پیش کی جانے والی خدمات پر کمیشن وغیرہ سے متعلق تھے کا انطباق ہوسکتا ہے۔

ج۔ کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ سونے چاندی کی خرید اور کرنسیوں کا تبادلہ کرنا جائز ہے۔

د۔ مالیاتی اداروں کے لیے کارڈ بردار کو ناجائز معاملات کا حق دینا درست نہیں، جیسے تجارتی بیمہ یا شرعاً جو مقامات حرام سمجھے جاتے ہیں وہاں جانا، ہاں جو رعایتیں حرام نہیں ہیں مثلاً خدمات کے حصول میں اولیت دینا یا قیمتوں میں تخفیف کردینا

تو شرعاً اس سے کوئی چیز مانع نہیں۔

ہ۔ وہ اسلامی مالیاتی ادارے جو کریڈٹ کارڈ کے متبادل پیشہ کرتے ہیں شرعاً اس بات کی پابند ہوں کہ اس متبادل کے اجراء اور شرطوں میں شرعی اصول وضوابط کو ملحوظ رکھیں، سود کی شبہات سے بچیں یا ان ذرائع سے بھی احتراز کیں جو سود تک پہنچانے والے ہوں مثلاً دین کو دین کے ذریعہ مسخ کر دینا۔

قرارداد نمبر: ۱۳۹(۱۵/۵)

# لیٹر آف کریڈٹ (LC)

# (وکالت وکفالت)

اکیڈمی کے دوسرے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۰۔۱۶/ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲۔۲۸/دسمبر ۱۹۸۵ء میں موضوع سے متعلق پیش کی گئی تحقیقات ومقالات کو دیکھنے اور ان پر تفصیلی بحث ومباحثہ کے بعد درج ذیل نکات اکیڈمی کے سامنے آئے:

۱۔ لیٹر آف کریڈٹ کی تمام صورتوں میں ایل سی کھلواتے وقت یا تو زرثمن جمع کیا گیا ہوگا یا نہیں کیا گیا ہوگا، اگر جمع نہیں کیا گیا تو اس کی حقیقت یہ ہوگی کہ ایل سی کھلوانے والے پر حال یا مستقبل میں جو ذمہ داری آنے والی ہے اس میں ضامن (بینک) ابھی اپنی ذمہ داری شامل کر لیتا ہے، اور اسی صورت کا نام فقہ اسلامی میں ضمانت یا کفالت ہے۔

اور اگر زرثمن جمع کیا گیا ہو تو ایل سی کھلوانے والے شخص اور ایل سی کھولنے والے (بینک) کے درمیان تعلق کو وکالت کہا جائے گا، اور وکالت اجرت کے ساتھ بھی درست ہے اور بغیر اجرت کے بھی، نیز بینک کا ایل سی کھلوانے والے (مکفول لہ) کا ضامن بن جانا بھی درست ہے۔

۲۔ کفالت ایسا عقد تبرع ہے جس کا مقصد امداد واحسان ہوتا ہے، فقہاء نے کفالت پر عوض لینے کو جائز قرار دیا ہے، کیوں کہ ایسی صورت میں کفیل کا ضمان کی رقم ادا

کرنا اس قرض کے مشابہ ہوگا جس کے قرض دینے والے کو نفع حاصل ہو اور یہ شرعاً ممنوع ہے۔

مندرجہ بالا امور کے پیش نظر اکیڈمی طے کرتا ہے کہ:

اول: لیٹر آف کریڈٹ جاری کرنے کی صورت میں عمل ضمانت کے بدلے اجرت لینا جائز نہیں ہے (جس میں عام طور پر ضمانت کی رقم اور اس کی ادائی کی مدت کو مد نظر رکھا جاتا ہے) خواہ اس کا زر ثمن جمع کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو۔

دوم: ایل سی کی دونوں قسموں کے اجراء میں ہونے والے دفتری اخراجات کا مطالبہ شرعاً درست ہے، بشرطیکہ مطلوبہ اخراجات مروجہ مناسب اجرت (اجر مثل) سے زائد نہ ہوں، اور اگر پورا زر ثمن یا اس کا کچھ حصہ ادا کر دیا گیا ہو تو ایل سی کے اجراء میں ہونے والے مصارف کی تعیین میں ان اخراجات کو بھی ملحوظ رکھنا درست ہے جو اس زر ثمن کی ادائی کے سلسلہ میں حقیقتاً برداشت کرنے پڑتے ہیں۔

**واللہ اعلم**

قرارداد نمبر: ۱۲۰ (۱۲/۲)

# غیر ادا شدہ کریڈٹ کارڈ

اکیڈمی کے بارھویں اجلاس منعقدہ ریاض، سعودی عرب مؤرخہ ۲۵ / جمادی الثانی۔ ۱/ رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۳۔۲۸ / ستمبر ۲۰۰۰ء میں موضوع پر غور کیا گیا۔

اکیڈمی کی کونسل کی مالیاتی بازوں کے موضوع پر اور کریڈٹ کارڈ سے متعلق قرارداد نمبر ۶۵ (۱/۷) کی بنیاد پر جس میں اس کارڈ کی بابت تصویر مسئلہ اور حکم کو آئندہ اجلاس تک مؤخر کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا اور مجلس کے دسویں اجلاس کی قرارداد نمبر ۱۰۲ (۱۰/۴) کے حوالہ سے اور اس سلسلہ میں اکیڈمی کو موصول بحثوں اور ان پر فقہاء اور ماہرین معیشت کے مابین مناقشات کو سننے کے بعد اور اپنی قرارداد نمبر ۶۳ (۱/۷) میں کریڈٹ کارڈ کی تعریف کے

حوالے سے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کریڈٹ کارڈ ایک ایسی دیتاویز ہے جو ایشو کرنے والا بینک کسی شخص طبعی یا شخص اعتباری (کارڈ ہولڈر) کو بینک اور شخص متعلق کے مابین ایسے معاہدہ کی بنیاد پر سپرد کرتا ہے جس کے ذریعہ وہ شخص سامان یا کام کی خریداری ایسے آدمی (تاجر) کی طرف سے کرتا ہے جو اس کارڈ کو تسلیم کرتا ہو اور قیمت نقد ادا نہیں کرتا ہے، کیوں کہ بینک قیمت کی ادائی کی ضمانت لیتا ہے اور ادائی کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے کی جاتی ہے پھر بینک مقررہ مرحلوں میں کارڈ ہولڈر سے وصول کر لیتا ہے، کچھ بینکوں میں غیر ادا شدہ مجموعی رقم پر متعین مدت کے بعد سود بھی عائد کیا جاتا ہے، جب کہ بعض بینک ایسا نہیں کرتے ہیں۔

اس سلسلہ میں اکیڈمی مذکورہ بالا تفصیل کی روشنی میں یہ فیصلہ کرتی ہے کہ:

اول: ایسا غیر ادا شدہ کریڈٹ کارڈ ایشو کرنا اور اس سے کام لینا جائز نہیں ہے جس میں کسی سودی اضافہ کی قید مشروط ہو، خواہ کارڈ ہولڈر اس بات کا عزم رکھتا ہو کہ مفت رعایت و گنجائش کی مدت کے دوران ہی وہ قیمت ادا کرے گا۔

دوم: ایسا غیر ادا شدہ کریڈٹ کارڈ ایشو کرنا درست ہے جس میں اصل دین پر کسی سودی اضافہ کی شرط نہ ہو۔

اس بنیاد پر یہ مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ:

الف: بینک اپنے ایجنٹ سے اس کارڈ کے ایشو یا تجدید کے وقت مقررہ فیس لے سکتا ہے، جس کی حیثیت بینک کی طرف سے پیش کردہ خدمت کی مقدار پر بالفعل اجرت کی ہو گی۔

ب: کارڈ ایشو کرنے والا بینک تاجر سے ان چیزوں پر جو ایجنٹ تاجر سے خریدے گا، کمیشن لے سکتا ہے، اس شرط کے ساتھ کہ تاجر کی بیع کارڈ کے ذریعہ اسی نرخ پر ہو جس نرخ پر وہ نقد جمع کرتا ہے۔

سوم: کارڈ رکھنے والا اگر بینک سے پیسہ نکالتا ہے تو وہ بطور قرض ہو گا اور اگر اس میں کوئی سودی اضافہ نہ ہو تو اس میں کوئی شرعی حرج نہیں ہے اور اس خدمت کے عوض لی جانے والی دو فیسیں سودی اضافہ میں شمار نہیں ہوں گی جو قرض کی مقدار یا اس کی مدت سے وابستہ نہیں

ہوتی ہیں، بالفعل خدمات پر کوئی اضافہ حرام ہوگا، کیوں کہ وہ شرعاً حرام سود میں آجائے گا، جیسا کہ اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۱۳(۲/۱۰) اور ۱۳(۳/۱) میں اس کی صراحت کی گئی ہے۔

چہارم: غیر ادا شدہ کریڈٹ کارڈ سے سونا چاندی اور نقد کرنسی خریدنا جائز نہیں ہے۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر ۱۶۸(۱۲/۲)

# کرنسی کے مسائل

اکیڈمی کے نویں اجلاس منعقدہ ابوظہبی، متحدہ عرب امارات مؤرخہ ۱-۶/ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱-۶/اپریل ۱۹۹۵ء میں اس موضوع پر آنے والے ملاقات اور بحث ومناقشہ کی روشنی میں محسوس کیا گیا کہ بعض کرنسیوں کی قوت خرید میں بے پناہ گراوٹ پیدا کردینے والے افراط زر کے حالات کے حل کے سلسلہ میں مختلف رجحانات پائے جاتے ہیں، جن میں چند درج ذیل ہیں:

الف۔ "مجمع الفقه الاسلامی" کے پانچویں سیمنار میں طے شدہ تجویز یعنی "دین جس کرنسی سے ثابت ہو اس کی ادائی میں اعتبار بالمثل کرنسی کا ہوگا قیمت کا نہیں ہوگا، اس لیے کہ دیوان اپنے امثال کے ذریعہ ادا کیے جاتے ہیں، پس دین ثابت فی الذمہ کو قیمتوں کے اشاریہ کے ساتھ مربوط نہیں کیا جاسکتا۔

لہٰذا پہلا نقطۂ نظر یہ ہے کہ افراطِ زر کے استثنائی حالات بھی اسی تجویز کے تحت آتے ہیں اور یہی اصول پر ان پر منطبق ہوگا۔

ب۔ دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ ان استثنائی حالات میں معاشی اخراجات کے اشاریے یعنی کرنسی کی قوت خرید سے مربوط کیا جانا چاہیے۔

ج۔ تیسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ کاغذی نوٹوں کا رشتہ سونے کے ساتھ جوڑا جائے یعنی وجوب دین کے وقت سونے کے نرخ کی رعایت ادائی کے وقت کی جائے۔

د۔ چوتھا نقطۂ نظر یہ ہے کہ ایسے مخصوص حالات میں فریقین کے درمیان جبری صلح کا اصول نافذ کیا جائے جس میں مقروض اور قرض دینے والے کے نقصانات کی تحقیق کر کے دین کی ادائی صلح کے ذریعہ طے شدہ مقدار میں ہو۔

ہ۔ کچھ حضرات کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ کرنسی کی قیمت کے گرنے کی دو صورتوں میں فرق کیا جانا چاہیے، ایک صورت تو بازار میں رسد اور طلب کے اعتبار سے قیمت کا گرنا بڑھنا ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ خود حکومت اپنے کسی فیصلہ کے ذریعہ کرنسی کی قیمت کم کر دے۔

ر۔ کرنسی کی قوت خرید کبھی حکومتوں کی اقتصادی سیاست پر مبنی ہوتی ہے اور کبھی خارجی عوامی کی وجہ سے کرنسی کی قوت گھٹتی ہے، ان دونوں صورت میں میں فرق کیا جانا چاہیے۔

ز۔ ان استثنائی حالات میں ''وضع جوائح'' کے اصول پر عمل کیا جانا چاہیے یعنی جس طرح قدرتی آفات کی صورت میں طے شدہ واجب دیون میں کمی کی جاتی ہے اسی طرح افراط زر کی اس مصیبت کو بھی ایک حادثہ تصور کرتے ہوئے وضع جوائح کے اصول پر طے کیا جائے۔

ان مختلف نقطہائے نظر کی روشنی میں جو محتاج بحث و تمحیص ہیں مندرجہ ذیل تجاویز طے کی جاتی ہیں:

اول: کسی اسلامی مالیاتی ادارہ کے تعاون سے فقہ و اقتصادیات کے ماہرین کی ایک مخصوص نشست منعقد کی جائے جس میں اکیڈمی کے بعض ارکان و ماہرین بھی شامل ہوں اور استثنائی حالات میں پیدا ہونے والے دیون کی ادائی کے مسائل کا متفقہ طور پر کوئی بہترین و مناسب طریقہ تلاش کیا جائے۔

دوم: یہ کہ اس اجتماع کا ایجنڈا حسب ذیل ہونا چاہئے:

الف: افراط زر کی حقیقت اور اس کے تمام فنی تصورات۔

ب: افراط زر کے اقتصادی اور اجتماعی اثرات اور اس کے اقتصادی حل کی کیفیت کا مطالعہ۔

ج: افراط زر سے پیدا ہونے والی مشکلات کا فقہی حل۔

سوم: اس اجتماعی کی مفصل رپورٹ پیش کی گئی بحثیں اور مباحث اکیڈمی کے اگلے سمینار میں پیش کیئے جائیں۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۸۹(۹/۶)

# کرنسی کے مسائل

اکیڈمی کے آٹھویں اجلاس منعقدہ بندر سیری بیگاؤں (برونائی) مؤرخہ ا۔۷ر محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱۔ ۲۷ر جون ۱۹۹۳ء میں کرنسی کے موضوع پر پیش شدہ تحقیقات پر غور اور بحث وتمحیص کے بعد درج ذیل فیصلے کیئے گئے:

اول۔ عمل کے نظام، ضوابط اور وہ خصوصی قوانین جن کے ذریعہ اجرتوں کی تعیین ہوتی ہے، ان میں جائز ہوگا کہ اجرتوں کو اشاریہ سے مربوط رکھنے کی شرط لگائی جائے، بشرطیکہ اس کی وجہ سے عمومی اقتصادیات کو ضرر نہ پہنچے۔

اجرتوں کو اشاریہ سے مربوط کرنے سے مقصود یہ ہے کہ قیمتوں کے معیار میں ہونے والی تبدیلی کے لحاظ سے اجرتوں کے اندر بھی وقفہ وقفہ سے تبدیلی ماہرین وواقف کاران کی رائے کے مطابق کی جاتی ہے، اس تبدیلی کی غرض یہ ہے کہ افراطِ زر کے نتیجہ میں اجرت کی مقدار کی قوت خرید کرنے سے اور نتیجتاً سامانوں وخدمات کی قیمتوں کے عمومی معیار میں اضافہ ہوجانے سے عاملین (محنت کاروں) کو تحفظ فراہم کیا جائے، اس جواز کی دلیل یہ ہے کہ:

کسی بھی شرط کا لگانا اصل کے اعتبار سے جائز اور درست ہوتا ہے، صرف ایسی شرط ممنوع قرار پائے گی جس سے کوئی حلال، حرام بنتا ہو یا کوئی حرام شے حلال قرار پاتی ہو۔

البتہ اگر اجرت جمع ہوتی چلی جائے اور قرض بن جائے تو اس پر قرض کے وہ

احکام جاری ہوں گے جو اکیڈمی کے قرارداد نمبر: ۴۲ (۵/۴) میں بیان ہوئے ہیں۔

دوم۔ یہ بات درست ہوگی کہ قرض دینے والا اور قرض دار دونوں قرض کی ادائی کے دن (پہلے نہیں) اس بات پر اتفاق کرلیں کہ قرض کی ادائی قرض کی کرنسی کے بجائے دوسری کرنسی سے کریں گے بشرطیکہ یہ عمل ادائی کے دن قرض کی کرنسی کے نرخ سے انجام پائے، اسی طرح کسی معین کرنسی سے قرض بالاقساط کی صورت میں کسی بھی قسط کی ادائیگی کے دن یہ اتفاق جائز ہوگا کہ اس پوری قسط کی ادئی دوسری کرنسی کے ذریعہ قرض والی کرنسی کے اسی دن کے نرخ کے مطابق کی جائے گی۔

تمام صورتوں میں یہ شرط ضروری ہوگی کہ قرض دار کے ذمہ میں اس میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے جس پر کرنسی کی تبدیلی کا معاملہ انجام پایا ہے، نیز قبضہ کے موضوع پر اکیڈمی کی منظور کردہ قرارداد نمبر: ۵۰ (۶/۱) کی رعایت بھی ضروری ہوگی۔

۳۔ جائز ہے کہ عقد کے وقت متعاقدین ادھار قیمت یا ادھار اجرت کی تعیین پر اتفاق کریں کہ وہ ایک کرنسی سے ہوگی جو ایک بار ادا کی جائے گی، متعینہ قسطوں کی شکل میں متعدد کرنسیوں سے یا سونے متعین مقدار سے ہوگی، اور یہ کہ ادائی حسب اتفاق انجام پائے گی، اسی طرح یہ بھی جائز ہوگا کہ سابق دفعہ میں مذکور طریقہ پر انجام پائے گی۔

۴۔ کسی متعینہ کرنسی کے ذریعہ حاصل ہونے والے قرض کا اندراج مقروض کے ذمہ میں اس کرنسی کے مساوی سونا یا اس کے مساوی دوسری کرنسی سے کرنے پر اتفاق درست نہیں ہوگا یعنی قرضدار اس بات کا پابند ہو جائے کہ قرض کی ادائی قرض والی کرنسی کے مساوی سونا یا کسی دوسرے طے کی ہوئی کرنسی سے کرے یہ صورت جائز نہیں ہے۔

۵۔ کرنسی کی قیمت میں تبدیلی کے موضوع پر اکیڈمی کے قرارداد: ۴۲ (۵/۴) کی توثیق کی جاتی ہے۔

اور اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ امانت عامہ (جنرل سیکرٹریٹ) کی جانب سے باصلاحیت فقہاء محققن اور ماہرین اقتصادیات کو ذمہ داری دی جائے کہ وہ کرنسی سے

متعلق مختلف پہلوؤں پر مقالات وتحقیقی بحوث تیار کریں تا کہ اکیڈمی کے آئندہ سیمناروں میں (ان کے لیے اجرت کسی متعین اشاریہ سے مربوط ہوگی ، بشرطیکہ ہر مرحلے آغاز کے وقت اجرت کی مقدار معلوم ہو جائے )۔

**سفارشات:**

اکیڈمی اس سلسلہ میں درج ذیل سفارشات کرتی ہے:

ا۔ چوں کہ افراط زر کا سب سے اہم سبب ان کرنسیوں کی کمیت میں اضافہ ہے جنہیں متعدد معروف اسباب کے تحت ملکی کرنسی کا محکمہ جاری کرتا ہے، اس لیے ہم اس محکمہ سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ افراط زر کے اسباب کے ازالہ کی سنجیدہ کوشش کرے جس کی وجہ سے معاشرہ کو سخت نقصان پہنچتا ہے وہ افراط زر کے ذریعہ سرمایہ کاری سے گریز کرے، خواہ بجٹ کی کمی کی وجہ سے ایسا کیا جاتا ہو یا ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کیلئے اور اس کے ساتھ ہی ہم مسلم قوموں کو خرچ اور صرف کے اندر اسلامی اقدار کی مکمل پابندی کرنے کی نصیحت بھی کرتے ہیں، تا کہ ہما ہرے معاشرے تبذیر واسراف اور عیاشی کی ان ساری شکلوں سے محفوظ رہیں جو افراط زر کو پیدا کرنے والے عملی نمونے ہیں۔

۲۔ اسلامی ملکوں کے بیچ اور خاص طور پر بیرونی تجارت کے میدان میں اقتصادی تعاون کو بڑھایا جائے اور یہ کوشش کی جائے کہ ان کی اپنی مصنوعات باہر سے ایکسپورٹ شدہ مصنوعات کی جگہ لے لیں اور صنعتی ملکوں کے مقابلہ میں ان کے کمپٹیشن اور مقابلہ آرائی کے مراکز کو طاقتور بنایا جائے۔

۳۔ اسلامی بینکوں کی سطح پر ان کے ذخیرہ مال پر افراط زر کے اثرات کا مطالعہ وتحقیق کرایا جائے اور ان بینکوں ان میں امانت رکھنے والوں اور ان میں سرمایہ کاری کرنے والوں کو افراط زر سے بچانے کے لیے مناسب وسائل تجویز کیے جائیں، اسی طرح اسلامی مالیاتی اداروں کی سطح پر افراد زر کی صورت حال کو کاؤنٹ کرنے والے حسابی معیارات کی تعیین اور اس کا مطالعہ کیا جائے۔

۴۔ افراط زر کی صورت میں اسلامی سرمایہ کاری اور مالی تعاون کے وسائل سے استعمال میں توسع کے سلسلے میں تحقیق اور افراط زر کے شرعی حکم پر ممکنہ اثرات کا مطالعہ کیا جائے۔

۵۔ افراط زر سے بچنے کے ایک طریقہ کے طور پر کرنسی کو سونے سے مربوط کرنے کی صورتوں میں سے کسی صورت کو اختیار کرنے کا کہاں تک فائدہ ملتا ہے، اس کا مطالعہ وجائزہ۔

٦۔ اس بات کو مدنظر کہ پیداوار کی افزائش اور موجودہ پروڈکٹیوانرجی میں اضافہ ان اہم عوامل میں سے ایک ہے جن کے ذریعہ درمیانی اور لمبی مدت میں افراط زر سے لڑا جا سکتا ہے، لہٰذا مناسب ہے کہ مسلم ملکوں میں پروڈکشن میں اضافہ اور بہترین کی کوشش کی جائے اور اس کیلئے ایسے لائحہ عمل طے کیے جائیں اور ایسی تدابیر اختیار کی جائیں جو ذخیرہ اندوزی اور سرمایہ کاری کے معیار کو اوپر اٹھائیں تاکہ مسلم ترقی روبہ عمل آسکے۔

۷۔ تمام مسلم ملکوں کو اس بات کی دعوت دی جائے کہ وہ اپنے عام بجٹ کو متوازن کرنے کی کوشش کریں، اس کے لیے انہیں اخراجات کو کم کرنا اور انہیں اسلامی دائرہ میں رہ کر منضبط کرنا ہوگا (واضح رہے کہ ان بجٹوں میں تمام عام، ترقیاتی اور مستقل بجٹ بھی شامل ہیں جو اپنی مالی سرمایہ کاری میں عام مالی ذرائع اور وسائل پر بھروسہ کرتے ہیں)۔ اور اگر ان بجٹوں کو سرمایہ فراہم کرنے کی ضرورت ہو تو اس کا شرعی حل یہ ہے کہ اسلامی طریقہ پر سرمایہ فراہم کرنے کے طریقوں یعنی شرکت، بیع اور اجارہ پر عمل کیا جائے اور سودی قرض سے احتراز واجب ہے، چاہے وہ بینکوں اور مالی اداروں کی جانب سے ہوں یا قرض باؤنڈرز جاری کر کے ہوں۔

۸۔ مالیاتی پالیسیاں اپناتے وقت شرعی ضوابط کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے، چاہے ان کا تعلق عام آمدنی میں تبدیلی سے ہو یا عام اخراجات میں تبدیلی سے اور ایسا ہی وقت ہوسکتا ہے جب مالی منصوبوں کو عدل وانصاف اور سوسائٹی کے عمومی

مفادات اور غرباء کی رعایت اور لوگوں پر اخراجات کا اتنا ہی بار ڈالنے پر، جتنی ان کی مالی قدرت آمدنی اور دولت میں ایک ساتھ ہو، طے کیا جائے۔

۹۔ مالیاتی اور نقدی پالیسیوں کے لیے شرعی طور پر تمام جائز وسائل استعمال کیے جائیں، نیز مطمئن کرنے کے وسائل اور دیگر اقتصادی اور انتظامی وسائل کا استعمال کیا جائے تاکہ افراط زر کا اوسط ممکنہ حد تک کم کیا جا سکے۔

۱۰۔ ایسی ضرورتیں ضمانتیں فراہم کی جائیں کہ نقدی امور کے انتظار میں سینٹرل بینک کا فیصلہ آزادانہ ہو اور وہ نقدی استحکام اور افراط زر کے مقابلہ کے مقصد کو پورا کرنے کا پابند ہو، نیز سینٹرل بینک اور اقتصادی و مالیاتی اداروں کے درمیان مسلسل ہم آہنگی ملحوظ رکھا جائے، تاکہ اقتصادی ترقی، اقتصادی ونقدی استحکام اور بے کاری کا خاتمہ جیسے مقاصد پورے ہو سکیں۔

۱۱۔ عام اداروں اور پروجیکٹوں سے اگر مطلوبہ اقتصادی فوائد حاصل نہ ہو رہے ہوں تو ان کا مطالعہ و تجزیہ کیا جائے اور اس بات پر غور کیا جائے کہ انہیں پرائیوٹ سیکٹر میں تبدیل کر دیا جائے اور اسلامی طریقہ کے مطابق انہیں بازار کے اتار چڑھاؤ کے عوامل کا پابند کیا جائے، اس سے یہ ہوگا کہ پیداواری صلاحیت بہتر ہوگی اور بجٹ کا مالی بوجھ کم ہوگا، جس سے افراط زر میں کمی آئے گی۔

۱۲۔ مسلمان عوام اور مسلم حکومتوں کو شریعت اسلامی کے اپنانے اور اس کے اقتصادی، تربیتی، اخلاقی اور اجتماعی اصولوں اور تعلیمات کی پیروی کا التزام کرنے کی دعوت دی جائے۔

سفارش:

افراط زر کے سلسلہ میں پیش کردہ تجاویز کے بارے میں اکیڈمی کی رائے یہ ہے کہ انہیں مؤخر کیا جائے اور آنے والے اجلاس میں پیش کیا جائے۔ واللہ الموفق

قرارداد نمبر: ۱۱۵(۱۲/۹)

# المصادر والمراجع

## ☆القرآن الكريم وعلومه


- القرآن الكريم
- الدر المنثور للسيوطى، دار هجر، مصر.
- تفسير الطبرى، دار هجر، مصر/ دارالمعرفة بيروت الطبعة الثالثة، ١٣٩٨ھ١٩٧٨م.
- تفسير الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل وعيون الأقاويل في وجوه التاويل ، أبو القاسم جار اللّٰه محمود بن عمر بن أحمد الزمخشري ، دارالكتب العلمية.


## الحديث الشريف وعلومه


- الجامع الصحيح لأبي عبداللّٰه محمدبن اسماعيل البخاري، دارالكتاب العربي ، بيروت.
- السنن الكبرى لأبي بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقى، ط: ١٣٤٤ھ ، مجلس دائرة النظامية، حيدرآباد، الهند.
- المستدرک على الصحيحين لأبي عبداللّٰه محمد بن عبداللّٰه الحاكم النيسابوري ، قديمى كراتشي.
- المصنف لأبي بكر عبداللّٰه بن محمد بن أبى شيبه العيسي، المجلس العلمي، ١٣٢٧ھ.

المعجم الأوسط لأبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني، ت: طارق بن عوض اللّٰه الحسيني، ط: دارالحرمين ، القاهرة ، ١٤١٥ھ.

- أو جزالمسالک الى مؤطامالک لشيخ الحديث مولانا محمد زكريا

الكاندهلوي ، مكتبه ا مداديه ملتان.

- بذل المجهود في حل سنن أبي داؤد، للسهارنفوري، مكتبه امداديه ملتان.
- تكملة فتح الملهم للشيخ المفتي محمد تقي العثماني، مكتبة دارالعلوم كراتشي، ١٤١٤ه.
- سنن ابن ماجه، لأبى عبدالله محمد بن يزيد القزويي ، دارالجيل، بيروت ١٤١٨ه.

سـنـن الترمـذي لـلإم أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة الترمذي، دارالكب العلمية، بيروت، ١٤٢١ه.

سنن الدارقطني، أبوالحسن علي بن عمر الدار قطني، دارالمعرفة بيروت.

سـنن النسائى لأبي عبدالرحمن أحمد بن شعيب النسائي، دارالمعرفة ، بيروت ، ١٤٢٢ه.

- سنن أبي داؤدللإمام أبى داؤد سليمان بن الأشعث الأذديالسجستاني، داراحياء التراث العربى، ١٤٢١ه.
- صحيح ابن حبان لأبي حاتم محمد بن حبان بن أحمد بن حبان الدارمي، مؤسة الرسالة.
- صحيح مسلم لأبي الحسين مسلم بن حجاج بن مسلم القشيري، ط، دارالسلام ، الرياض، ١٤١٩ه.
- صحيح مسلم مع شرح النووي، ايچ ايم سعيد كراتشي.
- فتح الباري للحافظ ابن حجر العسقلاني، فديمى كراتشي.
- مجمع الزوائد لنور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي، دارالفكر، بيروت.
- مشكاة المصابيح للخطيب ولي الدين أبي عبدالله محمد بن عبدالله، التبريزي، دارالكتب العلمية، بيروت ، ١٤٢٤ه/٢٠٠٣م.
- مؤطا الإمام مالک للإمام مالک بن أنس بن مالک بن أبي عامر بن الحارث الأصبحي، قديمى، كراتشي.

# المراجع الفقهية


- اختلاف الفقهاء ، عمر بن جرير الطبري، دارالكتب العلمية.
- الاشباه والنظائر للسيوطى دارالكتاب العربي بيروت ط:١٩٨٧م.
- الاختيار لتعليل المختار، عبدالله بن محمود ابن مودود الموصلي الحنفي، دارالكتب العلمية بيروت، لبنان ١٩٩٨م.
- الاشراف على مذاهب أهل العلم، وزارت الاوقاف والشؤن الإسلامية، قطر، الطبعة الثانية: ١٤١٤ھ.١٩٩٤م.
- التاج والاكليل لمختصر خليل على هامش مواهب الجليل، ط: ١، مصر مطبعة السعادت، ١٣٢٩ھ.
- الشرح الصغير على أقرب المسالك الى مذهب الإمام مالك، دار الكتب العلمية.
- العناية على الهداية مع الفتح، رشيديه.
- الفتاوىٰ الهندية، داراحساء التراث العربي، بيروت ط: ١٩٨٦م.
- الكفاية على الهداية في ذيل فتح القدير ، رشيديه.
- اللباب في شرح الكتاب، عبدالغني الغنيمي الميداني، قديمى كراتشي.
- المغني لابن قدامة أبي عبدالله محمد بن أحمد، مكتبة الرياض الحديثية الرياض.
- الهداية لعمر غينائي ، مكتبة البشرى، كراتشي.
- بدائع لصنائع لتكاسي، مكتبة رشيديه/ دارالكتب العربي/ دارالكتب العلمية بيروت: لطبعة الثانية ١٤٠٦ھ.١٩٨٦م.
- تبييس الحقائق شرح كنز الدقائق ، فخر الدين عثمان بن غني الزيلعي، دارالكتب العسيه.
- تحفة المحفل لشرح المناح ، دارالفكر بيروت.

- حاشية ابن عابدين، ايچ ايم سعيد كراتشي/ دارالفكر بيروت.
- حاشية الخرشي على مختصر سيدي خليل ، دارالكتب العلميةط: ١، ١٩٩٧م.
- حاشية الدسوقي على الشرح الكبير دارالكتب العلمية بيروت.
- حاشية شهاب الدين أحمد بن سلام القليوبي على شرح جلال الدين على منهاج الطالبين للنووي.
- حاشية الصاوي على الشرح الصغير على أقرب المسالك مع الشرح الصغير، دارالكتب العلمية.
- حجة اللّٰه البالغة، للشيخ الشاه ولي اللّٰه محمدث الدهلوي رحمه اللّٰه، ط، زمزم پبلشرز كراتشي.
- شرح الزرقاني على مختصر الخليل ، دارالفكر بيروت.
- شرح منتهى الإرادات، مصوبن يونس البهوتي، عالم الكتب بيروت.
- عقدالجوهر الثمينة في مذهب عالم المدينة، جلال الدين عبداللّٰه ابن شاس، دارالعرب اللإسلامي.
- فتح القدير ، داراحياء ا لتراث العربي، بيروت.
- كشف القناع عن متن الإقناع، منصوبن يونس المهوني، عالم الكتب ، بيروت.
- متن الغاية والتقريب في الفقه الشافعي، أحمد ابن الحسين، ......الحموي: ١٦٥، دار ابن حرم بيروت، ١٩٩٣م.
- مجلة الأحكام الشرعية علىٰ مذهب الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن عبداللّٰه القاري.
- مختصر القدوري، أبوالحسين أحمدبن محمد البغدادي القدوري، مؤسسة الريان، بيروت لبنان، ٢٠٠٥م.
- مغني المحتاج الى معرفة معاني ألفاظ المنهاج، محمد الخطيب الشربيني، دارالفكر.

- مواهب الجليل على مختصر سيدي خليل للمغربي دارالكتب العلمية.
- نظام الحكومة النبوية المسمى ب"التراتيب الإدارية لعبدالحى الكتاني، دارالكتاب العربي، بيروت.
- نهاية المحتاج الى شرح المنهاج للرملي، داراحياء التراث العربي.


# المراجع التاريخية


- البداية والنهاية لأبن كثير، الحقانية بشاور.
- تاريخ الطبري المعروف بتاريخ الأمم والملوك ، مؤسسة الأعلم لمطبع عان، بيروت.
- تاريخ الإسلام ، للدكتور حسن ابراهيم، داراحياء التراث العربي .
- دائرة المعارف لفريد وجدي، بيروت.
- فتوح البلدان للبلاذري، دارالكتب العلمية بيروت.


# المراجع اللغوية


- الصحاح للجوهري ، دارالعلم للملايين، بيروت.
- المعجم الاقتصادي للدكتور جمال عبدالناصر، دارالمشرق الثقافي، عمان، الاردن.
- المنجمد في اللغة والإعلام، دارالشرق، بيروت.
- الموسوعة الحرة.
- الموسوعة العربية العالمية.
- تاج العروس للزبيدي، مطبعة حكومت كويت.
- لسان العرب لأبن منظور الافريقي، قديمى كراتشي/ دار الحديث، القاهرة.
- محيط المحيط لبطرس البستاني، مكتبة لبنان بيروت.
- معجم المصطلحات التجارية والتعاونية، أحمد ذكي بدوي، دارالنهضة العربية بيروت.

# المراجع الاقتصادية والفقهية العامة والمجلات


- البطاقات الائتمانية، تعريفها وأخذ الرسوم على اصدارها والسحب النقدي بها ، للدكتورصالح بن محمد الفوزان، بحث منشور في مجلة مجمع الفقه الإسلامي، جده.
- البطاقات البنكية الاقراضية والسحب المباشر من الرصيد للدكتور أبي سليمان عبدالوهاب، دارالقلم دمشق ٢٠٠٣م، ١٤٢٤ه.
- الطبقات الدائنة، تارريخها وتعاريفها وتوصيفها ومزاياعا وعيوبها لمحمد بن سعود بن محمد العصيمي ، دارابن الجوزي السعودية، ١٤٢٤ه.
- التقابض في الفقه الإسلامى وأثره على البيوع المعاصرة ، دارالنقاش الأردن.
- الجوانب الشرعية والمصرفية والمحاسبة لبطاقات الائتمان، محمد عبدالحليم عمر، ايتراك للنشر والتوزيع، مصر، ١٩٩٧م.
- الدينارالإسلامي في المحتف العراقي للنقشبندي ، بغداد.
- العمليات الشغلية والإطارالقانوني، بطاقات الائتمان، عبدالقادر عطر، مجلة البلغاء ، للبحوث والدراسيات الاردن، ع: ١، ١٤١٥ه.
- القرض المصرفي للدكتور محمد علي البناء، دارالكتب ا لعلمية بيروت.
- المعاملات المالية المعاصرة في ضوء الفقه والشريعة ، محمد رواس قلعة جي، دارانفائس، بيروت ، لبنان ١٤٢٠ه، ١٩٩٩ء.
- المعايير الشرعية، للهيئة المحاسبة المراجعة للمؤسسات المالية للإسلامية، المنامه، بحرين.
- النظام القانوني لبطاقة الائتمام ، قداء يحى أحمد الحمود، دارالثقافة ، عمان ١٩٩٩م.
- النظرية الاقتصادية، أحمد جامع، دارالنهضة العربية ، القاهرة.
- النقود البنكية لعبد المنعم مبارك ، مركز الاسكندريه للكتاب: ١٩٩٥م.

- بحث عبدالرحيم بن صالح الأطرم، مجلة مجمع الفقه الإسلامي، ع:١٥ .
- بحث عن بطاقات الائتمان المصرفية ولاتكييف الشرعي المعمول به، مركز تطوير المخدمة المصرفية، بيت التمويل الكويتي.
- بطاقات الائتمام البنكية في الفقه الإسلامي لفتحي شوكت م صطفى عرفات، جامعة النجاح الوطنية ، نابلس فلسطين، ٢٠٠٤م.
- بطاقات الائتمام المصرفية بين التكييف الشرعي والضرروة المالية للدكتور حسين حسين شحائه، مصر.
- بطاقات الائتمام الإسلامية لمحمد الهمزاني، الرياض.
- بطاقات الائتمام للدكتوب محمد على القري بن عيد، بحث منشور في مجلة المجمع الفقه الإسلامي بجده.
- بطاقات الائتمام للدكتوروهبة مصطفى الزحيلي، بحث ومحاظرة ألقاها لدورته الخامس عشرفي مسقط(سلطنة عمان) سنة ٢٠٠٤م.
- بطاقات الوفاء، رضوان فايز، المطبعة العربية بالقاهرة: سنة ١٩٩٠م.
- بطاقة الائتمام بحث الدكتور الصديق محمد الأمين ا لضرير، مجلة مجمع الفقه الإسلامي، ع ١٢، سنة ١٤٢١ه.
- بطاقة الائتمام لأبي زيد بكر بن عبدالله ، الطبعة الثانية ١٤١٧ه،السعودية.
- بطاقة الائتمان، دراسة شرعية عملية موجزة للدكتور رفيق المصري ، مركز الاقتصادالإسلامي، جامعة الملك عبدالعزيز بجده، والبحث منشور في مجلة مجمع الفقه الإسلاميبجده.
- تأملات في بطاقات الصرف الألي لعبدالله بن عبدالحميد الفلاسى، مجلة مجمع الفقه الإسلامي.
- حكم البطاقات الائتمانية للدكتور محمد محروس الأعظمي، بحث مقدم الى مجمع الفقه الإسلامي في الهند: ١٤٢٦ه.

- شركة المساهمة في النظام السعودي، للدكتور المزروقي.
- ضوابط البطاقات الائتمانية للهيئة الشرعية ببنك البلاد.
- عمليات النبوك من الوجهة القانونية، علي جمال الدين عوض، دار النهضة العربية بألقاهرة: ١٩٨١م.
- فقه المعاملات المالية المعاصرة، لسعد بن تركي، المكتبة الشاملة الالكترونية.
- قضايا فقيهية معاصرة في المال والاقتصاد، بحث الدكتور حماد نزيه، دارالقلم دمشق/ مجلة مجمع الفقه الإسلامي ، ع ١٢، ١ الدورة: ١٢، ١٤٢١ھ، ٢٠٠٠م..☆مجلة مجمع الفقه الإسلامي ، جده.
- موسوعة المصطلحات الاقتصادية والإحصائية، عبدالعزيز فهمي هيكل، دارالنهضة العربية، لبنان بيروت.
- بطاقة الائتمام وتكييفها الشرعي للدكتور عبدالستار أبي غده، بحث منشور في مجلة مجمع الفقه الإسلامي، جده.
- المعايير الشرعية ، املائى افادات للشيخ محمد تقي العثماني، ١٤٢٠ھ.

# اردو مصادر و مراجع


- اسلام اور جدید معاشی مسائل اور شرکت و مضاربت عصر حاضر میں، مکتبہ دار العلوم کراچی۔
- اسلام اور جدید معاشی مسائل، مکتبہ دار العلوم کراچی۔
- اسلام کا اقتصادی نظام، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، دہلی۔
- اسلام کا معاشی نظام، ڈاکٹر نور محمد غفاری، شیخ الہند اکیڈمی کراچی۔
- اسلام کے معاشی نظریے، ڈاکٹر یوسف الدین، حیدر آباد دکن۔
- اسلام و جدید معیشت و تجارت، مکتبہ معارف القرآن کراچی۔
- اسلام کا معاشی نظام، ڈاکٹر محمد آدم ایڈوکیٹ، ادارہ فروغ ادب کراچی۔
- اسلامی معاشیات کے مصادر و مراجع، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور ۱۹۹۴ء۔
- القاموس الاصطلاحی، مولانا وحید الزماں کیرانوی، دار الاشاعت۔
- انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا۔
- الہام الباری مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، مکتبہ الحراء کراچی۔
- بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام، فقہ اکیڈمی، انڈیا دار الاشاعت کراچی، ۲۰۰۸ء۔
- تجارت کے اسلامی اصول و ضوابط، ڈاکٹر نور محمد غفاری، شیخ الہند اکیڈمی کراچی۔
- جدید تجارتی شکلیں، مولانا مجاہد الاسلام قاسمی صاحب، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراچی۔
- جریدہ (۳۷): ۹/۷ ۶۴-۱۴۱، ۷، شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ، جامعہ کراچی۔ ۲۰۰۶ء۔

- سود پر تاریخی فیصلہ، مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، مکتبہ معارف القرآن کراچی، ۱۴۲۹ھ۔
- سودی بنکاری اور اسلامی بنکاری، مفتی نذیر احمد، دارالافتاء جامعہ فاروقی کراچی۔ غیر مطبوع۔
- سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، علامہ شبلی نعمانی نیشنل فاؤنڈیشن اسلام آباد۔
- شیئرز اور کمپنی، مولانا ابوبکر قاسمی صاحب۔
- شیئرز کی شرعی حیثیت اور اس کے احکام، مفتی عمیر عادل خان، دارالافتاء جامعہ فاروقی کراچی، غیر مطبوع۔
- فقہی مقامات، حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ، مکتبہ دارالعلوم کراچی۔
- کریڈٹ کارڈ تاریخ، تعارف، شرعی حیثیت، ڈاکٹر نور احمد شاہتاز، اسکالرز اکیڈمی، کراچی۔
- مروجہ تکافل کا جائزہ، مفتی محمد راشد ڈسکوی، دارالافتاء فاروقی کراچی، غیر مطبوع۔
- معارف القرآن، مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ (۱۴۲۲ھ) ط، ادارۃ المعارف، کراچی۔
- معارف القرآن، مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ (۱۴۲۲ھ) ط، مکتبہ المعارف، شہداد پور، سندھ۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی، ڈاکٹر نور احمد غفاری، شیخ الہند اکیڈمی، کراچی۔
- یورپ کے تین معاشی نظام، ادارۃ المعارف کراچی۔

**The Concise Oxford Dictionony**

**(Printed in U.S.A Cretid Card PO272**

راقم کی دیگر کتابیں

## مفتی محمد عامر کانپوری

